رویت ہلال ، روزہ ، تراویح ، شبِ قدر ، اعتکاف
زکوٰۃ اور عیدین وغیرہ کے متعلّق فضائل و مسائل کا
قیمتی مجموعہ

مؤلف
مفتی محمد سلمان منصور پوری صاحب

بیتُ العُلوم
۲۰۔ نابھہ روڈ ، پُرانی انارکلی لاہور۔ فون: ۷۳۵۲۴۸۳

رویت ہلال، روزہ، تراویح، شبِ قدر، اعتکاف
زکوٰۃ اور عیدین وغیرہ کے متعلق فضائل و مسائل کا
قیمتی مجموعہ

مؤلف
مفتی محمد سلمان منصورپوری صاحب
مفتی و استاذ الحدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

بیت العلوم
۲۰- نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور- فون ۷۳۵۲۲۸۳

﴿ضابطہ﴾

کتاب	تحفۂ رمضان
مولف	مفتی محمد سلمان منصور پوری صاحب
باہتمام	محمد ناظم اشرف
ناشر	بیت العلوم ۔ ۲۰ نابھہ روڈ، چوک پرانی انارکلی، لاہور
	فون: ۷۳۵۲۴۸۳

﴿ملنے کے پتے﴾

بیت العلوم = ۲۰ نابھہ روڈ، پرانی انارکلی، لاہور
ادارہ اسلامیات = ۱۹۰ انارکلی، لاہور
ادارہ اسلامیات = موہن روڈ چوک اردو بازار، کراچی
دارالاشاعت = اردو بازار کراچی نمبرا
بیت القرآن = اردو بازار کراچی نمبرا
بیت الکتب = گلشن اقبال، کراچی
ادارۃ المعارف = ڈاک خانہ دارالعلوم کورنگی کراچی نمبر ۱۴
مکتبہ دارالعلوم = جامعہ دارالعلوم کورنگی کراچی نمبر ۱۴
مکتبہ قرآن = بنوری ٹاؤن، کراچی
مکتبہ سید احمد شہید = الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

تہدیہ:

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور توفیق سے یہ حقیر کاوش :

☐ مادرِ علمی، دار العلوم دیوبند اور جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد کے نام ہے،—— جن کے چشمۂ فیض سے آج ایک عالم مستفیض ہو رہا ہے، خدا کرے یہ علمی مراکز تادیر آباد وشاداب رہیں، آمین۔

☐ اور اپنے مخدوم معظم والد محترم حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان صاحب منصور پوری استاذ حدیث ونائب مہتمم دار العلوم دیوبند زید مجدہم —— اور —— اپنی مخدومہ ومعظمہ والدۂ محترمہ زید مجدہا (صاحبزادی حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہٗ) کی نذر ہے۔ جن کی مثالی تربیت، بے پایاں مخلصانہ توجہات اور سحر گاہی دعاؤں نے عالم اسباب میں اس خدمت کی سعادت بخشی، ان مخدومین کا حق تو ادا نہیں ہو سکتا البتہ حسبِ ہدایتِ قرآنی ہر وقت یہ دعا ضرور ہے: رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْراً. (سورة بني اسرائيل ٢٤) میرے پروردگار ان دونوں پر رحمت فرمائیے جیسے پالا انہوں نے مجھ کو چھوٹا سا۔ آمین برحمتك يا أرحم الراحمين۔

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہٗ

۱۴۲۶/۶/۵ھ

○❖○

پیش لفظ

الحمد للہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین۔ أما بعد:

زیرِ نظر رسالہ احقر کے سلسلۂ تالیفات کی سب سے پہلی کڑی ہے، جو پہلی مرتبہ بارہ سال پہلے ۱۴۱۴ھ میں شائع کیا گیا تھا، اس وقت اس کے دو ایڈیشن جلد ہی ختم ہوگئے۔ پھر بعض حضرات کی طرف سے اشاعت کا تقاضا بھی کیا جاتا رہا، مگر احقر کا ارادہ یہ تھا کہ جب یہ رسالہ دوبارہ شائع ہو تو اس میں مزید محنت کرکے مناسب اضافے کئے جائیں، اور رمضان المبارک سے متعلق موضوعات پر اختصار اور جامعیت کے ساتھ ضروری معلومات فراہم کی جائیں۔ کئی سالوں سے رمضان کی آمد سے قبل اس کی اشاعت کا داعیہ اٹھتا تھا مگر اپنی سستی اور ہجوم کار کی وجہ سے آج کل پر بات ٹل جاتی تھی۔ اس مرتبہ پہلے ہی سے بتوفیقِ خداوندی ارادہ کیا گیا اور اللہ کے فضل سے نظر ثانی اور اضافہ جات کا کام تکمیل کو پہنچا، **فالحمد کلہ للہ۔**

اشاعت سے قبل آخری نظر کے لئے احقر نے یہ رسالہ رفیقِ مکرم حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب مدظلہٗ مفتی واستاذ حدیث مدرسہ شاہی مرادآباد کی خدمت میں پیش کیا۔ موصوف نے تمام مضامین ومسائل پر گہری نظر ڈالی اور جابجا مناسب مشورے دئے، اسی طرح رفیق گرامی جناب مولانا کلیم اللہ صاحب قاسمی نے بھی مسودہ پر گہری نظر ڈالی اور ممکنہ حد تک تصحیح کا کام انجام دیا۔ **فجزاھم اللہ أحسن الجزاء۔**

امید ہے کہ اس رسالہ سے قارئین کو رمضان المبارک سے متعلق دینی مواد یکجا طور پر مل جائے گا، اور ماہِ مبارک کی برکتوں کے حصول میں یہ رسالہ معاون بنے گا، اور نہ صرف عوام بلکہ علماء اور ائمہ مساجد اس سے فائدہ اٹھاسکیں گے، انشاء اللہ تعالیٰ۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے اسے قبولیت سے نوازیں اور دارین میں اپنی رضا وخوشنودی کا ذریعہ بنائیں، آمین **برحمتک یا أرحم الراحمین۔**

فقط واللہ الموفق

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہٗ

۱۴۲۶/۶/۵ھ

حضرت اقدس مولانا قاری سید محمد عثمان صاحب منصور پوری زید مجدہم

استاذ حدیث و نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند

زیر نظر رسالہ برخوردار عزیزم مولوی مفتی محمد سلمان سلمہٗ کا ترتیب دادہ ہے جس میں آں عزیز نے رمضان المبارک کے متعلق ضروری اور اہم مضامین درج کیے ہیں جن سے اس ماہِ مبارک کی عظمت واہمیت کے علاوہ روزہ، اعتکاف، شبِ قدر اور تراویح وغیرہ کے مسائل اور اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ کے معمولات بھی اختصار کے ساتھ معلوم ہو جائیں گے۔

ماہِ مبارک میں خصوصاً اس رسالہ کے مطالعہ کا اہتمام رکھنے سے امید ہے کہ اس کی مبارک ساعات کی قدر کرنے کی توفیق میسر ہوگی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

دلی دعا ہے کہ باری تعالیٰ آں عزیز کی اس محنت کو قبول فرمائے، آمین۔

محمد عثمان عفی عنہٗ

۲۲رشعبان ۱۴۱۴ھ

تقریظ:

حضرت مولانا مفتی شبیر احمد قاسمی مفتی مدرسہ شاہی مراد آباد

الحمد لله الذي جعل العلماء ورثة الأنبياء والصلاة والسلام علی خاتم الأنبياء والمرسلين، أما بعد:

زیر نظر کتاب شروع سے آخر تک دیکھنے کا شرف حاصل ہوا، متعدد مقامات سے متعلق مشورہ دیا گیا، جسے مصنف نے نہایت خوشی سے قبول کیا۔ یہ کتاب نہایت مختصر اور جامع ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہر خاص وعام کے لئے رمضان المبارک کا بے مثال تحفہ ثابت ہوگی، اس کتاب میں خاص طور پر سات امور قابلِ ستائش ہیں، جن سے کتاب کی حیثیت بہت بلند ہوگئی ہے۔

(۱) رمضان المبارک سے متعلق چالیس حدیثیں۔
(۲) ثبوتِ رمضان اور ثبوتِ عید سے متعلق ضروری مسائل۔
(۳) تراویح اور نوافل میں شوق اور بیداری پیدا کرنے والے فضائل۔
(۴) رمضان المبارک میں اکابر ومشائخ کے معمولات۔
(۵) شبِ قدر کے فضائل اور ضروری مسائل۔
(۶) اعتکاف کے فضائل اور ضروری مسائل۔
(۷) ماہِ مبارک میں زکاۃ کی فضیلت اور ضروری مسائل۔

یہ تمام امور ایسے ہیں جن سے کوئی بھی مسلمان بے نیاز نہیں رہ سکتا، ہر مسلمان کی اسلامی زندگی کے لئے یہ امور لازم ہیں۔

انشاء اللہ تعالیٰ اس کتاب کی قبولیت دیگر کتابوں کی بنسبت حیرت انگیز اور ہمہ گیر ہونے کی امید ہے، اللہ پاک مصنف اور ناظرین کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے، آمین۔

شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ مدرسہ شاہی مراد آباد

۸ر جمادی الثانیہ ۱۴۲۶ھ

فہرست

۱

عظمتِ رمضان

اللہ تعالی نے قرآنِ کریم میں رمضان المبارک کا تعارف کراتے ہوئے ارشاد فرمایا:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ أُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ، فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ، وَمَنْ كَانَ مَرِیْضاً أَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَیَّامٍ أُخَرَ، یُرِیْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ، وَلِتُكْمِلُوْا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوْا اللّٰهَ عَلٰی مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ.

(البقرة ۱۸۵)

ماہِ رمضان ہے جس میں قرآنِ مجید بھیجا گیا ہے اس کا وصف یہ ہے کہ لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور واضح الدلالۃ ہے، منجملہ ان کتب کے جو کہ ہدایت ہیں اور فیصلہ کرنے والی ہیں، سو جو شخص اس ماہ میں موجود ہو اس کو ضرور اس میں روزہ رکھنا چاہئے، اور جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے ایام کا شمار رکھنا ہے، اللہ تعالی کا تمہارے ساتھ آسانی کرنا منظور ہے اور تمہارے ساتھ دشواری بھی منظور نہیں، اور تا کہ تم لوگ شمار کی تکمیل کرلیا کرو، اور تا کہ تم لوگ اللہ تعالی کی بزرگی بیان کیا کرو اس پر کہ تم کو طریقہ بتلادیا اور تا کہ تم لوگ شکر ادا کیا کرو۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ رمضان المبارک اور قرآنِ کریم کے درمیان خاص ربط ہے،

اسی لئے قرآنِ کریم جیسی مقدس کتاب کے نزول کے لئے رمضان المبارک جیسے پُرعظمت مہینہ کو منتخب فرمایا گیا۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ اس مہینہ کی خاص عبادت روزہ ہے، جس سے اللہ تبارک وتعالیٰ کا قرب نصیب ہوتا ہے اور اللہ کی نعمتوں پر شکرگذاری کی سعادت حاصل ہوتی ہے اور کوئی یہ نہ سمجھے کہ روزہ کا حکم لوگوں کو مشقت میں ڈالنے کے لئے دیا گیا ہے، اس لئے آگے یہ فرمایا کہ اگر کوئی شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اس پر سردست روزہ رکھنا ضروری نہیں ہے، بلکہ دوسرے وقت جب سہولت ہو اس فرض سے سبک دوش ہونے کی گنجائش ہے، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کا مقصد تنگی میں ڈالنا نہیں بلکہ یسر اور سہولت پیدا کرنا ہے۔

خلاصہ یہ کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کے ساتھ سہولت اور شفقت کا معاملہ ہے تو بجا طور پر بندوں کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ اس کی تعظیم بجالائیں اور اس کی نعمتوں کی شکرگذاری میں کوئی کمی نہ کریں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو شکرگذار بندوں میں شامل فرمائیں، آمین۔

رمضان کا تعارفی خطبہ

سیدنا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ شعبان کی آخری تاریخ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ممبر پر تشریف فرما ہوئے، اور ارشاد فرمایا:

''اے لوگو! تم پر ایک عظیم اور مبارک مہینہ سایہ فگن ہونے والا ہے، ایسا مہینہ جس میں ایک ایسی رات (شبِ قدر) ہے جو ایک ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے (یعنی اس ایک رات میں عبادت کا ثواب ایک ہزار مہینوں کی عبادت سے زیادہ ملتا ہے) اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ کے دنوں کا روزہ فرض اور راتوں کی عبادت نفل قرار دی ہے، جو شخص اس مہینہ میں ایک نیک عمل کے ذریعہ قربِ خداوندی کا طالب ہو وہ ایسا ہی ہے جیسے دیگر مہینہ میں فرض عمل کرے (یعنی نفل کا ثواب فرض کے درجہ تک پہنچ جاتا ہے) اور جو شخص کوئی فریضہ بجالائے وہ ایسا ہے جیسے دیگر مہینوں میں ستر فرض ادا کرے (یعنی رمضان میں ایک فرض کا ثواب ستر گنا ہوتا ہے)

اے لوگو! یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب اور بدلہ جنت ہے، اور یہ لوگوں کے ساتھ مواساۃ اور

خیر خواہی کا مہینہ ہے، اس مہینہ میں مؤمن کا رزق بڑھادیا جاتا ہے، جو آدمی اس مبارک مہینہ میں کسی روزہ دار کو افطار کرائے اس کے گناہ معاف کردئے جاتے ہیں اسے جہنم سے آزادی کا پروانہ ملتا ہے، اور روزہ دار کے ثواب میں کمی کئے بغیر افطار کرانے والے کو بھی اسی کے بقدر اجر سے نوازا جاتا ہے"۔

یہ سن کر صحابہ ﷺ نے عرض کیا: "اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم میں سے ہر آدمی اپنے اندر وسعت نہیں پاتا کہ وہ دوسرے کو (باقاعدہ) افطار کرائے، اور اس کے ثواب سے بہرہ یاب ہو"۔

رحمتِ عالم ﷺ نے اپنے جاں نثاروں کو ایسا جواب دیا جس سے ان کی مایوسی خوشیوں میں بدل گئی، آپ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ یہ انعام ہر اس شخص پر کرتا ہے جو کسی بھی روزہ دار کو ایک گھونٹ دودھ، ایک عدد کھجور حتی کہ ایک گھونٹ پانی پلا کر بھی افطار کرادے، ہاں جو شخص روزہ دار کو پیٹ بھر کھلائے تو اللہ رب العزت اسے قیامت کے دن میرے حوضِ کوثر سے ایسا پانی پلائیں گے، جس سے کبھی پیاس نہ لگے گی تا آں کہ وہ جنت میں ہمیشہ کے لئے داخل ہوجائے گا"۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا "یہ ایسا مہینہ ہے جس کا پہلا عشرہ رحمت، درمیانی عشرہ مغفرت اور آخری عشرہ جہنم سے آزادی کا ہے، جو شخص اس مہینہ میں اپنے غلام (خادم اور ملازم وغیرہ) کے بوجھ کو ہلکا کردے تو اللہ جل شانہٗ اس کی مغفرت فرماتے ہیں اور آگ سے آزادی دیتے ہیں۔ اے لوگو! اس مہینہ میں چار چیزوں کی کثرت رکھا کرو: (۱) کلمہ طیبہ لا إلٰــه إلا اللّٰــه۔ (۲) استغفار (۳) جنت کی طلب (۴) آگ سے پناہ۔ (مشکوٰۃ شریف ۱/۱۷۳، البیہقی فی شعب الایمان ۳/۳۰۵)

یہ تفصیلی خطبہ رمضان المبارک کا بہترین منشور ہے، جس سے اس ماہِ مبارک کی قدر و قیمت کا بآسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ ضرورت ہے کہ ہم اسے بار بار پڑھیں اور اس کے مطابق اپنے اندر عمل کا جذبہ پیدا کرکے رمضان کی برکتوں کو زیادہ سمیٹنے کی کوشش کریں، اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرمائیں، آمین۔

○❖○

۲

روزہ اور اس کے تقاضے

رمضان المبارک کے روزے رکھنا اسلام کا اہم فریضہ ہے، یہ عبادت اپنی نوعیت اور فضیلت کے اعتبار سے امتیازی اہمیت کی حامل ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں روزہ کا اصل مقصد بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ. (البقرۃ ۱۸۳)

اے ایمان والو تم پر روزہ فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تا کہ تم پرہیز گار بن جاؤ۔

واقعہ بھی یہی ہے کہ روزہ کے ذریعہ خواہشاتِ نفسانی کا قلع قمع ہو جاتا ہے، روزہ گناہوں اور منکرات سے بچنے کے لئے ڈھال اور بچاؤ کا کام دیتا ہے، روزہ سے روحانیت کی آبیاری ہوتی ہے اور دل کی صفائی اور تقربِ ایزدی کے لئے بھی روزہ نہایت اہم وسیلہ ہے۔

اس بنا پر فرزندانِ اسلام پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ صرف نام کا روزہ نہ رکھیں بلکہ روزہ کی جو روح ہے اسے سمجھنے کی کوشش کریں، اور روزہ کے تقاضوں پر پوری طرح عمل بجا آوری کریں، امام غزالیؒ نے روزہ کے اسرار و رموز بیان کرتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ روزہ کی بنیادی طور پر تین قسمیں ہیں: (۱) عمومی روزہ (۲) خصوصی روزہ (۳) نہایت خصوصی روزہ۔ عمومی روزہ کا مطلب واضح ہے کہ از روئے فقہ جن اعمال کے ارتکاب سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے ان سے بچا جائے، یہ عام لوگوں کا روزہ ہوتا ہے۔ خصوصی روزہ کا مطلب یہ ہے کہ مفسداتِ روزہ سے بچنے کے

ساتھ ساتھ اعضاء وجوارح کو بھی ہر طرح کے گناہوں سے محفوظ رکھا جائے، یہ صلحاء کا روزہ ہوتا ہے۔ اور نہایت خصوصی روزہ کا مفہوم یہ ہے کہ ظاہری وباطنی مفسدات سے بچنے کے علاوہ دل کو غیر اللہ کے ساتھ مشغول ہونے تک سے محفوظ رکھا جائے، یہ درجہ حضرات انبیاء، صدیقین اور مقربینِ بارگاہ کو حاصل ہوتا ہے۔ (احیاء العلوم ۱/۲۳۲)

ہمیں بھی کوشش کرنی چاہئے کہ ہم اعلیٰ درجہ کے روزہ داروں میں اپنا نام شامل کرائیں، تا کہ صحیح معنی میں روزہ کے فوائد ومنافع سے بہرہ ور ہوسکیں، اس لئے خاص کر روزہ کی حالت میں بدنظری، جھوٹ، غیبت، غصہ، گالم گلوچ اور گانا وغیرہ سننے سے اپنے کو بچانا چاہئے۔

ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں دو عورتوں نے روزہ رکھا، تو دن کے آخر میں ان کو سخت پیاس اور بھوک لگنے لگی اور اتنی حالت خراب ہوئی کہ جان نکلنے کا خوف ہوگیا، انہوں نے آنحضرت ﷺ سے افطار کی اجازت طلب کرنے کے لئے آدمی بھیجا تو آنحضرت ﷺ نے ان کے پاس ایک پیالہ بھیجا کہ وہ دونوں اس میں قے کریں پس ایک نے قے کی تو آدھا خون اور آدھا تازہ گوشت نکلا، اسی طرح دوسری نے قے کی، حتی کہ پیالہ بھر گیا، لوگوں کو تعجب ہوا اس پر آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان دونوں عورتوں نے حلال چیز سے روزہ رکھا اور حرام پر افطار کیا، یہ دونوں بیٹھی لوگوں کی غیبت کرتی رہیں، یہ (خون اور گوشت) اسی غیبت کا مظہر ہے۔ (احیاء العلوم ۱/۲۳۲)

ذرا غور فرمائیں! کیا آج ہمارا روزہ واقعی ان خرابیوں سے محفوظ رہتا ہے؟ واقعہ یہ ہے کہ روزہ رکھ کر بظاہر ہمارے معمولات اور مشاغل اور عادات میں کوئی تغیر نہیں آتا۔ سوچنے کا مقام ہے کہ کیا ہم ان کوتاہیوں کے باوجود اپنے کو رحمتِ خداوندی کا مستحق قرار دے سکتے ہیں؟ کاش! رمضان کی برکت سے ہم پوری طرح مستفیض ہوسکیں، اور تقویٰ کی سعادت حاصل کرسکیں، اللہ تعالیٰ ہمارا حامی ومددگار ہو۔ آمین۔

○❖○

رمضان اور روزہ سے متعلق

چالیس حدیثیں

نبی کریم ﷺ کا رمضان کا اہتمام فرمانا

(۱) عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ يَتَحَفَّظُ مِنْ شَعْبَانَ مَا لاَ يَتَحَفَّظُ مِنْ غَيْرِهٖ ثُمَّ يَصُوْمُ لِرُؤْيَةِ رَمَضَانَ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْهِ عَدَّ ثَلاَثِيْنَ يَوْماً ثُمَّ صَامَ۔ (ابوداؤد ۳۱۸/۱، مشکوٰۃ شریف ۱۷٤/۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ جتنا شعبان کے ایام گننے کا اہتمام کرتے تھے اتنا دیگر کسی مہینہ کا اہتمام نہ فرماتے تھے، پھر رمضان کا چاند دیکھ کر روزہ رکھتے، اگر مطلع ابر آلود ہوتا تو ۳۰ کا عدد پورا فرماتے تھے۔

رمضان کی برکتوں کا اثر

(۲) عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَفِیْ رِوَايَةٍ فُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ، وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ وَفِیْ رِوَايَةٍ فُتِحَتْ أَبْوَابُ الرَّحْمَةِ۔ (مسلم شریف ۳٤٦/۱، بخاری شریف ۲۵۵/۱، مشکوٰۃ شریف ۱۷۳/۱)

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”جب رمضان کا مہینہ داخل ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے (اور ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے اور ایک

روایت میں ہے کہ رحمت کے دروازے) کھول دئے جاتے ہیں، اور جہنم کے دروازے بند کردئے جاتے ہیں، اور شیطانوں کو زنجیریں پہنادی جاتی ہیں"۔

روزہ داروں کے لئے جنت کا خصوصی دروازہ

(۳) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْجَنَّةِ ثَمَانِيَةُ أَبْوَابٍ مِنْهَا بَابٌ يُسَمَّى الرَّيَّانُ لَا يَدْخُلُهُ إِلَّا الصَّائِمُوْنَ. (بخاری شریف ۲۵٤/۱، مسلم شریف ۳٦٤/۱، مشکوٰۃ شریف ۱۷۳/۱، شعب الإیمان للبیهقی ۳۹٦/۳)

حضرت سہل بن سعد ﷺ آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ "جنت کے آٹھ دروازے ہیں ان میں ایک دروازہ "ریان" نامی ہے جس میں صرف روزہ دار داخل ہوں گے"۔

رمضان میں گناہوں کی بخشش

(٤) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيْمَاناً وَاحْتِسَاباً غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيْمَاناً وَاحْتِسَاباً غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيْمَاناً وَاحْتِسَاباً غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ. (بخاری شریف ۲۵۵/۱ حدیث: ۱۸٦۳، مسلم شریف ۲۵۹/۱، مشکوٰۃ شریف ۱۷۳/۱)

حضرت ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "جو شخص ایمان طلبِ ثواب کی نیت سے رمضان کا روزہ رکھے اس کے پچھلے گناہ بخش دئے جائیں گے، اور جو ایمان اور اخلاص کے ساتھ رمضان میں عبادت کرے اس کے گذشتہ معاصی معاف کردئے گے، اسی طرح جو شخص شبِ قدر میں ایمان واحتساب کے ساتھ مشغولِ عبادت رہے اس پچھلے گناہ معاف کردئے جاتے ہیں"۔

روزہ کا خصوصی ثواب

(۵) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ يُضَاعَفُ

الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَىٰ سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ إِلَّا الصَّوْمُ فَإِنَّهُ لِيْ وَأَنَا أَجْزِيْ بِهٖ يَدَعُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ مِنْ أَجْلِيْ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ وَلَخَلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ وَإِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَإِنْ سَابَّهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّيْ امْرُؤٌ صَائِمٌ۔ (بخاری شریف ۲۵۵/۱، مسلم شریف ۳۶۳/۱، مشکوۃ شریف ۱۷۳/۱)

حضرت ابو ہریرہ ﷛ کے حوالہ سے آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ "آدمی کے ہر عمل کا اجر دس سے سات سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ اس (تحدید) سے مستثنیٰ ہے اس لئے کہ وہ صرف میرے (اللہ) کے لئے ہے، اور میں ہی اس کا بدلہ مرحمت فرماؤں گا، کیوں کہ روزہ دار اپنی خواہش اور کھانے پینے کو صرف میرے لئے چھوڑتا ہے۔ روزہ دار کے لئے دو (خاص) فرحتیں ہیں ایک اس کے افطار کے وقت اور دوسرے پروردگارِ عالم سے ملاقات کے وقت، اور روزہ دار کے منہ سے آنے والی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے، اور روزہ (گناہوں سے) ڈھال ہے اور جب تم میں سے کوئی روزہ دار ہو تو بری بات زبان سے نہ نکالے اور نہ گالم گلوچ کرے اور جب کوئی اسے برا بھلا کہے یا اس سے جھگڑا کرے تو اسے جواب دے دے کہ میں روزہ دار شخص ہوں"۔

رمضان میں خیر کی توفیق

(۶) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا كَانَ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّيَاطِيْنُ وَمَرَدَةُ الْجِنِّ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ وَفُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ وَيُنَادِيْ مُنَادٍ يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ أَقْبِلْ وَيَا بَاغِيَ الشَّرِّ أَقْصِرْ، وَلِلّٰهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ وَذٰلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ۔ (ترمذی ۱۴۷/۱، ابن ماجہ ۱۱۹، مشکوۃ شریف ۱۷۳/۱)

حضرت ابو ہریرہ ﷛ نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ "جب رمضان کی

ہوتی ہے تو شیطان اور سرکش جنات قید کردئے جاتے ہیں، اور جہنم کے سب دروازے بند کردئے جاتے ہیں ان میں سے کوئی بھی دروازہ نہیں کھولا جاتا، اور جنت کے سب دروازے کھول دئے جاتے ہیں ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اور ایک آواز لگانے والا آواز دیتا ہے کہ اے خیر کے طلب گار! آگے بڑھ اور اے برائی کا ارادہ کرنے والے! پیچھے ہٹ، اور اللہ کے لئے (رمضان میں) بہت سے لوگ جہنم سے آزاد ہوتے ہیں اور یہ معاملہ ہر رات ہوتا ہے"۔

روزہ اور قرآنِ کریم کی سفارش

(۷) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اَلصِّيَامُ وَالْقُرْآنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ يَقُوْلُ الصِّيَامُ أَيْ رَبِّ إِنِّيْ مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِيْ فِيْهِ وَيَقُوْلُ الْقُرْآنُ مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَشَفِّعْنِيْ فِيْهِ فَيُشَفَّعَانِ۔ (مسند إمام أحمد بن حنبل ۱۷٤/۲ حديث: ٦٦٢٦، مشكوٰة شريف ۱۷۳/۱، جامع الأحاديث حديث: ۱۳۷۹۸)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ روزہ اور قرآنِ کریم بندہ کے لئے (اللہ کے دربار میں) سفارش کریں گے، روزہ کہے گا کہ اے پرودگار! میں نے اس کو دن میں کھانے اور خواہشات سے روکے رکھا، لہٰذا اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرما، اور قرآن کہے گا کہ اے پرودگار! میں نے اسے رات کو سونے سے روکے رکھا، لہٰذا اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرما، چناں چہ ان دونوں کی سفارشیں قبول کی جائیں گی۔

روزہ دار کی دعا رد نہیں ہوتی ہے

(۸) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: الصَّائِمُ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُ. (مصنف ابن ابی شیبه ۲۷٤/۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ روزہ دار کی دعاء رد نہیں کی جاتی۔

(۹) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَةٌ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمْ:

الصَّائِمُ حِيْنَ يُفْطِرُ وَالإِمَامُ الْعَادِلُ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ. "الخ" (الترغيب والترهيب ۲/۵۳، شعب الإيمان ۳/۳۰۰ حديث: ۳۵۹٤)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: کہ تین شخصوں کی دعائیں رد نہیں کی جاتیں، (۱) روزہ دار کی افطار کے وقت کی دعا (۲) عادل بادشاہ کی دعا (۳) مظلوم کی دعا۔

رمضان میں پیغمبر علیہ السلام کا جود وکرم

(۱۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ أَطْلَقَ كُلَّ أَسِيْرٍ وَأَعْطىٰ كُلَّ سَائِلٍ۔ (بيهقى فى شعب الايمان ۳/۳۱۱ حديث: ۳٦۲۹، مشكوٰة شريف ۱/۱۷٤)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب رمضان کا مہینہ آتا تو آنحضرت ﷺ ہر قیدی کو چھوڑ دیتے اور ہر سائل کی مراد پوری فرماتے تھے۔

رمضان کے استقبال میں جنت کی آرائش

(۱۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ إِنَّ الْجَنَّةَ تُزَخْرَفُ لِرَمَضَانَ مِنْ رَأْسِ الْحَوْلِ إِلىٰ حَوْلٍ قَابِلٍ قَالَ فَإِذَا كَانَ أَوَّلُ يَوْمٍ مِنْ رَمَضَانَ هَبَّتْ رِيْحٌ تَحْتَ الْعَرْشِ مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ عَلَى الْحُوْرِ الْعِيْنِ فَيَقُلْنَ يَا رَبِّ اجْعَلْ لَنَا مِنْ عِبَادِكَ أَزْوَاجاً تَقِرُّبِهِمْ أَعْيُنُنَا وَتَقِرُّ أَعْيُنُهُمْ بِنَا۔ (بيهقى فى شعب الايمان ۳/۳۱۲ حديث: ۳٦۳۳، مشكوٰة شريف ۱/۱۷٤)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ "رمضان کے لئے جنت کو شروع سال سے اگلے سال تک سجایا جاتا ہے، پھر جب رمضان کا پہلا دن ہوتا ہے تو ایک مخصوص ہوا عرشِ خداوندی کے نیچے سے جنت کے پتوں سے گذرتی ہوئی خوبصورت حوروں تک

پہنچتی ہے تو وہ عرض کرتی ہے اے پروردگار! ہمارے لئے اپنے بندوں میں سے ایسے جوڑے منتخب فرما جن سے ہماری آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب ہو اور ان کو ہمارے ذریعہ سے آنکھوں کا چین نصیب ہو"۔

سحری کی فضیلت

(۱۲) عَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَسَحَّرُوْا فَإِنَّ فِيْ السَّحُوْرِ بَرَكَةً۔ (بخاری شریف ۱/۲۵۷، مسلم شریف ۱/۳۵۰، مشکوٰۃ شریف ۱/۱۷۵)

حضرت انس ﷺ سے منقول ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سحری کھایا کرو اس لئے کہ سحری کھانا باعث برکت ہے۔

(۱۳) عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ أُكْلَةُ السَّحُوْ۔ (مسلم شریف ۱/۳۵۰، مشکوٰۃ شریف ۱/۱۷۵)

حضرت عمرو بن العاص ﷺ سے آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد مروی ہے کہ اہل کتاب اور ہمارے روزہ کے درمیان فرق سحری کھانا ہے۔

افطار میں جلدی کرنے کا حکم

(۱۴) عَنْ سَهْلٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوْا الْفِطْرَ۔ (بخاری شریف ۱/۲۶۳، مسلم شریف ۱/۳۵۱، مشکوٰۃ شریف ۱/۱۷۵)

حضرت سہل ﷺ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لوگ جب تک افطار میں جلدی کرتے رہیں گے خیر پر رہیں گے۔

(۱۵) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى أَحَبُّ عِبَادِيْ إِلَيَّ أَعْجَلُهُمْ فِطْرًا۔ (ترمذی شریف ۱/۱۵۰، مشکوٰۃ شریف ۱/۱۷۵)

حضرت ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میرے بندوں میں مجھے سب سے زیادہ محبوب وہ ہیں جو (وقت ہونے کے بعد) سب سے زیادہ افطار میں جلدی کرنے والے ہوں۔

کھجور یا پانی سے افطار کا حکم

(۱۶) عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَفْطَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيُفْطِرْ عَلٰى تَمْرٍ فَإِنَّهٗ بَرَكَةٌ فَإِنْ لَّمْ يَجِدْ فَلْيُفْطِرْ عَلٰى مَاءٍ فَإِنَّهٗ طَهُوْرٌ۔ (ترمذی شریف ۱۴۹/۱، مشکوٰۃ شریف ۱۷۵/۱)

حضرت سلمان بن عامر ﷺ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص افطار کا ارادہ کرے تو کھجور سے افطار کرے کہ وہ باعث برکت ہے، اور اگر کھجور نہ ملے تو پانی سے افطار کرے کیوں کہ وہ پاکیزہ ہے۔

روزہ دار کو افطار کرانے کا ثواب

(۱۷) عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ فَطَّرَ صَائِماً أَوْ جَهَّزَ غَازِياً فَلَهٗ مِثْلُ أَجْرِهٖ۔ (بیهقی فی شعب الایمان ۴۱۸/۳ حدیث: ۳۹۵۳، مشکوٰۃ شریف ۱۷۵/۱)

حضرت زید بن خالد ﷺ آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی روزہ دار کو افطار کرائے یا کسی مجاہد کا سامان سفر تیار کرائے تو اسے بھی اس کے مثل اجر ملے گا۔

روزہ کے دوران ناجائز امور سے اجتناب نہ کرنا

(۱۸) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ أَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ۔ (بخاری شریف ۲۵۵/۱، مشکوٰۃ شریف ۱۷۶/۱)

حضرت ابوہریرہ ﷺ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص (روزہ میں) ناجائز کلام کرنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس شخص کے کھانے پینے کو چھوڑنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

روزہ کی حالت میں زبان کی حفاظت کا اہتمام

(۱۹) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا كَانَ صَوْمُ أَحَدِكُمْ فَلاَ

يَرْفُثُ، وَلاَ يَجْهَلْ، فَإِنْ جَهِلَ أَعَلَيْهِ أَحَدٌ فَلْيَقُلْ إِنِّيْ إِمْرَؤٌ صَائِمٌ. (مصنف ابن ابی شیبه ۲۷۲/۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جس کا کسی دن روزہ ہو، تو نہ تو بے حیائی کی بات کرے، نہ جہالت کا ثبوت دے، اور اگر کوئی اس پر جاہلانہ طور پر چڑھ آئے تو اسے یہ جواب دے کہ میں آج روزہ دار ہوں۔

(۲۰) عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا صَامَ مَنْ ظَلَّ يَأْكُلُ لُحُوْمَ النَّاسِ. (مصنف ابن ابی شیبه ۲۷۳/۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص لوگوں کے گوشت کھاتا رہا (یعنی غیبتیں کرتا رہا) اس نے (گویا) روزہ ہی نہیں رکھا۔

روزہ میں غیبت کی نحوست

(۲۱) عَنْ عُبَيْدٍ مَوْلىٰ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ إِمْرَأَتَيْنِ صَامَتَا وَأَنَّ رَجُلاً قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ هٰهُنَا إِمْرَأَتَيْنِ قَدْ صَامَتَا وَإِنَّهُمَا قَدْ كَادَتَا أَنْ تَمُوْتَا مِنَ الْعَطْشِ فَأَعْرَضَ عَنْهُ - أَوْ سَكَتَ - ثُمَّ عَادَ وَأُرَاهُ قَالَ بِالْهَاجِرَةِ قَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنَّهُمَا وَاللّٰهِ قَدْ مَاتَتَا أَوْ كَادَتَا أَنْ تَمُوْتَا قَالَ أُدْعُهُمَا قَالَ: فَجَاءَتَا قَالَ فَجِيئَ بِقَدَحٍ - أَوْ عُسٍّ - فَقَالَ لِإِحْدَاهُمَا قِيْئِيْ فَقَاءَتْ قَيْحاً - أَوْ دَماً وَصَدِيْداً - أَوْ لَحْماً - حَتّٰى قَاءَتْ نِصْفَ الْقَدَحِ ثُمَّ قَالَ لِلْأُخْرىٰ قِيْئِيْ فَقَاءَتْ مِنْ قَيْحٍ وَدَمٍ وَصَدِيْدٍ وَلَحْمٍ عَبِيْطٍ وَغَيْرَهُ حَتّٰى مَلَأَتِ الْقَدَحَ، ثُمَّ قَالَ إِنَّ هَاتَيْنِ صَامَتَا عَمَّا أَحَلَّ اللّٰهُ، وَأَفْطَرَتَا عَلىٰ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْهِمَا، جَلَسَتْ إِحْدَاهُمَا إِلَى الْأُخْرىٰ فَجَعَلَتَا يَأْكُلَانِ لُحُوْمَ النَّاسِ. (مسند احمد ۴۳۹/۵)

آنحضرت ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت عبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دو عورتوں نے روزہ رکھا تو ایک شخص نے (آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آکر) عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! یہاں دو روزہ دار عورتیں پیاس کے مارے موت کے دہانے تک پہنچ گئی ہیں، آنحضرت ﷺ نے اس سے

اعراض فرمایا اور خاموش رہے، اس نے پھر یہی بات دہرائی اور غالباً یہ بھری دوپہر کا وقت تھا اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! قسم بخدا وہ دونوں عورتیں مرنے کے بالکل قریب پہنچ چکی ہیں (مقصد تھا کہ آپ انہیں افطار کی اجازت دے دیں) آپ ﷺ نے ان دونوں عورتوں کو بلانے کا حکم دیا۔ چناں چہ وہ دونوں حاضر ہوگئیں، راوی فرماتے ہیں کہ پھر ایک پیالہ یا کٹورا لایا گیا، اور نبی اکرم ﷺ نے ان دونوں میں سے ایک سے فرمایا کہ اس میں قے کرو تو اس نے پیپ یا خون اور گوشت کی قے کی یہاں تک کہ آدھا پیالہ بھر گیا، پھر آپ ﷺ نے دوسری عورت کو قے کرنے کا حکم دیا چناں چہ اس نے بھی پیپ اور خون اور تازہ گوشت کی قے کی حتی کہ پیالہ بھر گیا۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان دونوں عورتوں نے حلال پر روزہ رکھا، حرام بات پر افطار کیا، یہ دونوں پاس بیٹھ کر لوگوں کا گوشت کھاتی رہیں (یعنی غیبت کرتی رہیں) العیاذ باللہ۔

روزہ میں بھول کر کھا پی لینا

(۲۲) عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ نَسِیَ وَهُوَ صَائِمٌ فَأَكَلَ أَوْ شَرِبَ فَلْیُتِمَّ صَوْمَهٗ فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ۔ (بخاری شریف ۲۵۹/۱، مسلم شریف ۳۶۴/۱، مشکوٰۃ شریف ۱۷۶/۱)

حضرت ابو ہریرہ ﷺ کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "جو شخص روزہ سے ہو اور بھول کر کھا پی لے تو (اس کا روزہ نہیں ٹوٹا) وہ اپنا روزہ پورا کرے اس لئے کہ اللہ تعالی نے اس کو کھلایا پلایا ہے"۔

روزہ میں مسواک کرنا

(۲۳) عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِیْعَةَ ﷺ قَالَ رَأَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ مَا لَا أُحْصِیْ یَتَسَوَّكُ وَهُوَ صَائِمٌ۔ (ترمذی شریف ۱۵۴/۱، ابوداؤد شریف ۳۲۲/۱، مشکوٰۃ شریف ۱۷۶/۱)

حضرت عامر بن ربیعہ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے بے شمار مرتبہ آنحضرت ﷺ کو روزہ کی حالت میں مسواک کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

رمضان کے روزہ کی تلافی نہیں ہوسکتی

(۲۴) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ أَفْطَرَ يَوْماً مِنْ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ رُخْصَةٍ وَلاَ مَرَضٍ لَمْ يُقْضَ عَنْهُ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهِ وَإِنْ صَامَهٗ۔(ترمذی شریف ۱/۱۵۳-۱۵۴، ابوداؤد شریف ۱/۳۲۶، مشکوٰۃ شریف ۱/۱۷۷)

حضرت ابوہریرہ ﷺ نقل فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''جوشخص رمضان کے ایک دن کا روزہ بغیر کسی عذر اور بیماری کے چھوڑ دے تو زمانہ بھر کا روزہ رکھنا بھی اس کی تلافی نہیں کرسکتا اگرچہ وہ رکھتا رہے۔

(۲۵) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رُبَّ صَائِمٍ لَيْسَ لَهٗ مِنْ صِيَامِهٖ إِلاَّ الْجُوْعُ وَرُبَّ قَائِمٍ لَيْسَ لَهٗ مِنْ قِيَامِهٖ إِلاَّ السَّهَرُ۔(ابن ماجہ شریف حدیث: ۱۶۹۰، ومثلہ فی المشکاۃ ۱/۱۷۷)

حضرت ابوہریرہ ﷺ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بہت سے روزہ دار ایسے ہیں کہ ان کو روزہ کے بدلہ میں سوائے بھوک کے کچھ نہیں ملتا (اس لئے کہ وہ روزہ کے تقاضوں پر عمل نہیں کرتے) اور بہت سے رات میں جاگ کر عبادت کرنے والے ایسے ہیں جن کو رت جگائی کے علاوہ کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔

سفر میں روزہ نہ رکھنے کی رخصت

(۲۶) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهَا قَالَتْ إِنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيَّ ﷺ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ أَصُوْمُ فِي السَّفَرِ؟ وَكَانَ كَثِيْرَ الصِّيَامِ فَقَالَ إِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ۔(بخاری شریف ۱/۲۶۰، مسلم شریف ۱/۳۵۷، مشکوٰۃ شریف ۱/۱۷۷)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ ایک صحابی حضرت حمزہ ابن عمرو الاسلمی ﷺ نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ میں سفر میں بھی روزہ رکھوں؟ اور وہ بہت کثرت سے روزہ رکھنے والے تھے، تو آنحضرت ﷺ نے جواب میں فرمایا تمہاری مرضی ہو تو روزہ رکھو اور جی

چاہے تو روزہ نہ رکھو۔

روزہ سے تندرستی میں اضافہ

(۲۷) عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أُغْزُوْا تَغْنِمُوْا، وَصُوْمُوْا تَصِحُّوا، وَسَافِرُوْا تَسْتَغْنُوْا۔ (الطبرانی فی الأوسط ۱۴٤/۹ حدیث: ۸۳۰۸، الترغیب والترھیب ٤۹/۲)

حضرت ابوہریرہ ﷺ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جہاد کرو مالِ غنیمت حاصل کرو گے اور روزہ رکھو صحت مند رہو گے، اور سفر کرو دوسروں سے بے نیاز رہو گے۔

روزہ جہنم سے بچاؤ کے لئے ڈھال ہے

(۲۸) عَنْ عُثْمَانَ بْنَ أَبِی الْعَاصِ عَنْ نَبِیِّ اللّٰهِ قَالَ الصَّوْمُ جُنَّةٌ یَسْتَجِنُّ بِهَا الْعَبْدُ مِنَ النَّارِ۔ (الطبرانی فی الکبیر حدیث: ۸۳۸٦/۹، الترغیب والترھیب ۵۰/۲)

حضرت جابر ﷺ آنحضرت ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ روزہ ایسی ڈھال ہے کہ جس سے بندہ جہنم سے بچاؤ کرتا ہے۔

روزہ بدن کی زکوٰۃ ہے

(۲۹) عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الصِّیَامُ نِصْفُ الصَّبْرِ وَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ زَکَاةٌ، وَزَکَاةُ الْجَسَدِ الصَّوْمُ۔ (شعب الإیمان ۲۹۲/۳ حدیث: ۳۵۷۷، الترغیب والترھیب ۵۱/۲)

حضرت ابوہریرہ ﷺ کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ روزہ آدھا صبر ہے اور ہر چیز کی زکاۃ ہوتی ہے اور بدن کی زکاۃ روزہ ہے۔

روزہ بے نظیر عبادت ہے

(۳۰) عَنْ أَبِیْ أُمَامَةَ ﷺ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ، قَالَ

عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ، فَإِنَّهُ لاَ عَدْلَ لَهُ ۔ (الترغيب والترهيب ۵۲/۲، صحيح ابن حبان ۱۸۰/۵ حديث: ۳۴۱۷)

حضرت ابوامامہ باہلیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسا عمل بتادیں جو مجھے جنت تک پہنچادے، تو آپ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ تم روزے رکھا کرو اس لئے کہ وہ بے مثال عمل ہے۔

روزہ کا عظیم الشان فائدہ

(۳۱) عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَامَ يَوْماً فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ جَعَلَ اللّٰهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ خَنْدَقاً كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۔ (الترغيب والترهيب ۵۲/۲، الطبرانی فی الأوسط حديث: ۳۵۹۸)

حضرت ابوالدرداءؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشادفرمایا کہ جو شخص اللہ کے راستے میں ایک دن روزہ رکھے اللہ تعالیٰ اس کے اور دوزخ کے درمیان اتنی بڑی خندق حائل کردیتے ہیں جتنی مسافت زمین اور آسمان کے درمیان ہے۔

روزہ سے گناہوں کا کفارہ

(۳۲) عَنْ أَبِي سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَعَرَفَ حُدُوْدَهُ، وَتَحَفَّظَ مِمَّا يَنْبَغِيْ لَهُ أَنْ يَّتَحَفَّظَ كُفِّرَ مَا قَبْلَهُ ۔ (الترغيب والترهيب ۵۵/۲، صحيح ابن حبان ۵۸۳/۵ حديث: ۳۴۲۴)

حضرت ابوسعید خدریؓ سے منقول ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشادفرمایا کہ جو شخص رمضان کا روزہ رکھے اور اس کے حدود کی رعایت رکھے اور جن چیزوں کی نگہداشت کرنی چاہئے ان کی نگرانی کرے تو اس کے گذشتہ معاصی کا کفارہ ہوجائے گا۔

افطار کے وقت جہنم سے آزادی

(۳۳) عَنْ أَبِي أُمَامَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عِنْدَ كُلِّ فِطْرٍ

عُتَقَاءَ۔ (مسند احمد بن حنبل ۲۵۶/۵، الترغیب والترهیب ۶۳/۲)

حضرت ابوامامہ ﷛ نبی کریم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر افطار کے وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت سے لوگوں کو جہنم سے آزادی کا پروانہ ملتا ہے۔

امتِ محمدیہ پر پانچ خصوصی عنایتیں

(۳۴) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أُعْطِيَتْ أُمَّتِيْ خَمْسَ خِصَالٍ فِيْ رَمَضَانَ لَمْ تُعْطَهُنَّ أُمَّةٌ قَبْلَهُمْ: خَلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ، وَتَسْتَغْفِرُ لَهُمُ الْحِيْتَانُ حَتّٰى يُفْطِرُوْا، وَيُزَيِّنُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ كُلَّ يَوْمٍ جَنَّتَهٗ، ثُمَّ يَقُوْلُ: يُوْشِكُ عِبَادِيَ الصَّالِحُوْنَ أَنْ يُلْقُوْا عَنْهُمُ الْمُؤْنَةَ، وَيَصِيْرُوْا إِلَيْكَ، وَتُصَفَّدُ فِيْهِ مَرَدَةُ الشَّيَاطِيْنِ، فَلَا يَخْلُصُوْا فِيْهِ إِلٰى مَا كَانُوْا يَخْلُصُوْنَ إِلَيْهِ فِيْ غَيْرِهٖ، وَيُغْفَرُ لَهُمْ فِيْ آخِرِ لَيْلَةٍ، قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَهِيَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ؟ قَالَ: لَا، وَلٰكِنَّ الْعَامِلَ إِنَّمَا يُوَفّٰى أَجْرَهٗ إِذَا قَضٰى عَمَلَهٗ۔ (مسند احمد بن حنبل ۲۹۲/۲، شعب الإیمان ۳۰۳/۳، الترغیب والترهیب ۵۵/۲)

حضرت ابوہریرہ ﷛ نے آنحضرت ﷺ سے نقل فرمایا ہے کہ میری امت کو رمضان کے بارے میں پانچ چیزیں خصوصیت کے ساتھ مرحمت فرمائی گئی ہیں جو پہلی امتوں کو نہیں دی گئیں:

(۱) روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

(۲) ان کے لئے سمندر کی مچھلیاں افطار کے وقت تک استغفار کرتی رہتی ہیں۔

(۳) اور اللہ تعالیٰ ہر روز اپنی جنت کو آراستہ کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ عنقریب میرے نیک بندے (دنیا کی) مشقت اپنے اوپر سے پھینک کر تیری طرف آئیں گے۔

(۴) اور سرکش شیطان رمضان میں قید کر دئے جاتے ہیں، جس کی وجہ سے وہ رمضان کے زمانہ میں ان برائیوں تک نہیں پہنچتے جن برائیوں کی طرف غیر رمضان میں پہنچ جاتے ہیں۔

(۵) اور رمضان کی آخری رات میں ان کے لئے مغفرت کا فیصلہ کیا جاتا ہے، آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کیا یہ مغفرت شبِ قدر میں ہوتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں! بلکہ دستور یہ ہے کہ کام ختم ہونے پر مزدور کو پوری اجرت سے نوازا جاتا ہے۔

رمضان میں لاکھوں افراد کی جہنم سے خلاصی

(۳۵) عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلاً قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِنَّ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ سِتَّ مِائَةِ أَلْفَ عَتِيْقٍ مِنَ النَّارِ، فَإِذَا كَانَ آخِرُ لَيْلَةٍ أَعْتَقَ اللّٰهُ بِعَدَدِ مَنْ مَضىٰ۔ (شعب الإيمان للبيهقي ۳۰۳/۳، الترغيب والترهيب ۶۳/۲)

حضرت حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ رمضان المبارک کی ہر رات میں چھ لاکھ لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے، اور جب آخری رات ہوتی ہے تو گذشتہ آزاد شدہ لوگوں کے بقدر لوگ (ایک ہی رات میں) آزاد کئے جاتے ہیں۔

جو رمضان کی برکت سے محروم رہ جائے وہ مستحق بددعا ہے

(۳۶) عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أُحْضُرُوْا الْمِنْبَرَ، فَحَضَرْنَا، فَلَمَّا ارْتَقىٰ دَرَجَةً قَالَ: آمِيْنُ، فَلَمَّا ارْتَقىٰ الدَّرَجَةَ الثَّانِيَةَ قَالَ: آمِيْنُ، فَلَمَّا ارْتَقىٰ الدَّرَجَةَ الثَّالِثَةَ قَالَ: آمِيْنُ، فَلَمَّا نَزَلَ قُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَقَدْ سَمِعْنَا مِنْكَ الْيَوْمَ شَيْئاً مَا كُنَّا نُسْمِعُهُ؟ قَالَ: إِنَّ جِبْرَئِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَرَضَ لِيْ، فَقَالَ بَعُدَ مَنْ أَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ قُلْتُ: آمِيْنُ، فَلَمَّا رَقِيْتُ الثَّانِيَةَ قَالَ: بَعُدَ مَنْ ذُكِرْتَ عِنْدَهُ، فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ، فَقُلْتُ: آمِيْنُ، فَلَمَّا رَقِيْتُ الثَّالِثَةَ قَالَ: بَعُدَ مَنْ أَدْرَكَ أَبَوَيْهِ الْكِبَرَ عِنْدَهُ أَوْ أَحَدَهُمَا فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ قُلْتُ: آمِيْنُ ۔ (الترغيب والترهيب ۵۶/۲، شعب الإيمان ۲۱۵/۲ حديث: ۱۵۷۲)

حضرت کعب بن عجرہ ؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نے ہمیں منبر سے قریب

ہونے کا حکم دیا ہم حاضر ہوگئے، پھر جب آپ نے منبر کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا ''آمین''، جب دوسرے درجہ پر قدم رکھا تو فرمایا ''آمین''، جب تیسرے درجہ پر قدم رکھا تو فرمایا ''آمین''، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آج ہم نے آپ سے ایسی بات سنی جو پہلے نہ سنی تھی، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ (جب پہلے درجہ پر میں نے قدم رکھا) اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے تھے اور انہوں نے یہ بددعا کی تھی کہ وہ شخص ہلاک ہو جسے کوئی رمضان کا مہینہ ملے پھر اس کی مغفرت نہ ہو تو میں نے کہا آمین، پھر جب دوسرے درجہ پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا وہ شخص برباد ہو جس کے سامنے آپ ﷺ کا ذکر مبارک کیا جائے اور وہ آپ ﷺ پر درود نہ بھیجے، تو میں نے کہا آمین، پھر جب تیسرے درجہ پر چڑھا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ وہ شخص بھی ہلاک ہو جو اپنی زندگی میں اپنے والدین یا ان میں سے ایک کو بڑھاپے کے زمانہ میں پائے اور وہ اسے جنت میں داخل نہ کرائیں تو میں نے کہا، ''آمین''۔

افطار کے مسنون کلمات

(۳۷) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِذَا أَفْطَرَ ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ. (سنن الدار قطنی ۱۶۴/۲)

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ افطار کے وقت یہ کلمات ارشاد فرماتے تھے: (جن کا ترجمہ یہ ہے) پیاس جاتی رہی، رگیں تر ہوگئیں اور ثواب طے ہو چکا انشاء اللہ تعالی۔

افطار کی دعا

(۳۸) عَنْ مُعَاذِ بْنِ زَهْرَةَ ؓ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَفْطَرَ قَالَ اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ. (ابوداؤد ۳۲۲/۱)

حضرت معاذ بن زہرہ ؓ فرماتے ہیں کہ انہیں یہ روایت پہنچی ہے کہ آنحضرت ﷺ افطار کے وقت اللّٰھم لک صمت وعلی رزقک افطرت (اے اللہ میں نے تیرے ہی لئے روزہ رکھا اور تیرے دیے ہوئے رزق سے افطار کیا) پڑھا کرتے تھے۔

رمضان کے آخری عشرہ میں عبادت کا اہتمام

(۳۹) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ أَحْيىٰ اللَّيْلَ وَأَيْقَظَ أَهْلَهُ وَجَدَّ وَشَدَّ الْمِئْزَرَ۔ (مسلم شریف ۳۷۲/۱ بخاری شریف ۲۷۱/۱، المنتقیٰ ۱٤٦)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ جب رمضان کا آخری عشرہ ہوتا تو آنحضرت ﷺ راتوں رات عبادت میں مشغول رہتے تھے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے تھے، اور کمر کس لیتے تھے۔

(٤٠) قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَجْتَهِدُ فِيْ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مَالاَ يَجْتَهِدُ فِيْ غَيْرِهَا. (مسلم شریف حدیث: ۱۱۷۵، شعب الإیمان للبیهقی ۳۱۹/۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ آخری عشرہ میں عبادت میں جس قدر محنت فرماتے تھے اتنا دوسرے ایام میں نہیں فرماتے تھے۔

۴

مسائلِ رویتِ ہلال

افق پر بادل یا دھند پھیلے رہنے کی وجہ سے بسا اوقات چاند کے ثبوت یا عدم ثبوت میں بڑا اختلاف رونما ہو جاتا ہے، حتیٰ کہ کہیں کہیں یہ اختلاف کشت وخون اور گروپ بندیوں تک بھی پہنچ جاتا ہے، اور ایک شرعی مسئلہ میں انانیت اور نفسانیت دخیل ہو جاتی ہے، جس کا مشاہدہ بار بار ہوتا رہتا ہے، حالاں کہ اس نازک موقع پر اربابِ حل وعقد کو انتہائی دور اندیشی اور سنجیدگی اور کامل دیانت داری کے ساتھ فیصلہ لینا چاہئے، اور شرعی اصول وضوابط اور فقہی جزئیات کو پیشِ نظر رکھ کر رہنمائی کرنی چاہئے۔ اسی بنا پر بطورِ یاد دہانی ذیل میں چند اہم مسائل مع عربی حوالہ جات کے نقل کئے جا رہے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

چاند کی تلاش

ماہِ شعبان کی ۲۹ ر تاریخ کو غروبِ شمس کے وقت رمضان کا چاند تلاش کرنا ضروری ہے اگر نظر آ جائے تو فبہا، ورنہ ۳۰ ر کا عدد پورا کر کے روزہ رکھا جائے۔ **يجب أن يلتمس الناس الهلال في التاسع والعشرين من شعبان وقت الغروب فإن رأوه صاموه وإن غم أكملوه ثلاثين يوماً.** (كذا في الاختيار شرح المختار، عالمگيريه ۱۹۷/۱)

ماہرینِ فلکیات کا قول معتبر نہیں

چاند کے بارے میں ماہرینِ فلکیات اور سائنسدانوں کا حساب شرعاً معتبر نہیں ہے۔ (قولہٗ

ولا عبرة بقول المؤقتين) أي في وجوب الصوم على الناس الخ. (شامی کراچی ۳۸۷/۲، عالمگیریہ ۱۹۷/۱)

ہیلی کاپٹر سے چاند دیکھنا

اگر ہیلی کاپٹر سے افق پر جا کر چاند دیکھا جائے اور وہ چاند زمین سے دیکھنے والوں کو نظر نہ آئے تو شرعاً اس چاند دیکھنے کا اعتبار ہے اور اس رویت پر شرعی ثبوت کے بعد چاند کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے، اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے بلند مقامات پر چاند دیکھنے والے لوگ کسی مسطح جگہ پر واقع بستی میں آ کر خبر دیں تو ان کی خبر قبول ہوتی ہے۔ اسی طرح ہیلی کاپٹر میں چاند دیکھنے والوں کی خبر بھی قبول کی جائے گی کیوں کہ ہیلی کاپٹر اتنے اوپر پرواز نہیں کرتا کہ مطلع بدل جائے۔ **وقد يرىٰ الهلال من أعلى الأماكن ما لايرىٰ من الأسفل فلا يكون تفرده بالرؤية على خلاف الظاهر بل على موافقة الظاهر.** (شامی زکریا ۳۵۷/۳، دیکھئے انوار رحمت ۵۲۳-۵۲۶)

دوربین سے چاند دیکھنا

دوربین اور خوردبین سے بھی چاند دیکھنا شرعاً معتبر ہے۔ (تفصیل دیکھئے، امداد الفتاوی ۱۰۹/۲، ۱۱۰/۲)

ہوائی جہاز سے چاند دیکھنا

ہوائی جہاز سے جو چاند دیکھا جائے اور وہ زمین پر نظر نہ آئے تو اس بارے میں قدرے تفصیل ہے اگر ہوائی جہاز سے نیچے پرواز کر کے وہیں سے چاند دیکھ لیا گیا تو اس کا شرعاً اعتبار ہے جیسا کہ ہیلی کاپٹر سے چاند دیکھنے میں ہوتا ہے۔ اور اگر ہوائی جہاز سے اتنی بلندی پر جا کر چاند دیکھا کہ وہاں مطلع بدل جاتا ہے کہ اس خبر کو مان لینے سے مہینہ ۲۸ ر دن کا ہونا لازم آ جائے تو ہوائی جہاز سے دیکھے ہوئے چاند کا اعتبار نہ ہوگا۔ (دیکھئے انوار رحمت ۵۲۳، امداد المفتیین ۴۸۲)

اختلافِ مطالع معتبر نہیں ہے

مفتیٰ بہ قول کے مطابق چاند کے مطالع کا اختلاف معتبر نہیں ہے، لہٰذا اگر کسی جگہ چاند دیکھا جائے اور اس کی اطلاع شرعی ثبوت کے ساتھ کسی ایسی جگہ پہنچے جہاں چاند نہ دیکھا گیا ہو اور وہاں اس خبر کو مان لینے سے مہینہ ۲۸ ؍دن کا لازم نہ آتا ہو، تو اس خبر کا شرعاً اعتبار کیا جائے گا، اور یہ کہہ کر خبر رد نہیں کی جائے گی کہ دوسرے شہر کا مطلع اس شہر سے جداگانہ ہے۔ البتہ اگر اتنی دور سے خبر آئے کہ وہاں کی رویت تسلیم کرنے سے اپنے یہاں مہینہ ۲۸ کا رہ جاتا ہو تو ایسی خبر تسلیم نہیں کی جائے گی، مثلاً سعودی عرب میں چاند کا فیصلہ ہو جائے اور ابھی برصغیر ہندوپاک میں مہینہ کے دن ۲۸ ؍دن ہی ہوتے ہوں تو سعودی عرب کی خبر یہاں تسلیم نہیں کی جائے گی اگرچہ کتنے ہی باوثوق ذرائع سے آئی ہو۔ واختلاف المطالع ورؤيته نهاراً قبل الزوال وبعده غير معتبر على ظاهر المذهب وعليه أكثر المشائخ، بحر عن الخلاصة. فيلزم أهل المشرق برؤية أهل المغرب إذا ثبت عندهم رؤية أولئك بطريق موجب، كما مر. (در مختار زکریا ۳/۳۶۴)

مطلع صاف ہونے کی صورت میں دوسرے شہر کی خبر کا اعتبار

اختلافِ مطالع معتبر نہ ہونے کے مفتیٰ بہ قول سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اگر کسی شہر میں مطلع صاف ہونے کے باوجود چاند دکھائی نہ دے، مگر دوسرے شہر سے چاند کا ثبوت شرعی طور پر ہو جائے تو اس ثبوت کا اعتبار کیا جائے گا۔ (تفصیل آگے ضابطۂ عمل میں ملاحظہ کریں) وإنما الخلاف في اعتبار اختلاف المطالع بمعنى أنه هل يجب على كل قوم اعتبار مطلعهم ولا يلزم أحداً العمل بمطلع غيره أم لا يعتبر اختلافها بل يجب العمل بالأسبق روية حتى لو رأى في المشرق ليلة الجمعة وفي المغرب ليلة السبت وجب على أهل المغرب العمل بما راٰه أهل المشرق فقيل بالأول واعتمده الزيلعي وصاحب الفيض وهو الصحيح عند الشافعية الخ. وظاهر الرواية الثاني وهو المعتمد

عنـدنا وعند المالكية والحنابلة. (شامی زکریا ۳/۳٦٤) وكـذا المستفاد من العبارة الآتية. ولا يصـام يـوم الشک هو يوم الثلاثين من شعبان وإن لم يكن علة أى على القول بعدم اعتبار اختلاف المطالع لجواز التحقق الرؤية فى بلدة أخرىٰ. (در مختار) أى فيلزم البلدة التى لم ير فيها الهلال. (شامی زکریا ۳/۳٤٦)

چاند کی گواہی

اگر مطلع بالکل صاف ہوتو اس وقت تک چاند کا ثبوت نہ ہوگا جب تک کہ ایک بڑی معتد بہ جماعت چاند نہ دیکھ لے، ایسی صورت میں اگر دو ایک آدمی گواہی دیں تو ان کی گواہی معتبر نہ ہوگی۔ وإذا لـم تـكـن بـالسـمـاء عـلـة لـم تـقبل الشهادة حتى يراه جمعٌ كثيرٌ يقع العلم بخبرهم. (هدايه ۱/۱۹۵)

رمضان کے چاند کا ثبوت

اگر شعبان کی ۲۹ ؍ تاریخ کو علاقہ میں رمضان کا چاند نظر نہ آئے اور کسی دوسرے شہر سے معتبر طریقہ پر چاند کی خبر آئے اور اس کی صداقت کا غلبۂ ظن ہو جائے تو اس خبر کا اعتبار ہوگا، اگر چہ خبر دینے والا ایک ہی ثقہ شخص ہو۔ وقبـل بـلا دعـوى وبـلا لفظ أشهد وبلا حكم ومجلس قـضـاء لأنه خبر لا شهادة لـلـصـوم مـع علة كغيم وغبار خبر عدل. (الدر المختار ۳/۳۵۲، نیز دیکھیں شامی ۳/۳٤٦)

جب مطلع صاف نہ ہو

اگر مطلع ابر آلود یا غبار آمیز ہوتو رمضان کے چاند کے لئے ایک عادل شخص اور دیگر مہینوں کے چاند کے لئے دو عادل شخصوں کی گواہی معتبر ہوگی۔ وإذا كـان بـالسـمـاء علة قبل الإمام شهـادة الواحد العدل فى رؤية الهلال الخ، وفيه: ومن رأىٰ هلال الفطر وحده لم يفطر احتياطاً الخ. (هدايه ۱/۱۹۵تا۱۹٦)

عید کے چاند کا ثبوت

جب رؤیت عام نہ ہو تو عید کے چاند کے ثبوت کے لئے ضروری ہے کہ درج ذیل چار ذرائع میں سے کوئی ذریعہ پایا جائے:

(۱) شهادة على الرؤية: یعنی چاند دیکھنے والے دو عادل شخص خود قاضی یا کمیٹی کے روبرو چاند دیکھنے کی گواہی دیں۔

(۲) شهادة على شهادة الرؤية: یعنی چاند دیکھنے والے خود تو حاضر نہ ہوں، لیکن ان میں سے ہر ایک کی گواہی پر دو دو عادل شخص گواہی دیں کہ ہمارے سامنے فلاں فلاں شخص نے چاند کی گواہی دی ہے۔

(۳) شهادة على القضاء: یعنی کسی جگہ قاضی یا کمیٹی شرعی ثبوت پر چاند کا فیصلہ کر دے پھر اپنے فیصلہ کو دو گواہوں کے سامنے سر بمہر کر کے دوسرے شہر کی کمیٹی یا قاضی کو بھیجے۔

(۴) استفاضه: یعنی کسی جگہ سے چاند کی خبر یا قاضی کے فیصلہ کے بعد اس کی خبر دوسرے شہر تک اس تواتر سے پہنچے کہ اس سے چاند کے ثبوت کا علم یقینی ہو جائے۔

ان میں سے اگر ایک ذریعہ بھی متحقق ہو جائے تو عید کے چاند کا ثبوت ہو جائے گا۔

(قوله بطريق موجب) كان يتحمل إثنان الشهادة أو يشهدا على حكم القاضي أو يستفيض الخبر. (شامی زکریا ۳/۳٦٤) **قال شمس الأئمة الحلواني الصحيح من مذهب أصحابنا أن الخبر إذا استفاض وتحقق فيما بين أهل البلدة والأخرىٰ يلزمهم حكم هٰذه البلدة.** (شامی زکریا ۳/۳٥٩)

چاند دیکھنے والے کی گواہی رد ہو جائے تو وہ کیا کرے؟

جس شخص نے رمضان کا چاند دیکھا، لیکن کسی وجہ سے اس کی گواہی رد کر دی گئی اور عام لوگوں نے روزہ رکھنا شروع نہیں کیا تو چاند دیکھنے والے پر روزہ رکھنا ضروری ہے، لیکن اگر یہی

صورت عید کے چاند میں پیش آئے تو وہ روزہ نہیں چھوڑے گا، خواہ اس کے روزے اکتیس ہوجائیں۔

(ہدایہ ۱/۱۹۵-۱۹۶، عالمگیریہ ۱/۱۹۷)

ریڈیو اور ٹی وی کا اعلان

اگر شرعی رؤیتِ ہلال کمیٹی یا مسلم حاکم کی طرف سے ریڈیو یا ٹیلی ویژن پر شرعی ضابطہ کے مطابق چاند کا اعلان ہو اور اس کے صدق کا گمان غالب ہوجائے تو ایسے اعلان کا شرعاً اعتبار ہے۔

(جواہر الفقہ ۱/۴۰۱، فتاویٰ محمودیہ ۱۱/۹۳)

تار، ٹیلی فون اور فیکس کی خبریں

اگر اپنے یہاں چاند نہ دیکھا جاسکے اور دوسری جگہ سے تار، ٹیلی فون یا فیکس وغیرہ کے ذریعہ چاند کے ثبوت کی متواتر خبریں اس طرح آئیں کہ ان پر یقین ہوجائے تو ایسی خبروں کا اعتبار کیا جائے گا۔ إن هٰذه الاستفاضة ليس فيها شهادة على قضاء قاض ولا على شهادة لكن لما كان بمنزلة الخبر المتواتر وقد ثبت بها أن أهل تلك البلدة صاموا يوم كذا لزم العمل بها لأن البلدة لا تخلو عن حاكم شرعي عادة فلابد من أن يكون صومهم مبنيا على حكم حاكمهم الشرعي فكانت تلك الاستفاضة بمعنى نقل الحكم المذكور وهي أقوى من الشهادة بأن أهل تلك البلدة رأو الهلال وصاموا لأنها لا تفيد اليقين فلذا لم تقبل إلا إذا كانت على الحكم أو على شهادة غيرهم لتكون شهادة معتبرة وإلا فهي مجرد أخبار بخلاف الاستفاضة فإنها تفيد اليقين الخ. (شامی ۳/۳۵۹)

کیا استفاضہ کے لئے مختلف شہروں سے خبر آنا ضروری ہے؟

استفاضہ کے لئے متعدد شہروں سے الگ الگ خبریں آنا لازم نہیں ہے، بلکہ اگر کسی ایک جگہ سے بھی بطریقِ استفاضہ ثبوت کی خبر آجائے تو اس کا اعتبار ہوگا۔ إن الخبر إذا استفاض

وتحقق فيما بين أهل البلدة الأخرىٰ يلزمهم حكم هٰذه البلدة. (شامی ۳/۳۵۹)

تار وغیرہ کی خبروں کے متعلق حضرت تھانویؒ کا فیصلہ کن فتویٰ

حضرت تھانویؒ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

اس ایک یا متعدد تار کا مضمون دیکھنا چاہئے کہ کیا ہے؟ اگر یہ کہ یہاں چاند ہوا ہے یا فلاں شخص نے دیکھا ہے یا بہت آدمیوں نے دیکھا ہے اور اکثر تاروں کا ایسا ہی مضمون ہوتا ہے تب تو معتبر نہیں اگرچہ کتنے ہی تار ہوں، اور اگر یہ مضمون ہے کہ ''میں نے دیکھا ہے یا فلاں شخص نے میرے سامنے اپنا دیکھنا بیان کیا ہے یا یہاں کے فلاں حاکم شرعی یا عالم ومفتی نے قبول کرلیا ہے، یا یہاں عید ہے تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر ایک تار ہے تو عمل جائز نہیں کیوں کہ کلام ہلالِ عید میں ہے۔ اور اگر دو تین ہیں اور بادل نہیں تھا تب بھی عمل جائز نہیں، اور اگر بادل کی حالت معتبر لوگوں کے آئے یا بدون بادل آٹھ دس آگئے اور مضمون وہ ہے جو آخر میں لکھا ہے کہ میں نے دیکھا الخ، تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر دل گواہی دے کہ اس میں کذب اور خطا نہیں ہوئی تو عمل جائز ہے، اور اگر دل گواہی نہ دے تو عمل جائز نہیں ہے، اور جہاں کوئی عالم محقق ہو وہاں عوام کے دل کی گواہی معتبر نہیں، عالم کے دل کی گواہی اور اس کا فتویٰ حجت ہے اور عوام کو خود رائی کرنا یا فتویٰ کے خلاف کرنا جائز نہیں۔ (بوادر النوادر ۱/۲۱۵-۲۱۶)

اس فتویٰ سے ٹیلی فون کی خبر مستفیض کا معتبر ہونا بدرجۂ اولیٰ معلوم ہوتا ہے، کیوں کہ موجودہ دور میں ٹیلی فون براہِ راست شخص متعین سے رابطہ کا بڑا ذریعہ ہے، اور عموماً اس درمیان میں کسی غیر کے دخل کا بھی شبہ نہیں ہوتا۔

رویتِ ہلال کمیٹی کی طرف سے ٹیلی فون پر خبر

اگر مطلع صاف نہ ہو اور دوسری جگہ سے کوئی رؤیتِ ہلال کمیٹی کا ذمہ دار شخص ٹیلی فون پر اس بات کی خبر دے کہ یہاں رؤیت یا شہادت کے شرعی ضابطوں کے مطابق کمیٹی نے چاند کے ثبوت کا

اعلان کردیا ہے اور اس اعلان سے مہینہ ۲۹/دن سے کم ہونا لازم نہ آتا ہو تو اس خبر کا اعتبار کیا جاسکتا ہے۔ (جواہر الفقہ ۴۰۲)

رمضان میں سعودیہ سے ہندوستان آنے والا شخص روزہ کب تک رکھے؟

کوئی شخص رمضان میں سعودی عرب سے مثلاً ہندوستان آئے اور یہاں اس کے ۳۰/ روزے پورے ہوجائیں تو وہ اس وقت تک روزہ رکھنا نہ چھوڑے گا جب تک کہ ہندوستان میں عید کا چاند نظر نہ آجائے چاہے ۳۱ یا ۳۲/روزے رکھنے پڑیں۔ كذا تستفاد من العبارة الآتية :

تنبيه: لو صام رائي هلال رمضان وأكمل العدة لم يفطر إلا مع الإمام لقوله عليه السلام صومكم يوم تصومون وفطركم يوم تفطرون. (رواه الترمذي وغيره) والناس لم يفطروا في مثل هذا اليوم فوجب أن لا يفطر. (شامي كراچي ٣٨٤/٢، عالمگيري ١٩٨، احسن الفتاوى ٤٢٣/٤)

رمضان میں ہندوستان سے سعودیہ چلے جانے والے کے روزوں کا حکم

اگر کوئی شخص رمضان شروع ہونے کے بعد ہندوستان سے مثلاً سعودی عرب چلا جائے اور وہاں اس کے ۲۸/روزے ہونے کے بعد ہی عید کا چاند نظر آجائے تو وہ عید میں شریک ہوگا اور عید کے بعد ایک روزہ قضا کرے گا۔ کیوں کہ کسی بھی صورت میں شرعاً مہینہ ۲۹/دن سے کم نہیں ہونا چاہئے، احتیاط کا تقاضا یہی ہے۔

قال رسول الله ﷺ الشهر هكذا وهكذا وهكذا وعقد إبهامه في الثالثة.

(مظاهر حق ١٥٧/٢)

وكذا تستفاد من عبارة الهندية: وإذا صام أهل مصر شهر رمضان على غير رؤية ثمانية وعشرين يوماً ثم رأوا هلال شوال إن عدوا شعبان برؤيته ثلاثين يوماً ولم يروا هلال رمضان قضوا يوماً واحداً. (عالمگیری ١٩٩/١)

اخبارات کا اعلان

متعدد اخبارات میں اگر ذمہ دار حضرات کی طرف سے شرعی فیصلہ کا اعلان آجائے اور سچائی کا گمان غالب ہو تو اس اعلان پر عمل جائز ہے۔ (کفایۃ المفتی ۲۰۹/۴)

ضروری تنبیہ : شرعی طور پر یہ ضروری نہیں ہے کہ پورے ملک میں ایک ہی دن سے رمضان شروع ہو یا ایک ہی دن عید ہو بلکہ مہینہ کی ابتداء وانتہاء کا مدار چاند دیکھنے اور اس کی گواہی دینے کے شرعی ضابطوں پر ہے، لہٰذا اس معاملہ میں احتیاط سے کام لینا چاہئے اور بے جا تبصرہ بازی اور علماء پر تہمت طرازی سے احتراز کرنا چاہئے۔ قال النبی ﷺ صوموا لرؤیتہ وأفطروا لرؤیتہ.

(مشکوٰة شریف ۱۷٤/۱)

چاند کے فیصلہ سے متعلق ضروری قواعد

مرتبہ: حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب دیوبندیؒ سابق ناظم ادارۃ المباحث الفقہیہ جمعیۃ علماء ہند

مسئلہ رؤیت ہلال میں یکسانیت لانے کی غرض سے سید الملت حضرت مولانا سید محمد میاں صاحبؒ سابق ناظم جمعیۃ علماء ہند مدیر ادارۃ المباحث الفقہیہ وشیخ الحدیث مدرسہ امینیہ دہلی نے ملک کے اعیان علماء کرام ومفتیانِ عظام سے بحث وتمحیص کے بعد درج ذیل ضابطۂ عمل مرتب فرمایا تھا، جو اُس وقت ادارۃ المباحث الفقہیہ جمعیۃ علماء ہند کی طرف سے شائع کر کے ملک میں تقسیم کیا گیا تھا۔ بعد میں جب اس مسئلہ میں مزید پیچیدگیاں پیدا ہوئیں تو ادارۃ المباحث الفقہیہ کے ساتویں فقہی اجتماع (منعقدہ ۲۶ / ۲۷ ر رجب المرجب ۱۴۲۱ھ بمقام شیخ الہند ہال دیوبند) میں اسی موضوع پر سوال نامہ مرتب کر کے تمام پہلوؤں پر بحث کی گئی اور چند جزوی ترمیمات کے ساتھ حضرت مولانا محمد میاں صاحبؒ کے مرتب کردہ ضابطۂ عمل کو منظوری دی گئی۔ ذیل میں یہی ضابطۂ عمل پیش کیا جا رہا ہے، اس میں ساتویں فقہی اجتماع کی ترمیم شدہ عبارت کو بین القوسین ([ ]) کر دیا گیا، اور حاشیہ میں بھی رہنمائی کر دی گئی ہے۔ اگر ان قواعد کو رؤیت ہلال کے موقع پر پیشِ نظر رکھا جائے تو ان شاء اللہ بروقت صحیح فیصلہ تک پہنچنا آسان ہو جائے گا۔ (مرتب)

(۱)

رؤیت ہلال کا فیصلہ مندرجہ ذیل امور میں سے کسی ایک پر ہو سکے گا:

(۱) رؤیت عام

(۲) شہادت

(۳) استفاضہ (ملاحظہ فرمایئے: تشریحات ۱)

(۴) ریڈیو، ٹیلی فون [ٹیلی ویژن اور دیگر معتبر ذرائع ابلاغ (۱)] یا خطوط [ٹیلی گرام اور فیکس (۲)] (شرائط آگے ملاحظہ فرمایئے)

(۲)

مطلع صاف ہو تو ہلالِ رمضان کا فیصلہ مندرجہ ذیل صورتوں میں کسی ایک پر ہوگا:

الف: اتنے مسلمان خود اپنا چاند دیکھنا بیان کریں کہ فیصلہ کرنے والوں (یعنی ہلال کمیٹی کے ارکان اور جہاں کمیٹی نہ ہو بلکہ شہر کا مفتی یا قاضی فیصلہ کیا کرتا ہو وہاں کے مفتی یا قاضی) کو چاند ہو جانے کا اطمینان ہو جائے۔ (ملاحظہ فرمایئے تشریح ۲-۳)

ب: ایک قابل اعتماد بالغ مسلمان (مرد یا عورت) شہر کے باہر یا کسی بلند مقام سے آکر شہادت دے جس پر طلوع ہلال کا اطمینان ہو جائے۔ (**صحح في الأقضية الاكتفاء بواحد إن جاء من خارج البلد أو مكان مرتفع.** الدر المختار) (ملاحظہ فرمایئے تشریح ۴)

ج: کسی دوسری جگہ پر چاند ہونے کی اطلاع وہاں سے اتنے مسلمان آکر دیں کہ استفاضہ کی صورت پیدا ہو جائے اور یہ اطمینان ہو جائے کہ خبر صحیح ہے۔ (ملاحظہ فرمایئے تشریح ۵)

مطلع اگر صاف نہ ہو تو ذیل کی صورتوں میں سے کسی ایک پر رمضان کے چاند کا فیصلہ کر دیا جائے گا:

د: ایک بالغ قابلِ اعتماد مسلمان (مرد یا عورت) کا بیان کہ میں نے چاند دیکھا ہے۔

(قبل بلا دعویٰ وبلا لفظ أشهد وبلا حكم ومجلس قضاء لأنه خبر لا شهادة

---

(۱) یہ اضافہ ساتویں فقہی اجتماع میں کیا گیا۔

(۱) یہ اضافہ ساتویں فقہی اجتماع میں کیا گیا۔

للصوم مع علة كغيم أو غبار خبر عدل أو مستور على ما صححه البزازى على خلاف ظاهر الرواية. لافاسق اتفاقاً وهل له أن يشهد مع علمه بفسقه قال البزازى نعم لأن القاضى ربما قبله. (رد المحتار) (مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمایئے تشریح ۴)

ہ: یا کم از کم دو قابل اعتماد مسلمان مرد یا ایک مرد اور دو دین دار عورتیں جو کسی دوسرے مقام سے آئے ہوں، شہادت دیں کہ وہاں کی ہلال کمیٹی یا مفتی شہر یا قاضی شہر نے (جو وہاں رؤیت ہلال کا فیصلہ کیا کرتا ہے) باضابطہ شہادت لے کر رؤیت ہلال کا فیصلہ کیا ہے۔ (شهدوا أنه شهد عند قاضى مصر كذا، إلى قوله جاز لهٰذا القاضى أن يحكم بشهادتهما. (رد المحتار ۳۵۸/۳-۳۵۹)

و: ایک قابل اعتماد مسلمان شہادت دے کہ فلاں شخص نے جو قابلِ اعتماد ہے چاند دیکھا ہے وہ خود آنے سے معذور ہے، اس نے میرے سامنے شہادت دی ہے کہ میں نے چاند دیکھا ہے اور مجھے گواہ بنا کر بھیجا ہے کہ میں اس کی شہادت کی گواہی دوں۔ (شهادة الواحد على هلال رمضان مقبولة وكذا شهادة الواحد على شهادة الواحد. (فتاویٰ قاضی خاں کتاب الصوم) (وكيفيتها أن يقول الأصل مخاطباً للفرع أشهد على شهادتى أنى أشهد بكذا ويقول الفرع أشهد أن فلاناً أشهدنى على شهادته بكذا وقال لى أشهد على شهادتى. (تنوير الأبصار باب الشهادة على الشهادة ۲۲۶/۸-۲۲۷)

ز: کل ہند رؤیت ہلال کمیٹی کا ریڈیو پر اعلان کہ رؤیت عام یا باقاعدہ شہادت کی بناء پر چاند ہونے کا فیصلہ کر دیا گیا ہے۔ (آلات جدیدہ کے شرعی احکام۔ از: مولانا محمد شفیع صاحب مفتی اعظم پاکستان، ۱۸۹)

ح: خاص ٹیلی فون یا لائٹنگ کال (۱) کے ذریعہ کوئی معتبر مسلمان کمیٹی کے فیصلہ کی اطلاع دے، جب کہ اس کی آواز پہچان لی جائے اور کم از کم ایک ٹیلی فون پر کسی معتبر مسلمان سے اس کی تصدیق بھی کر لی جائے یا دیگر قرائن سے اس کے صحیح ہونے کا اطمینان ہو جائے۔ (رسالہ کشف الظنون عن حكم الخط وتيليفون ۷-۸)

---

(۱) موبائل فون بھی اسی حکم میں ہے، کیوں کہ اس میں فون کرنے والے کا نمبر بھی اسکرین پر آجاتا ہے۔ (مرتب)

ط: ریڈیو کے ذریعہ کسی مقام پر چاند ہونے کی اطلاع بشرطیکہ ٹیلی فون کے ذریعہ کمیٹی کے صدر یا اس مقام کے کسی معتبر شخص سے اس کی تصدیق کر لی جائے۔

ی: متعدد ریڈیو اسٹیشن متعدد مقامات پر چاند ہونے کی اطلاع نشر کریں اور ہلال کمیٹی ان پر مطمئن ہو جائے۔(إذا تواردت أخبار راديو، متعددة من شتىٰ جهات ولا تختلف جهات الأنباء من البلد الذى لم يرى فيه الهلال ببعد يختلف فيه فيصوغ العمل بهٰذه الأنباء المرسلة وتدخل فى حد الاستفاضة المفيدة للطمانية. معارف السنن: ج٦)

ک: کسی ایک مقام یا متعدد مقامات سے اتنے خطوط یا ٹیلی فون آجائیں کہ استفاضہ کی صورت پیدا ہو جائے جس سے چاند دیکھنے کا ظن غالب حاصل ہو جائے۔(فتاویٰ مولانا عبدالحیؒ ۱؍۷۷، امداد الفتاویٰ کتاب الصوم ۲؍۱۷)

ل: وہ معتمد مسلمان جس کو کسی جگہ کے فیصلہ کی تحقیق کے لئے بھیجا تھا وہ واپس آ کر چاند ہونے کے فیصلہ کی خبر دے۔(إذا كان رسول القاضى الذى يسأل عن الشهود واحداً جاز والإثنان أفضل إلى قوله أنه ليس فى معنى الشهادة. (هدايه آخرين كتاب الشهادة اشرفى ۱۵۷/۳) وكفى عدل واحد للتزكية وترجمة الشاهد، والرسالة. (تنوير الابصار كتاب الشهادة ۱۸۳/۸-۱۸٤) كل اشتراط العدد إذا لم يرسل الناقل ليكشف خبر رؤية الهلال أما إذا أرسل ليكسف الخبر فلا يشترط العدد فى الناقل ويكون سماع الناقل من العدلين بمنزلة سماع المرسلين فيجب الصوم. (ارشاد اهل الملة إلى إثبات الأهلة)

م: کسی مقام کی ہلال کمیٹی کے صدر یا مفتی یا قاضی شہر (جس نے فیصلہ کیا ہے) کا مکتوب جو مقامی کمیٹی کے صدر (یا فیصلہ کرنے والے مفتی یا قاضی شہر) کے نام ہو اور اس کو یقین ہو جائے۔ (الفتوىٰ على قولهما إذا تيقن أنه خطه سواء كان فى القضاء والرواية والشهادة على الصک. (رد المحتار ٤٩١/٤)

[ن: اگر کسی جگہ کی رؤیت ہلال کمیٹی شرعی ضابطہ کے مطابق چاند کا فیصلہ کردے اور اس شرعی فیصلہ کی اطلاع دوسری جگہ کی ہلال کمیٹی کو ٹیلی فون وغیرہ کے ذریعہ معتبر اور محتاط طریقہ پر کمیٹی کا ذمہ دار پہنچائے تو اس کے قبول کرنے کے لئے استفاضہ کی شرط نہیں ہے، بلکہ غلبۂ ظن کافی ہے۔ اور دوسری جگہ کی کمیٹی اطمینان کے بعد اس کے حوالہ سے چاند کا اعلان کرسکتی ہے(۱)]

(۳)

رمضان کے علاوہ ماہِ شوال اور ذی الحجہ کے ہلال کا فیصلہ مطلع صاف ہونے کی صورت میں دو صورتوں سے ہوسکے گا: (ملاحظہ فرمایئے تشریح ٦)

الف: مقامی طور پر اتنے مسلمانوں کی خبر جن کی تردید نہ کی جاسکے۔

ب: یا دوسرے مقام پر چاند دیکھے جانے کی خبر اتنے مسلمان دیں کہ ان کی تردید نہ کی جاسکے، اور استفاضہ کی صورت پیدا ہوجائے۔

مطلع اگر صاف نہ ہو تو مندرجہ ذیل صورتوں میں سے کسی ایک صورت پر عید یا بقرعید کے چاند کا فیصلہ کیا جاسکے گا: (ملاحظہ فرمایئے تشریح ٦)

ج: کم از کم دو قابل اعتماد بالغ مسلمان مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں جو قابل اعتماد ہوں، لفظ گواہی سے چاند دیکھنے کی شہادت دیں۔ (**شرط للفطر نصاب الشهادة ولفظ أشهد.**

(تنویر الابصار مع الشامی زکریا ۳/۳۵۲)

د: کسی دوسرے مقام سے کم از کم دو قابل اعتماد مسلمان مرد یا ایک قابل اعتماد مسلمان مرد اور دو قابل اعتماد مسلمان عورتیں آکر شہادت دیں کہ وہاں کی رؤیت ہلال کمیٹی نے باضابطہ شہادت لے کر چاند ہونے کا فیصلہ کردیا ہے۔ (**شهدوا أنه شهد عند قاضي مصر كذا شاهدان**

(۱) اس شق کا اضافہ ساتویں فقہی اجتماع میں کیا گیا، البتہ شرکاء میں بعض حضرات نے اس صورت میں بھی ''استفاضہ'' کی شرط لگائی یا ''حدود ولایت'' کی قید کے اضافہ کی تجویز رکھی ہے۔ (تفصیل دیکھیں: فقہی اجتماع کے اہم فقہی فیصلے ۵۰)

وقضى بـه ووجـدا استجـمـاع شـرائـط الـدعـوىٰ قضى القاضى بشهادتهما.

(تنویرالابصار ۳۵۸/۳-۳۵۹)

ہ: یا دو مسلمان مرد ایک مسلمان مرد اور دو مسلمان عورتیں، دو مسلمان مرد یا ایک مسلمان مرد اور دو مسلمان عورتوں کے چاند دیکھنے کی شہادت دیں، بشرطیکہ چاند دیکھنے والوں نے الگ الگ ان کے سامنے چاند دیکھنے کی شہادت دی ہو اور ان کو اپنی شہادت کا شاہد بنا کر بھیجا ہو۔

یہ ضروری ہے کہ ہر چاند دیکھنے والا دو کے سامنے چاند دیکھنے کی شہادت دے کر ان کو اپنی شہادت کا شاہد بنائے، لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ یہ دو دوسرے ہوں، مثلاً زید اور بکر جو ایک چاند دیکھنے والے کی شہادت کے شاہد بنے ہیں، وہ دوسرے چاند دیکھنے والے کی شہادت کے شاہد بن سکتے ہیں۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ یہ چاند دیکھنے والے اور یہ شاہد سب قابل اعتماد مسلمان ہوں۔ (**فعلى كل أصل شاهد شاهدان سواء كانا هما أو غيرهما.** (البحر الرائق کراچی باب الشهادة على الشهادة ۱۲۰/۷)

و: ایک قابل اعتماد مسلمان اپنے چاند دیکھنے کی شہادت دے اور دو شاہد کسی اور دوسرے چاند دیکھنے والے کی شہادت کی شہادت دیں، تب بھی رؤیت ہلال کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ (**لـو شهـد واحد على شهادة نفسه وآخران على شهادة غيره يصح.** (رد المحتار) **تحت قوله من كل أصل باب الشهادة على الشهادة.** ۵۴۵/۵)

ز: رؤیت ہلال کا فیصلہ کرنے والی کمیٹی کا صدر از خود کمیٹی کے فیصلہ کی تحریری طور پر اطلاع دے، اس پر بھی چاند ہونے کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے، مگر شرط یہ ہے کہ دو شاہد شہادت دیں کہ یہ تحریر اسی کی ہے، اس تحریر کے لانے والے بھی شاہد بن سکتے ہیں۔ (**لايقبل الكتاب إلا بشهادة رجلين أو رجل وإمرأتين.** (هدایه اخرین اشرفی دیوبند ۱۳۹/۳)

ح: ایک قابل اعتماد مسلمان کو چاند کے فیصلہ کی خبر لانے کے لئے بھیجا، اس نے واپس آ کر فیصلہ کی خبر دی، اس خبر پر بھی فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ ان کے علاوہ۔ (**لأنه ليس في معنى الشهادة**

كما مر في حاشية ١٤)

ط: کل ہند رؤیت ہلال کمیٹی کا باقاعدہ اعلان کہ رؤیت عام یا باقاعدہ شرعی شہادتوں کی بناء پر چاند ہونے کا فیصلہ کر دیا گیا ہے اور کل سے یکم شوال ہے۔ (آلات جدیدہ کے شرعی احکام۔ از: مولانا محمد شفیع صاحبؒ مفتی اعظم پاکستان)

ی: کوئی ذمہ دار معروف و معتمد مسلمان خاص ٹیلی فون یا لائٹنگ کال کے ذریعہ اپنے یہاں رؤیت ہلال کا فیصلہ یا رؤیت عام کی اطلاع دے اور اس کی آواز پہچان لی جائے اس پر بھی رؤیت ہلال کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ جب کہ کم از کم تین ٹیلی فونوں سے الگ الگ وہاں کے کم از کم پانچ معتمد مسلمانوں سے اس کی تصدیق کر لی جائے، جس سے استفاضہ کی صورت پیدا ہو جائے اور ارکانِ کمیٹی پوری طرح مطمئن ہو جائیں۔ (الخبر المسموع مرة واحدة إذا اتضاف إليه قرائن أفاد اليقين. (شرح مواقف ١٢٧، توضيح ٣١٣) وقال الكمال الحق ما روى عن محمد وأبي يوسف أن العبرة لتواتر الخبر ومجيئه من كل جانب. (انتهى) وفي التجنيس عن محمد أن أمر القلة والكثرة مفوض إلى رأى الإمام وهو الصحيح وفي البرهان (في الأصح) لأن ذلك يختلف باختلاف الأوقات والأماكن وتتفاوت الناس صدقاً. (طحطاوى على مراقى الفلاح مصر ٣٥٩)

ك: متعدد ریڈیو اسٹیشن الگ الگ متعدد مقامات پر چاند ہونے کی اطلاع نشر کریں، مثلاً دہلی کا ریڈیو اسٹیشن دہلی میں، لکھنؤ کا لکھنؤ میں، پٹنہ کا پٹنہ میں اور کلکتہ کا کلکتہ میں چاند ہونے کی اطلاع نشر کرے اور ہلال کمیٹی ان کی صحت پر مطمئن ہو جائے۔ (الخبر المسموع مرة واحدة إذا اتضاف إليه قرائن أفاد اليقين. (شرح مواقف ١٢٧، توضيح ٣١٣) وقال الكمال الحق ما روى عن محمد وأبي يوسف أن العبرة لتواتر الخبر ومجيئه من كل جانب. (انتهى) وفي التجنيس عن محمد أن أمر القلة والكثرة مفوض إلى رأى الإمام وهو الصحيح وفي البرهان (في الأصح) لأن ذلك يختلف باختلاف

الأوقات والأماكن وتتفاوت الناس صدقاً. (طحطاوی علی مراقی الفلاح مصر ۳۵۹)

ل: رؤیت کے سلسلہ میں جانے پہچانے حضرات نے خطوط یا ٹیلی فون اس کثرت سے آجائیں کہ انکار کی گنجائش نہ رہے اور چاند ہو جانے کا یقین ہو جائے۔ (فتاویٰ مولانا عبدالحیؒ ار۷۷، امداد الفتاویٰ کتاب الصوم ۱۷۲)

[م: اگر کسی جگہ کی رؤیت ہلال کمیٹی شرعی ضابطہ کے مطابق چاند کا فیصلہ کردے اور اس شرعی فیصلہ کی اطلاع دوسری جگہ کی ہلال کمیٹی کو ٹیلی فون وغیرہ کے ذریعہ معتبر اور محتاط طریقہ پر کمیٹی کا ذمہ دار پہنچائے تو اس کے قبول کرنے کے لئے استفاضہ کی شرط نہیں، بلکہ غلبۂ ظن کافی ہے اور دوسری جگہ کی کمیٹی اطمینان کے بعد اس کے حوالہ سے چاند کا اعلان کرسکتی ہے۔(۱)]

تشریحات

(۱) استفاضہ کے معنی ہیں شہرت، خبر مستفیض یا خبر مستفاض یعنی خبر مشہور۔ مگر شہرت سے ایسی شہرت مراد نہیں جس کی بنیاد معلوم نہ ہو، بلکہ معتبر وہ شہرت ہے جس کے ابتدائی خبر دینے والے معلوم ہوں۔ اور دو ایک نہ ہوں، بلکہ زیادہ ہوں، اور بھروسہ کے آدمی ہوں جو اپنی ذمہ داری کا احساس رکھتے ہوں۔ ضروری نہیں کہ وہ سب دین دار ہوں بلکہ ضروری یہ ہیکہ وہ اتنے ہوں اور اس طرح خبر دیں کہ بناوٹ نہ معلوم ہو۔ اور خبر کے صحیح ہونے کا اطمینان ہو جائے کوئی خاص تعداد معین نہیں، یہ فیصلہ کرنے والے کی صواب دید پر ہے۔ البتہ فیصلہ کرنے والا صاحب بصیرت ہونا چاہئے جو مسائل سے اچھی طرح واقف ہو اور اگر کمیٹی کے جملہ ارکان عالم نہ ہو تو کچھ ارکان ضرور ایسے ہونے چاہئیں جو بصیرت اور پوری واقفیت رکھتے ہوں۔ (إذا لم يكن رواية الأول متنزها عن وصمة الكذب لايفيد علم الطمانينة وإن دخله بعد ذلك في حد التواتر كما يشتهر الأخبار الكاذبة في البلاد. (توضیح تلویح فصل فی اتصال الخبر ۳۰۴)

(۱) اس شق کا اضافہ ساتویں فقہی اجتماع میں کیا گیا، مگر بعض شرکاء نے استفاضہ کی شرط نہ ہونے کے جزو سے اتفاق نہیں کیا۔ (تفصیل دیکھیں: فقہی اجتماعات کے اہم فقہی فیصلے ۵۰)

(في منحة الخلق، ۲/ ۲۷۰، إعلم أن المراد بالاستفاضة تواتر الخبر من الواردين من بلدة الثبوت إلى البلدة التي لم يثبت بها لامجرد الاستفاضة لأنها قد تكون مبينة على أخبار رجل واحد مثلاً فيشيع الخبر عنه ولاشك أن هذا لايكفيٰ بدليل قولهم إذا استفاض الخبر وتحقق فإن التحقق لايكون إلا بما ذكرنا) (قال الرحمتي معنى الاستفاضة أن تأتي من تلك البلدة جماعات متعددون كل منهم يخبر عن أهل تلك البلدة أنهم صاموا عن رؤية لا مجرد الشيوع من غير علم بمن اشاعه كما قد تشيع أخبار يتحدث بها سائر أهل البلدة ولا يعلم من أشاعها. (رد المحتار زكريا ۳/ ۳۵۹) ظاهر الولوالجية والظهيرية يدل على أن ظاهر الرواية هو اشتراط العدد لا الجمع العظيم والعدد يصدق بإثنين. (رد المحتار زكريا ۳/ ۳۵٦) وعلى هذا يصدق لفظ جماعات على ستة. محمد میاں)(وهو مفوض إلى رأى الإمام من غير تقدير بعدد على المذهب. الدر المختار زكريا ۳/ ۳۵٦)

(۲) ان قواعد میں رؤیت ہلال کمیٹی کا لفظ آیا ہے مگر جس مقام پر کوئی ایک صاحب ایسے ہوں کہ اس مقام کا دستور یہی ہو کہ ان کے سامنے شہادتیں پیش ہوتی ہوں اور یہ فیصلہ کیا کرتے ہوں اوران کے فیصلہ پر وہاں عمل کیا جاتا ہو، اس مقام پر یہ ایک صاحب ہی کمیٹی کے فرائض انجام دیں گے اوران کا فیصلہ کمیٹی کے فیصلہ کا درجہ رکھے گا۔ العالم الفقيه كاف ببلد لا حاكم فيه (رد المحتار باب القضاء) العالم الفقيه في بلد لا حاكم فيه قائم مقامه. (عمدة الرعاية على شرح الوقاية ۱/ ۳۰۹)

(۳) اطمینان ہو جائے۔ يقع العلم الشرعي وهو غلبة الظن لأنه الموجب للعمل لا العلم بمعنى اليقين. (رد المحتار)

(۴) قابل اعتماد شہادت دینے والے ایسے مسلمان ہونے چاہئیں جو دین دار معلوم ہوں، ان کی کوئی بد دینی معلوم نہ ہو اور ایسا شخص جس کی شکل وصورت، وضع قطع شریعت کے مطابق نہ ہو

لیکن وہ سنجیدہ اور باوقار ہو، جھوٹ بولنے کو خود اپنی شان کے خلاف سمجھتا ہو اس کی شہادت بھی تسلیم کی جاسکتی ہے۔ **فإن عدالة الشاهد شرط لوجوبه لا لصحته فلو قضى بشهادة فاسق نفذ.** (الدر المختار کتاب الشهادة) **وفي البدائع لكن الصدق لا يقف على العدالة لا محالة فإن من الفسقة من لايبالي بارتكابه أنواع من الفسق ويستنكف عن الكذب.** (بدائع الصنائع کتاب الشهادة ۲۷۱/۱)

(۵) [دوسرے مقام سے مراد ایسی جگہ ہے جہاں کی خبر تسلیم کر لینے سے اپنے یہاں مہینہ ۲۸ یا ۲۹؍دن کا ہونا لازم نہ آتا ہو، پاکستان اور بنگلہ دیش کا فیصلہ یہاں نافذ نہیں ہوگا، البتہ وہاں سے معتبر ذرائع سے آمدہ خبر مستفیض پر یہاں فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔(۱)]

(۶) شوال اور ذی الحجہ کے علاوہ اور مہینوں میں رؤیت ہلال کا فیصلہ مطلع صاف ہونے کی حالت میں بھی دو شاہدوں کی شہادت پر کیا جاسکتا ہے۔ **عن الإمام أنه يكتفي بشاهدين واختاره في البحر.** (درمختار) **حيث قال وينبغي العمل على هذه الرواية في زماننا لأن طبائع الناس تكاسلت عن تراى الأهلة.** (رد المحتار کراچی ۳۸۸/۲) **قال الخير الرملي الظاهر أنه في الأهلة التسعة لافرق بين الغيم والصحو في قبول الرجلين لفقد العلة الموجبة لاشتراط الجمع الكثير وهي توجه الكل طالبين.** (رد المحتار کراچی ۳۹۱/۲)

فرائض ہلال کمیٹی

(۱) ہر رؤیت ہلال کمیٹی مقررہ تاریخ ۲۹ میں تمام ریڈیو اسٹیشنوں سے نشر ہونے والی

---

(۱) پہلے یہاں یہ شق درج تھی: ''کسی دوسری جگہ سے مراد اندرون ملک ہے دیگر ممالک کے مطالع مختلف ہیں۔ پاکستان کا فیصلہ یہاں نافذ نہ ہوگا۔ **لأن اجتهاد القاضي لايثبت ولاية غيره.** (فتح القدير) **قضاء القاضي محدود في ولايته.** (هدايه) '' یہ شق ساتویں فقہی اجتماع کی تجویز کے مطابق حذف کر دی گئی اور وہ عبارت لکھی گئی جو اوپر درج ہے۔ (تفصیل دیکھیں: فقہی اجتماعات کے اہم فقہی فیصلے ۵۰)

دوسری کمیٹیوں کے اعلان کو سننے کا انتظام اور التزام کرے گی۔

(۲) اعلان کمیٹی کی تجویز کردہ عبارت اور الفاظ میں ہوگا، کمیٹی اس اعلان میں یہ بھی واضح کرے گی کہ فیصلہ رؤیت عامہ کی بناء پر کیا گیا ہے یا باضابطہ شرعی شہادت پر۔

(۳) مرکزی کمیٹی ملک کے مختلف مقامات پر مقتدر اور دین دار حضرات پر مشتمل ہلال کمیٹیاں قائم کرائے گی جن کا اعلان پورے ملک کے لئے سمجھا جائے گا اور کمیٹی اپنے قریبی شہروں میں مقامی کمیٹیاں بنائے گی۔

(۴) کمیٹی کا اجلاس باضابطہ ہو، اگر مستقل صدر نہ ہو تو اجلاس کا ایک صدر بنایا جائے، وہی کمیٹی کا امیر ہوگا، فیصلہ وہی صادر کرے گا اور اسی کی طرف سے اعلان کیا جائے گا۔

۵

روزہ کے اہم مسائل

روزہ کی تعریف:

صبح صادق سے غروب آفتاب تک عبادت کی نیت سے کھانے پینے اور جماع سے رکے رہنا روزہ کہلاتا ہے۔ **فهو عبارة عن ترک الأکل والشرب والجماع من الصبح إلی غروب الشمس بنية التقرب.** (عالمگیری ۱/۱۹۴)

جن ممالک میں چھ مہینہ کے دن رات ہوں وہاں روزہ کیسے رکھیں؟

دنیا کے جن خطوں میں چھ مہینہ کا دن اور چھ مہینہ کی رات ہوتی ہے وہاں نماز روزہ کے اوقات کے تعین کے لئے قریبی معتدل اوقات والے ملک کو معیار بنایا جائے گا، اور رات دن کے بارے میں وہاں کے نظام الاوقات کے مطابق نماز روزہ وغیرہ کو ادا کیا جائے گا۔ **قلت وكذلك يقدر لجميع الأجال كالصوم والزكاة.** (شامی زکریا ۲/۶۲۳)

روزہ کس پر فرض ہے؟

ماہِ رمضان المبارک کے روزے رکھنا ہر عاقل بالغ مسلمان غیر معذور شخص پر فرض ہے۔

شرط وجوبه الإسلام والعقل والبلوغ. (عالمگیری ۱/۱۹۵)

کن حالتوں میں روزہ رکھنا درست نہیں؟

حیض ونفاس والی عورتوں کے لئے روزہ رکھنا جائز نہیں لیکن بعد میں قضا لازم ہے۔

والخلو عما ينافيه أى ينافي صحة فعله من حيض ونفاس لمنافاتهما. (طحطاوی علی المراقی ۳٤۸)

کن اعذار میں روزہ نہ رکھنا مباح ہے؟

مریض، مسافر، حاملہ، دودھ پلانے والی عورت، تیماردار (جب کہ اس کے روزہ رکھنے سے مریض کا نقصان ہو) نہایت کمزور، بھوک پیاس سے مجبور، مجاہد فی سبیل اللہ (جب کہ اس کے روزہ سے جہاد میں نقصان ہو) اور جنون اور بے ہوشی میں مبتلا شخص کے لئے اعذار کی بناء پر روزہ نہ رکھنا مباح ہے جب ان کا عذر زائل ہو جائے تو وہ روزہ کی قضا کریں، ہاں اگر کوئی ایسا شخص ہو جسے روزہ رکھنے پر قدرت ہی نہ رہے تو اس کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ ہر روزہ کے بدلہ میں فدیہ (ایک صدقۂ فطر کی مقدار) دے دیا کرے۔ (عالمگیری ۲۰۸،۲۰۲/۱)

ہر روزہ کی الگ الگ نیت کرنا

رمضان المبارک کے ہر روزہ کے لئے الگ الگ نیت کرنا ضروری ہے۔ ثم عندنا لابد من النية لكل يوم في رمضان. (هنديه ۱۹۵/۱)

نصف النہار سے پہلے پہلے نیت کرنا صحیح ہے

نصف النہار سے پہلے تک بھی اگر رمضان کے ادا روزے کی نیت کر لی جائے تو روزہ صحیح ہو جائے گا۔ جاز صوم رمضان الخ من الليل إلى ماقبل نصف النهار وهو المذكور في الجامع الصغير. (هنديه ۱۹۵/۱)

نیت کے لئے تلفظ ضروری نہیں

نیت کے لئے تلفظ کی ضرورت نہیں بلکہ محض دل سے ارادہ کر لینا کافی ہے حتی کہ روزہ کے لئے سحری کھانا بھی نیت کے قائم مقام قرار دیا جا سکتا ہے۔ والتسحر في رمضان نية ذكره نجم الدين النسفي. (هنديه ۱۹۵/۱، جواهر الفقه ۳۷۸/۱)

بغیر نیت کے بھوکا رہنے سے روزہ نہیں ہوگا

اگر کسی نے پورے دن کچھ نہیں کھایا پیا شام تک بھوکا پیاسا رہا، لیکن دل میں روزہ کا ارادہ نہ تھا تو روزہ نہ ہوگا۔ **وشرط صحة الأداء النية والطهارة عن الحيض والنفاس.**

(ہندیہ ۱/۱۹۵، بہشتی زیور ۳/۳، مسائل روزہ ۵۱/۵)

نیت کرنے کے بعد بھی صبح صادق تک کھا پی سکتے ہیں

روزہ کا وقت صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اس لئے جب تک صبح صادق نہ ہو کھانا پینا وغیرہ سب جائز ہے، اگر چہ روزہ کی نیت کر چکا ہو۔ **ووقته من حين يطلع الفجر الثاني وهو المستطير المنتشر في الشمس.** (ہندیہ ۱/۱۹۵)

بلا سحری کا روزہ

سحری کھانا اگر چہ مسنون ہے لیکن اگر کوئی شخص سحری کھائے بغیر ہی روزہ کی نیت کرلے تو بھی اس کا روزہ درست ہو جائے گا، البتہ سحری کی برکت سے محروم رہے گا۔ **ويستحب السحور.**

(شامی زکریا ۳/۴۰۰، فتاویٰ دار العلوم ۶/۴۹۶)

کن کن روزوں میں رات سے نیت ضروری ہے؟

رمضان کے قضا روزوں میں اور نذرِ غیر معین اور کفارات کے روزوں میں اسی طرح اس نفل روزے کی قضا میں جسے شروع کر کے فاسد کر دیا گیا ہو ان تمام روزوں میں صبح صادق سے پہلے پہلے نیت کرنا ضروری ہے صبح صادق کے بعد نیت کی جائے تو کافی نہ ہوگی۔ **وشرط القضاء والكفارات أن يبيت ويعين كذا في النقاية وكذا النذر المطلق هكذا في السراج الوهاج.** (ہندیہ ۱/۱۹۶، مسائل روزہ ۵۱/۵)

عیدین اور ایام تشریق میں روزہ کی نیت درست نہیں

اگر عیدین یا ایام تشریق (یعنی ذی الحجہ کی ۱۱، ۱۲، ۱۳ ر تاریخ) میں کوئی شخص روزہ کی نیت

کرے تو اس روزہ کا پورا کرنا ضروری نہیں اور فاسد ہونے کی صورت میں اس کی قضا بھی لازم نہ ہوگی بلکہ اس کا فاسد کردینا واجب ہے اس لئے کہ ان ایام میں روزہ رکھنا مکروہ تحریمی ہے۔ فإن فسد ولو بعروض حيض في الأصح وجب القضا إلا في العيدين وأيام التشريق فلا يلزم لصيرورته صائماً بنفس الشروع فيصير مرتكبا للنهي. (درمختار) فلا تجب صيانته بل يجب إبطالهٗ. (شامی بیروت ٣/٣٦٧)

اگر عورت صبح صادق کے بعد حیض سے فارغ ہوئی تو روزہ نہیں رکھے گی

اگر عورت صبح صادق کے بعد دن میں کسی وقت حیض یا نفاس سے پاک ہوئی تو آج کے دن وہ روزہ نہیں رکھے گی، بلکہ بعد میں اس دن کی قضاء کرے گی۔ البتہ روزہ داروں کی طرح شام تک کھانے پینے سے احتراز کرے۔ والأخيران يمسكان بقية يومهما وجوباً الخ، وحائض ونفساء طهرتا. (تنویر الأبصار ٣/٣٤٢)

عورت رات میں پاک ہوئی

اگر کوئی عورت صبح صادق سے پہلے حیض سے پاک ہوگئی تو اس میں درج ذیل تفصیل ہے:

(الف) اگر وہ دس دن مکمل حیض میں رہ کر پاک ہوئی ہے تو اب خواہ صبح صادق سے قبل اسے غسل کا موقع اور وقت ملا ہو یا نہ ملا ہو بہر حال وہ اگلے دن کا روزہ رکھے گی۔

(ب) اور اگر دس دن سے کم میں پاک ہوئی ہے تو یہ دیکھا جائے گا کہ صبح صادق سے پہلے پہلے وہ غسل کرکے پاک ہوسکتی ہے یا نہیں؟ اگر اتنا وقت ہے کہ پاک ہوسکے تو اس پر اگلے دن روزہ رکھنا ضروری ہوگا۔

اور اگر اتنا وقت نہیں ہے کہ غسل کرسکے گویا کہ عین صبح صادق کے وقت پاک ہوئی ہے تو اب اس پر اگلے دن روزہ رکھنا جائز نہیں ہے، بلکہ بعد میں قضاء کرنی ہوگی۔

ولو طهرت ليلاً صامت الغد إن كانت أيام حيضها عشرة. (عالمگیری ١/٢٠٧) وإن كانت أيام حيضها دون عشرة فإن أدركت من الليل مقدار الغسل وزيادة

ساعة لطيفة تصوم، وإن طلع الفجر مع فراغها من الغسل لا تصوم لأن مدة الاغتسال من جملة الحيض فيمن كانت أيامها دون العشرة. (عالمگیری ۲۰۷/۱)

○ روزہ میں جو کام مفسد نہیں ہیں:

بھول کر کھانا پینا یا جماع کرنا

بھول کر کھانے پینے اور جماع کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ منها لو أكل الصائم أوشرب أوجامع ناسياً لصومه. (مراقی الفلاح ۳٦۰)

بھول کر افطار کرنے والے کو دیکھنے والا یاد دلائے یا نہیں؟

اگر کوئی شخص بھول سے روزے میں کھانے پینے لگے تو دیکھنے والے کو کیا کرنا چاہئے، اس سلسلہ میں فقہاء نے یہ تفصیل کی ہے کہ اگر وہ شخص طاقت ور ہے تو اسے روزہ یاد دلانا ضروری ہے، اور اگر وہ شخص کمزور یا بوڑھا ہے تو یاد نہ دلانے کی گنجائش ہے۔ لو قوياً أى له قوة على إتمام الصوم بلا ضعف وإذا كان يضعف بالصوم ولو أكل يتقوى على سائر الطاعة يسعه أن لا يخبره. (شامی زکریا ۳٦۵/۳)

روزہ میں مسواک، سرمہ، انجکشن وغیرہ

مسواک کرنا، سرمہ لگانا، آنکھ میں دواڈالنا، خوشبو سونگھنا، انجکشن یا ٹیکہ لگوانا اور گلوکوز چڑھوانا یہ تمام چیزیں روزہ میں مباح ہیں ان سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ ولا بأس بالسواك الرطب واليابس فى الغداة والعشى عندنا ولايكره كحل ولادهن شارب كذا فى الكنز.

(عالمگیری ۱۹۹/۱، جواهر الفقه ۳۷۹/۱)

روزہ کی حالت میں خون ٹیسٹ کرانا

روزے کی حالت میں خون نکال کر ٹیسٹ کرانے سے روزہ فاسد نہ ہوگا۔ ولا بأس

بالحجامة إن أمن على نفسه الضعف. (عالمگیری ۱/۱۹۹، قاضی خان ۱/۲۰۸)

بلا اختیار منہ میں مکھی یا دھواں چلا جانا

بلا اختیار حلق میں مکھی یا دھواں وغیرہ چلے جانے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ أو دخل حلقه غبار أو ذباب أودخان ولو ذاكرا استحسانا. (شامی زکریا ۳/۳۶۶، شامی بیروت ۳/۳۲۷)

کان میں پانی چلا جانا

کان میں خود بخود پانی چلے جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، لیکن اگر با قاعدہ کان میں پانی داخل کیا تو ایک قول کے مطابق روزہ ٹوٹ جائے گا۔ أو خاض نهراً فدخل الماء أذنه إن كان بفعله على المختار لايفسد للضرورة وإن أدخله يفسد في الصحيح لأنه وصل إلى الجوف بفعله فلا يعتبر فيه صلاح البدن. (شامی زکریا ۳/۳۶۷، طحطاوی علی المراقی ۳۶۲)

خود بخود قے ہونا

خود بخود قے آجانا سے بھی روزہ میں کوئی خرابی نہیں آتی۔ أو ذرعه أي سبقه غلبه القيء. (مراقی الفلاح۳۶۲)

احتلام ہو جانا

احتلام (سوتے میں غسل کی حاجت ہو جانا) بھی مفسد صوم نہیں۔ أو احتلم الخ لم يفطر. (شامی زکریا ۳/۳۶۷، شامی بیروت۳/۳۲۷)

دانت سے خون نکلے مگر پیٹ میں نہ جائے

دانت سے خون نکل کر پیٹ میں نہ جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ أو خرج الدم بين أسنانه ودخل حلقه يعني ولم يصل إلى جوفه الخ لم يفطر. (شامی زکریا ۳/۳۶۷، شامی بیروت ۳/۳۲۷)

حالتِ جنابت میں صبح کرنا

حالتِ جنابت میں سحری کھانے کے بعد صبح صادق کے بعد غسل کرنے سے روزہ میں فساد نہیں آتا۔ **أو أصبح جنباً وإن بقي كل اليوم.** (در مختار مع الشامی زکریا ۳۷۲/۳، در مختار مع الشامی بیروت ۳/ ۳۳۳، مراقی الفلاح ۳۶۲)

اپنی بیوی سے دل لگی کرنا

روزہ کی حالت میں اپنی بیوی سے دل لگی کرنا ایسے شخص کے لئے جائز ہے جسے انزال یا ہمبستری کا خطرہ نہ ہو۔ **ولاباس بالقبلة إذا أمن على نفسه من الجماع والإنزال.** (هندیه ۲۰۰/۱)

مذی نکلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

روزہ کی حالت میں مذی نکلنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ **مس الصائم إمرأته وأمذى لا يفسد صومه.** (تاتارخانیه ۳۷۱/۲، احسن الفتاوی ۴۴۱/۴)

دانت میں چنے کے بقدر غذاء رہ جانا

اگر کوئی غذا چنے کی مقدار سے کم دانت میں پھنسی رہ جائے پھر منہ سے نکالے بغیر اسے نگل گیا تو روزہ فاسد نہ ہوگا۔ **وإن أكل مابين أسنانه لم يفسد وإن كان قليلا وإن كان كثيرا يفسد والحمصة ومافوقها كثير ومادونها قليل وإن أخرجه وأخذه بيده ثم أكل ينبغي أن يفسد.** (هندیه ۲۰۲/۱)

گرمی یا پیاس کی وجہ سے غسل کرنا

گرمی یا پیاس کی وجہ سے غسل کرنا بلا کراہت درست ہے۔ **ومن اغتسل في ماء ووجد برده في باطنه لايفطره.** (هندیه ۲۰۳/۱)

کلی کرنے کے بعد تھوک نگلنا

کلی کرنے کے بعد اگر وہ ایک مرتبہ تھوک باہر نکال دیا تو اب تھوک نگلنے سے روزہ میں کوئی خرابی نہ آئے گی۔ ولو بقی بلل بعد مضمضة فابتلعه مع البزاق لم یفطر.

(هندیه ۱/۲۰۳)

آنسو یا پسینہ کا حلق میں چلا جانا

آنسو یا چہرہ کا پسینہ ایک دو قطرہ بلا اختیار حلق میں چلا جائے تو روزہ فاسد نہ ہوگا۔ الدموع إذا دخلت فم الصائم إن کان قلیلاً کالقطرة والقطرتین أونحوها لایفسد صومه الخ، وکذا عرق الوجه إذا دخل فم الصائم. (هندیه ۱/۲۰۳، تاتارخانیه ۲/۳۶۹)

کان کا میل نکالنا

کان کا میل نکالنے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ أوحک أذنه بعود فخرج علیه درن مما فی الصماخ ثم أدخله أی العود مراراً إلی أذنه لایفسد صومه بالإجماع.

(مراقی الفلاح ۳٤۲)

پان کھانے کے بعد منہ میں سرخی دیکھنا

اگر پان کھا کر خوب کلی غرغرہ کر کے منہ صاف کر لیا لیکن تھوک کی سرخی نہیں گئی تو اس میں کچھ حرج نہیں، روزہ نہیں ٹوٹتا۔ أو بقی بلل بعد المضمضة فابتلعه مع البزاق لم یفطر.

(هندیه ۱/۲۰۳)

منہ کی رال یا ناک سُڑکنے سے حلق میں چلا جانا

ناک کو اتنی زور سے سڑک لیا کہ حلق میں چلی گئی اسی طرح منہ کی رال نگل جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ ولو دخل المخاط أنفه من رأسه ثم استنشقه فدخل حلقه عمداً لایفطره لأنه بمنزلة ریقه. (هندیه ۱/۲۰۳، بهشتی زیور ۳/۲۱)

ٹپکنے والی رال کو منہ میں کھینچ لینا

اگر منہ سے رال نکلی لیکن ابھی وہ منقطع ہو کر ٹپکنے نہ پائی تھی کہ اسے منہ کی طرف کھینچ کر نگل لیا تو اس سے روزہ نہ ٹوٹے گا۔ **أو خرج بزاقه من الفم إلى الذقن ولم ينقطع فابتلعه لايفسد صومه.** (قاضی خاں ۱/۲۰۸)

قے کا خود بخود لوٹ جانا

تھوڑی سی قے آئی پھر خود ہی حلق میں لوٹ گئی تو روزہ نہیں ٹوٹے گا البتہ قصداً لوٹانے سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔ **إذا قاء أو استقاء ملء الفم أو دونه عاد بنفسه أو أعاد أو أخرج فلا فطر على الأصح إلافي الإعادة.** (هنديه ۱/۲۰٤)

ڈکار کے بعد منہ میں پانی آجانا

جس شخص نے سحری میں اس قدر کھایا ہو کہ طلوع آفتاب کے بعد ڈکاریں آتی ہیں، اور ان کے ساتھ پانی بھی آتا ہے تو اس سے روزہ میں کچھ حرج نہیں پڑتا۔ **رجل له علة يخرج الماء من فمه ثم يدخل ويذهب في الحلق لايفسد صومه كذا في التاتارخانيه.**

(هنديه ۱/۲۰۳، فتاوىٰ رشيديه ۱/۳۷، مسائل روزه ٦٥)

خون روکنے کے لئے منجن استعمال کرنا

دانتوں سے خون روکنے کے لئے منجن استعمال کرنا جائز ہے مگر مکروہ تنزیہی ہے۔ **وكره له ذوق شئ الظاهر أن الكراهة في هذه الأشياء تنزيهية.** (شامی زکریا ۳/۳۹۵، شامی بیروت ۳/۳۵۲، فتاوىٰ دارالعلوم ٦/٤٠٤)

روزہ کی حالت میں سر میں تیل لگانا

روزہ کی حالت میں سر میں تیل جذب کرنا بلا کراہت جائز ہے۔ **أو ادهن أو اكتحل أو احتجم وإن وجد طعمه في حلقه الخ لم يفطر.** (شامی زکریا ۳/۳٦٦، شامی بیروت

۳۲۷/۳، فتاویٰ دارالعلوم ٤٠٤/٦)

سر پر رومال بھگو کر رکھنا

روزہ کی حالت میں رومال بھگو کر سر پر رکھنا بلا کراہت جائز ہے۔ وکذا لا تکره حجامة وتلفف بثوب مبتل. (شامی زکریا ۳۹۹/۳، شامی بیروت ۳۵٦/۳، فتاویٰ دارالعلوم ٤٠٥/٦)

بیوی کو شہوت سے دیکھنے سے انزال

اگر شوہر نے بیوی پر شہوت سے نظر کی، یا اس کا خیال دل میں جمایا جس سے انزال ہوگیا تو روزہ فاسد نہ ہوگا۔ أو أنزل بنظر ولو إلی فرجها مراراً أو بفکر وإن طال. (در مختار زکریا ۳٦۷/۳)

○ صرف قضاء کے وجوب کی صورتیں:

اگر بتی کا دھواں ناک میں داخل کرنا

اگر کوئی شخص روزہ کی حالت میں اگر بتی کا دھواں (یا کوئی بھی بھاپ) ناک یا منہ میں داخل کرے تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔ لو أدخل حلقه الدخان أی بأی صورة کان الإدخال حتی لو تبخر بخور فآواه إلیٰ نفسه واشتمه ذاکراً لصومه أفطر لإمکان التحرز عنه. (شامی زکریا ۳٦٦/۳)

روزہ کی حالت میں بھپارہ یا انہیلر لینا

دوا یا پانی کی بھاپ کا بھپارہ لینے سے تو روزہ فاسد ہو جائے گا، یہی حکم دمہ میں تسکین کے آلہ ''انہیلر'' کا ہے۔ لو أدخل حلقه الدخان أی بأی صورة کان أفطر لإمکان التحرز منه. (شامی زکریا ۳٦٦/۳)

روزہ میں درد کی دوا استعمال کرنا

روزہ کی حالت میں درد کا کیپسول حلق میں ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔ وهذا یفید أنه إذا وجد بداً من تعاطی ما یدخل غباره فی حلقه أفسد لو فعل. (شامی زکریا ۳٦٦/۳)

جان بوجھ کر قے کرنا

اگر روزہ کی حالت میں قصداً قے کی تو منہ بھر کر قے ہونے کی صورت میں بالاتفاق روزہ ٹوٹ جائے گا، اور اگر منہ بھر کر نہ ہو تو امام محمدؒ کے نزدیک روزہ ٹوٹ جائے گا، جب کہ امام ابویوسفؒ کے نزدیک نہیں ٹوٹے گا۔ **وإن استقاء أي طلب القيء عامداً أي متذكراً لصومه وإن كان ملأ الفم فسد بالإجماع مطلقاً وإن أقل لا عند الثاني وهو الصحيح لكن ظاهراً الرواية كقول محمدؒ أنه يفسد كما في الفتح عن الكافي.** (درمختار زکریا ۳/۳۹۳)

نکسیر کا خون حلق میں چلا گیا

اگر روزہ دار کو نکسیر پھوٹی اور اس کا خون ناک سے حلق میں چلا گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

إذا دخل دم رعافه حلقه فسد صومه. (تاتارخانیہ ۲/ ۳۶۹)

منہ میں پان دبا کر سو جانا

منہ میں پان دبا کر سو گیا اور اسی حالت میں صبح ہوگئی تو روزہ نہیں ہوا، قضاء رکھے کفارہ واجب نہیں۔ **وإن أفطر خطأ كان تمضمض فسبقه الماء أو شرب نائماً قضىٰ فقط.** (شامی زکریا ۳/۳۷۴، شامی بیروت ۳/۳۳٤، بهشتی زیور ۳/۱۲)

کلی کرتے وقت حلق میں پانی چلا جانا

کلی کرتے وقت حلق میں پانی چلا گیا اور روزہ یاد تھا تو روزہ جاتا رہا، قضا واجب ہے کفارہ واجب نہیں۔ **وإن أفطر خطأ كان تمضمض فسبقه الماء أوشرب نائماً قضى فقط.**

(شامی زکریا۳/۳۷٤، شامی بیروت۳/۳۳٤)

کان میں تیل ڈالنا

ناک یا کان میں تیل ڈالنے اور حقنہ کرانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، مگر کفارہ واجب نہیں ہوتا۔ **ومن احتقن أواستعطّ أواقطر في أذنه أفطر ولا كفارة عليه.** (ہدایہ ۱/ ۲۲۰)

غلطی یا دھمکی کی وجہ سے روزہ توڑ دینا

اگر کوئی شخص غلطی سے روزہ توڑ دے یا دھمکی دے کر کسی کا روزہ فاسد کرایا جائے تو ایسی صورت میں صرف قضا لازم ہوگی کفارہ نہیں۔ ولو أكل مكرهاً أو مخطأً عليه القضاء دون الكفارة. (هنديه ۲۰۲/۱)

پتھر کی کنکری یا مٹی کھانا

پتھر کی کنکری یا بے فائدہ مٹی کھانے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے مگر صرف قضاء لازم ہوگی۔ ولو ابتلع حصاةً أونواةً أوحجراً أو مدراً أوقطناً أوحشيشاً أو كاغذة فعليه القضاء ولا كفارة. (هنديه ۲۰۲/۱)

کان یا ناک میں دوا ڈالنا

اگر کسی نے روزہ کی حالت میں کان یا ناک میں دوا ڈالی تو روزہ ٹوٹ جائے گا قضاء لازم ہوگی کفارہ نہیں۔ ومن احتقن أواستعط أواقطر في أذنه دهناً أفطر ولا كفارة عليه. (هنديه ۲۰۴/۱)

مسوڑھوں کا خون اندر چلا جانا

مسوڑھوں کا خون اندر چلے جانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور صرف قضا لازم ہوگی۔ أو خرج الدم من بين أسنانه ودخل حلقه يعني ولم يصل إلى جوفه أما إذا وصل فإن غلب الدم أوتساويا فسد. (شامی زکریا ۳۶۸/۳، بیروت ۳۲۸/۳، فتاویٰ دارالعلوم ۴۱۴/۶)

روزہ کی حالت میں حقہ یا بیڑی سگریٹ پینا

روزہ کی حالت میں حقہ یا بیڑی سگریٹ پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے قضا واجب ہے کفارہ نہیں۔ وبه علم حكم شرب الدخان ونظمه الشرنبلالي في شرحه على الوهبانية بقوله وشاربه في الصوم لاشك يفطر. (شامی زکریا ۳۶۶/۳، بیروت ۳۲۷/۳، فتاویٰ دارالعلوم ۶۱۵/۶)

بوس وکنار کی وجہ سے انزال ہو جانا

اگر بیوی سے بوس وکنار کی وجہ سے انزال ہو گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضا لازم ہوگی کفارہ نہیں۔ ولو قبلة فاحشة بأن یدغدغ أو یمص شفتیها أو لمس ولو بحائل لایمنع الحرارة فأنزل الخ، قضیٰ فی الصور کلها. (شامی زکریا ۳۷۹/۳، شامی بیروت ۳۲۸/۳-۳۲۹، فتاویٰ دارالعلوم ۴۱۷/۶)

احتلام کے بعد افطار کر لینا

احتلام سے روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن اگر کسی نے غلطی سے یہ سمجھ کر کہ احتلام کی وجہ سے روزہ جاتا رہا افطار کر لیا تو کفارہ نہیں صرف قضاء لازم ہے۔ أو أکل أو جامع ناسیاً أو احتلم أو أنزل ینظر أو ذرعه القیٔ فظن انه أفطر فأکل عمداً فلا کفارة للشبهة. (شامی زکریا ۳۷۵/۳، شامی بیروت ۳۳۵/۳، فتاویٰ دارالعلوم ۴۲۱/۶)

انتہائی مجبوری میں افطار کرنا

سخت بیماری کی وجہ سے اگر روزہ افطار کر لے تو اس پر صرف قضاء کرنی پڑے گی کفارہ نہیں۔ أو مریض خاف الزیادة لمرضه الخ بغلبة الظن بامارة أو تجربة أو بإخبار طبیب حاذق مسلم مستور. (شامی زکریا ۴۰۳/۳، شامی بیروت ۳۶۰/۳، فتاویٰ دارالعلوم ۴۲۲/۶)

قصداً روزہ توڑ دیا پھر بیمار ہو گیا

اگر کسی نے قصداً روزہ توڑ دیا پھر بیمار ہو گیا یا عورت کو حیض آ گیا تو قضاء لازم ہوگی کفارہ ساقط ہو جائے گا۔ ثم إنما یکفر إن نوی لیلا ولم یکن مکرهاً ولم یطرأ مسقط کمرض وحیض. (وفی الشامیة) أی بعد إفطاره عمداً مقیماً ناویاً لیلاً. (شامی زکریا ۳۹۰/۳، شامی بیروت ۳۴۸/۳، فتاویٰ دارالعلوم ۴۲۸/۶)

عورت کے ساتھ زبردستی جماع

رمضان کے روزہ میں اگر عورت کے ساتھ مرد زبردستی مجامعت کرے تو عورت پر صرف قضاء لازم ہے کفارہ نہیں۔ وإن كانت مكرهة فعليها القضاء دون الكفارة وكذا إذا كانت مكرهة في الابتداء ثم طاوعته بعد ذلك. (عالمگیری ۲۰۵/۱)

روزہ میں ''انیما'' لینا

پیٹ کی صفائی کے لئے پیچھے کے راستہ سے جو دوا چڑھائی جاتی ہے (جس کو 'انیما'' کہا جاتا ہے) اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ وإذا احتقن يفسد صومه. (تاتارخانيه ۳۶۵/۲)

عورت کی شرم گاہ میں دوا رکھنا

اگر کسی عورت کی شرم گاہ میں کوئی دوا ڈالی جائے تو فوراً اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا۔ لأن الاقطار في قبل المرأة يفسد الصوم بلا خلاف على الصحيح كذا في غاية البيان. (البحر الرائق زكريا ۴۸۸/۲)

ڈاکٹرنی کا عورت کی شرم گاہ میں ہاتھ ڈالنا

اگر کسی مرض کی تشخیص یا مدتِ وضع حمل کا اندازہ لگانے کے لئے لیڈی ڈاکٹر کسی عورت کی شرم گاہ میں ہاتھ ڈالے تو اس کی دو صورتیں ہیں: (۱) اگر وہ خشک ہاتھ ڈالے جس پر پانی یا دوا کا کچھ اثر نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ (۲) اور اگر تر ہاتھ ڈالا یا دوا وغیرہ لگا کر ہاتھ ڈالا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ ولو أدخل إصبعه في استه أو المرأة في فرجها لايفسد وهو المختار إلا إذا كانت مبتلة بالماء أو الدهن فحينئذ يفسد لوصول الماء أو الدهن. (عالمگیری ۲۰۴/۱)

○ قضاء کے ساتھ کفارہ کے وجوب کی صورتیں:

کفارہ کب واجب ہوتا ہے؟

روزہ یاد ہونے کی حالت میں اگر کوئی مکلف شخص رمضان میں جان بوجھ کر بلا کسی اشتباہ

کے کوئی دل پسند غذا یا نفع بخش دوا کھا پی کر یا جماع کر کے روزہ کو فاسد کر دے تو اس پر قضاء اور کفارہ دونوں لازم ہوتے ہیں۔ (دیکھئے عالمگیری ۲۰۵، ۲۰۶)

کفارہ کیا ہے؟

رمضان کا روزہ توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ غلام یا باندی آزاد کرے اگر یہ ممکن نہ ہو جیسا کہ آج کل کا دور ہے تو لگا تار دو مہینہ کے روزے رکھے درمیان میں ایک بھی ناغہ نہ ہو ورنہ پھر از سر نو رکھنے پڑیں گے، اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے۔ **والكفارة تحرير رقبة الخ فإن عجز عنه صام شهرين متتابعين ليس فيها يوم عيد ولا أيام التشريق فإن لم يستطع الصوم أطعم ستين مسكيناً يغديهم ويعشيهم غداء وعشاء مشبعين.** (نور الایضاح مع مراقی الفلاح ۳۶۶)

عورت کے لئے ایام حیض عذر ہیں

عورت پر اگر کفارہ لازم ہو جائے تو اس کے ماہواری ناپاکی کے ایام عذر سمجھے جائیں گے اور ان دنوں میں روزہ نہ رکھنے سے اس کے تسلسل پر کوئی فرق نہ پڑے گا مگر پاکی کے بعد فوراً روزے مسلسل رکھنے ہوں گے۔ **فإن أفطر ولو بعذر غير الحيض استانف ويلزمها الوصل بعد طهرها من الحيض حتى لو لم تتصل تستأنف.** (طحطاوی ۳۶۶)

جماع بلا انزال

جماع میں حشفہ چھپ جائے تو قضاء وکفارہ دونوں لازم ہیں خواہ انزال ہو یا نہ ہو۔ **وتوارت الحشفة في أحد السبيلين أنزل أولا، قضى وكفر.** (شامی زکریا ۳/۳۸۶، شامی بیروت ۳/۳۴۴)

دوسرے شخص کا تھوک نگل جانا

اگر کوئی دوسرے کا تھوک نگل لے تو روزہ فاسد ہو جائے گا قضاء لازم ہوگی کفارہ نہیں، اگر

اپنا تھوک ہاتھ میں لے کر نگل جائے تو روزہ فاسد ہوجائے گا کفارہ لازم نہ ہوگا لیکن اگر محبوب کا تھوک ہے تو کفارہ بھی لازم ہوگا۔ ولو بزاق حبیبه أو صدیقه وجبت کما ذکره الحلواني لأنه لایعافه. (شامی زکریا ۳۸۷/۳، شامی بیروت ۳۴۵/۳، فتاویٰ دارالعلوم ۴۳۳/۶)

روزہ میں عمداً کچا گوشت یا کچا چاول کھانا

روزہ کی حالت میں عمداً کچا گوشت اور کچا چاول کھانے سے بھی قضاء وکفارہ دونوں لازم ہوں گے۔ ولٰکن یشکل علی ذٰلک وجوب الکفارة بأکل اللحم النیئ ولو من میتة إلا إذا أنتن ودود فانی لم ار من ذکر فیه خلافاً مع أنه أشد عیافة من اللقمة المخرجة اللّٰهم إلا أن یقال: اللحم في ذاته مما یقصد به التغذی وصلاح البدن.

(شامی زکریا ۳۸۷/۳، شامی بیروت ۳۴۵/۳، فتاوی دارالعلوم ۴۴۱/۶)

○ مکروہاتِ روزہ:

روزہ میں تھوک جمع کرکے نگلنا

منہ میں تھوک جمع کرکے نگلنا روزہ کی حالت میں مکروہ ہے اگرچہ اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ ویکره للصائم أن یجمع ریقه فی فمه دم یبتلعه. (هندیه ۱۹۱/۱)

بلا عذر کسی چیز کا چکھنا یا چبانا

بلا عذر کسی چیز کے چکھنے اور چبانے سے روزہ میں کراہت آجاتی ہے۔ وکره ذوق شیئ وکذا مضغه. (شامی زکریا ۳۹۵/۳، شامی بیروت ۳۵۲/۳)

نوٹ: اس کی کراہت عدم عذر پر موقوف ہے لہٰذا اگر کوئی عذر ہو مثلاً کسی عورت کا شوہر بدمزاج ہے اور کھانا خراب ہونے پر اس کے غصہ ہونے کا اندیشہ ہے تو اسے کھانے کا نمک زبان پر رکھ کر چکھنے کی اجازت ہوگی اور ایسی صورت میں روزہ مکروہ نہ ہوگا اسی طرح اگر چھوٹے بچہ کو روٹی چبا کر کھلانے کی ضرورت ہو اور روزہ دار عورت کے علاوہ وہاں کوئی اس ضرورت کو پورا کرنے والا نہ ہو تو

وہ اسے چبا کر دے سکتی ہے لیکن یہ خیال رہے چکھنے یا چبانے میں کوئی حصہ حلق کے نیچے نہ اترے ورنہ روزہ جاتا رہے گا۔ وكذا مضغة بلاعذر قيد فيهما قاله العينى ككون زوجها أو سيدها سيئ الخلق فذاقت (وفى الشامية) ومن العذر فى الثانى أن لا تجد من يمضغ لصبيها من حائض أو نفساء أو غيرهما ممن لايصوم ولم تجد طبيخاً.

(شامی زکریا ۳/۳۹۵، شامی بیروت ۳/۳۵۲)

ٹوتھ پیسٹ یا کوئی منجن استعمال کرنا

روزہ کی حالت میں ٹوتھ پیسٹ استعمال کرنا کوئلہ یا کوئی منجن دانتوں میں ملنا یا عورت کا اس طرح ہونٹ پر سرخی لگانا کہ اس کے پیٹ میں چلے جانے کا اندیشہ ہو مکروہ ہے۔ وكره له ذوق شيء وكذا مضغه (وفى الشامية) الظاهر أن الكراهة فى هذه الأشياء تنزيهية.

(شامی زکریا ۳/۳۹۵، شامی بیروت ۳/۳۵۲، فتاوی دارالعلوم ۶/۴۰۴)

بیوی سے دل لگی کرنا

روزہ میں بیوی سے دل لگی کرنا بھی مکروہ ہے جب کہ جماع یا انزال کا خوف ہو۔ وكره قبلة ومس ومعانقة ومباشرة فاحشة إن لم يأمن المفسد وإن أمن لابأس به. (در مختار مع الشامی زکریا ۳/۳۹۶، شامی بیروت ۳/۳۵۳)

روزہ کی حالت میں کمزور کر دینے والے کام کرنا

ہر ایسا کام جس سے اس قدر ضعف کا اندیشہ ہو کہ روزہ توڑ دینا پڑ جائے گا مکروہ ہے۔ لايجوز أن يعمل عملاً يصل به إلى الضعف. (در مختار مع الشامی زکریا ۳/۴۰۰، شامی بیروت ۳/۳۵۷)

روزہ کی حالت میں گناہ کے کام کرنا

روزہ کی حالت میں ہر گناہ کا کام خواہ قولی ہو یا فعلی روزہ کو مکروہ بنا دیتا ہے۔ أن النبى ﷺ

قال من لم يدع قول الزور والعمل به فليس لله حاجة بأن يدع طعامهٗ وشرابهٗ.

(ترمذی ۱/۱۵۰)

کلی کرنے میں مبالغہ کرنا

ناک میں پانی چڑھانے اور کلی کرنے میں مبالغہ کرنے سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے۔ وتكره له المبالغة فى المضمضة والاستنشاق. (ہندیہ ۱/۱۹۹)

مشکوک وقت تک سحری کو مؤخر کرنا

سحری میں تاخیر مستحب ہے مگر اتنا تاخیر کرنا کہ وقت میں شک پیدا ہو جائے مکروہ ہے۔ ثم تاخير السحور مستحب كذا فى النهاية، ويكره تاخير السحور إلى وقت يقع فيه الشك وهكذا فى السراج الوهاج. (ہندیہ ۱/۲۰۰)

بیوی کا شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھنا

بیوی کے لئے شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھنا مکروہ ہے، البتہ اگر شوہر بیمار ہے یا وہ بھی روزہ سے ہے یا محرم ہے تو مکروہ نہیں۔ ويكره أن تصوم المرأة تطوعاً بغير إذن زوجها إلا أن يكون مريضاً أو صالحاً أو محرماً بحج أو عمرةٍ. (ہندیہ ۱/۲۰۱)

مستحباتِ روزہ

(۱) سورج ڈوبتے ہی نماز سے پہلے روزہ کھولنے میں جلدی کرنا۔ (۲) کھجور یا چھوارے سے افطار کرنا اس کے بعد پانی کا درجہ ہے۔ (۳) جس چیز سے روزہ افطار کیا جائے وہ طاق عدد میں ہو۔ (۴) افطار کے بعد دعاء ماثورہ کا پڑھنا مثلاً: اللّٰهم لك صمت وبك امنت وعليك توكلت وعلى رزقك أفطرت۔ (۵) کچھ نہ کچھ سحری کے وقت کھایا جائے خواہ تھوڑا سا ہی ہو یا ایک گھونٹ پانی ہو۔ (۶) اتنی تاخیر نہ ہو کہ صبح ہونے کا اندیشہ ہونے لگے۔ (۷) زبان کو بیہودہ گوئی سے باز رکھا جائے۔ اور ہر طرح کے حرام افعال مثلاً غیبت اور چغلی کرنے

سے بہر حال بچا جائے۔ (۸) رشتہ داروں، محتاجوں اور مسکینوں کو صدقات وخیرات سے نوازنا، حصولِ علم میں مشغول رہنا، تلاوت کرنا، درود شریف پڑھنا، ذکر الٰہی میں رات دن لگے رہنا اور اعتکاف کرنا۔ **ويستحب السحور وتاخيره وتعجيل الفطر لحديث ثلاث من أخلاق المرسلين تعجيل الإفطار وتاخير السحور والسواک الخ.** (شامی زکریا ۴۰۰/۳، شامی بیروت ۳۵۷/۳)

○ وہ اعذار جن کی وجہ سے روزہ توڑدینا جائز ہے:

جان کا خطرہ یا بیماری بہت بڑھ جانے کا اندیشہ ہو

اچانک ایسا بیمار پڑ جائے کہ اگر روزہ نہ توڑے گا تو جان خطرہ میں ہوجائے گی یا بیماری بڑھ جائے تو روزہ توڑ دینا بہتر ہے۔ **المريض إذا خاف على نفسه التلف أو ذهاب عضو يفطر بالإجماع وإن خاف زيادة العلة وامتداده فكذلک عندنا وعليه القضاء إذا أفطر.** (ہندیہ ۲۰۷/۱، بہشتی زیور ۱۷/۳)

حاملہ عورت اپنی جان یا بچہ کی جان کا اندیشہ کرے

حاملہ عورت کو کوئی ایسی بات پیش آگئی کہ جس سے اپنی جان کا یا بچہ کی جان کا خطرہ ہے تو روزہ توڑ دینا بہتر ہے۔ **والحامل والمرضع إذا خافتا على أنفسهما أو ولدهما أفطرتا وقضتا ولا كفارة عليهما.** (ہندیہ ۲۰۷/۱، بہشتی زیور ۱۷/۳)

پیاس سے بیتاب ہوجانا

کسی عمل کی وجہ سے بے حد پیاس لگ گئی اور اتنا بیتاب ہوگیا کہ اب جان کا خوف ہے تو روزہ توڑ دینا درست ہے لیکن اگر خود قصداً اس نے اتنا کام کیا جس کی وجہ سے ایسی حالت ہوگئی تو گنہگار ہوگا۔ **لايجوز أن يعمل عملا يصل به إلى الضعف.** (در مختار مع الشامی زکریا ۴۰۰/۳، شامی بیروت ۳۵۷/۳)

دودھ پلانے والی عورت جب بچہ کی جان کا اندیشہ کرے

اگر دودھ پلانے والی عورت کو اندیشہ ہو کہ روزہ رکھنے کی وجہ سے شیر خوار بچہ ہلاک ہو جائے گا یا عورت بوجہ ضعف کے ہلاک ہو جائے گی تو اس صورت میں رمضان میں روزہ افطار کرے اور بعد میں قضاء کرلے۔أو حامل أو مرضع خافت بغلبة الظن علی نفسها أو ولدها الخ الفطر الخ. (شامی زکریا ۴۰۳/۳، شامی بیروت ۳۵۹/۳، فتاوی دارالعلوم ۴۶۴/۶)

۶

نمازِ تراویح

رمضان المبارک کی ایک امتیازی عبادت "نماز تراویح" ہے، جو اپنی الگ شان رکھتی ہے۔ اس نماز کے ذریعہ رمضان المبارک میں مسجدوں کی رونق بڑھ جاتی ہے، اور عبادات کے شوق میں غیر معمولی اضافہ ہوجاتا ہے۔ صحیح احادیث شریفہ سے ثابت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے رمضان المبارک میں تین دن مسجدِ نبوی میں باجماعت نماز پڑھائی لیکن جب مجمع زیادہ بڑھنے لگا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے غیر معمولی ذوق وشوق کو دیکھ کر آپ ﷺ کو خطرہ ہوا کہ کہیں یہ نماز امت پر فرض نہ کردی جائے تو آپ ﷺ نے یہ سلسلہ موقوف فرمادیا۔ (بخاری شریف ۲۶۹/۱) لیکن ساتھ میں آپ ﷺ رمضان المبارک کی راتوں میں زیادہ سے زیادہ عبادات انجام دینے کی ترغیب دیتے رہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "جو شخص رمضان المبارک کی راتوں کو ایمان اور اخلاص کے ساتھ عبادت میں گذارے گا اس کے سب پچھلے گناہ معاف کردئے جائیں گے"۔ (بخاری شریف ۲۶۹/۱) آپ ﷺ کی اس ترغیب کی وجہ سے حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم رمضان المبارک میں کثرتِ عبادت کا اہتمام کرتے تھے۔ جو لوگ قرآنِ کریم کے حافظ تھے وہ خود نوافل میں قرآن پڑھتے اور جو حافظ نہ تھے وہ کسی حافظ کی اقتداء میں قرآنِ کریم سننے کی سعادت حاصل کرتے تھے۔ چناں چہ ثعلبہ ابن ابی مالک القرظیؒ (جو مدینہ منورہ کے رہنے والے تابعی عالم ہیں) مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رمضان المبارک کی رات میں پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا کہ مسجد کے ایک گوشہ میں کچھ لوگ جماعت سے نماز پڑھ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ تو کسی

نے جواب میں عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ وہ حضرات ہیں جن کو قرآنِ کریم حفظ نہیں ہے، تو حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ نماز میں قرآنِ کریم پڑھ رہے ہیں اور یہ لوگ ان کی اقتداء میں نماز ادا کر رہے ہیں، یہ سن کر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ انہوں نے بہت اچھا کیا اور آپ ﷺ نے ان کے بارے میں کوئی ناگواری کی بات ارشاد نہیں فرمائی۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی ۲/۶۹۷)

اس تفصیل سے اتنا یقیناً معلوم ہوگیا کہ دورِ نبوت میں رمضان کی وہ خصوصی نماز جسے بعد میں ''تراویح'' کا نام دیا گیا، یقیناً پڑھی جاتی رہی، اور حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم اس نماز سے بخوبی واقف تھے، اور تنہا تنہا اور کبھی جماعت سے اسے پڑھا کرتے تھے۔

پھر دورِ صدیقی اور دورِ فاروقی کے ابتدائی زمانہ تک یہ سلسلہ یونہی جاری رہا، اس کے بعد سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر کہ لوگ مسجد میں تنہا یا چھوٹی چھوٹی ٹولیاں بنا کر نماز تراویح پڑھتے ہیں، آپ نے مناسب سمجھا کہ تراویح کی باقاعدہ جماعت قائم کردی جائے (کیوں کہ جس خطرۂ وجوب کی وجہ سے جناب رسول اللہ ﷺ نے جماعت تراویح کا سلسلہ موقوف فرمادیا تھا اب آپ ﷺ کی وفات کے بعد یہ خطرہ باقی نہ رہا تھا) چناں چہ آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے سب سے بڑے قاری حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کو تراویح کا امام مقرر فرمایا، اور صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز تراویح پڑھنے لگے۔ (دیکھئے بخاری شریف ۱/۲۶۹) اب بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ اور حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے ۱۱/رکعات پڑھائیں (۸/رکعات تراویح اور ۳/وتر) (السنن الکبریٰ للبیہقی ۲/۶۹۸) لیکن اکثر روایات اور آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے ۲۰/رکعت تراویح کا پتہ چلتا ہے، چند روایات درج ذیل ہیں:

○ عبدالعزیز بن رفیعؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ رمضان المبارک میں مدینہ منورہ میں ۲۰/رکعات تراویح لوگوں کو پڑھاتے تھے اس کے بعد ۳/رکعت وتر کی پڑھایا کرتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۲/۱۶۵)

○ سائب بن یزیدؒ فرماتے ہیں کہ دورِ فاروقی میں حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم رمضان المبارک

میں ۲۰ رکعت با جماعت پڑھا کرتے تھے، نیز یہ بھی فرمایا کہ حضرت عثمان غنی ﷺ کے زمانہ میں لوگ سو سے اوپر آیتوں والی سورتیں تراویح میں پڑھتے تھے اور لمبے قیام کی وجہ سے اپنی لاٹھیوں پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے تھے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی ۲/۶۹۹)

○ یزید بن رومانؒ فرماتے ہیں کہ لوگ رمضان المبارک میں حضرت عمر بن الخطاب ﷺ کے زمانہ میں تیئس رکعت نماز تراویح پڑھتے تھے (۲۰ رکعت تراویح اور ۳ وتر) (السنن الکبریٰ للبیہقی ۲/۶۹۹)

○ ابوالخصیبؒ کہتے ہیں کہ حضرت سوید بن غفلہ ﷺ ہمیں رمضان میں ۵ ترویحوں سے بیس رکعت پڑھایا کرتے تھے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی ۲/۶۹۹)

○ ابوعبدالرحمٰن السلمیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے قراء حضرات کو بلایا پھر ان میں سے ایک صاحب کو منتخب کر کے حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھایا کریں، اور اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ ان لوگوں کو وتر کی نماز پڑھاتے تھے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی ۲/۶۹۹)

علاوہ ازیں حضرت عبداللہ ابن عباس ﷺ کی ایک روایت (جس کے ایک راوی پر کچھ کلام کیا گیا ہے) سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا رمضان المبارک میں ۲۰ رکعت الگ سے پڑھنے کا معمول تھا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۲/۱۶۶، السنن الکبریٰ للبیہقی ۲/۶۹۸)

انہیں روایات و آثار کی وجہ سے جمہور علماء امت اور حضراتِ ائمہ اربعہ (امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد ابن حنبلؒ) کا متفقہ موقف یہ ہے کہ تراویح کی رکعات ۲۰ سے کم نہیں ہیں، ۲۰ سے زیادہ کے تو اقوال ملتے ہیں (جیسا کہ امام مالکؒ کا قول ہے) لیکن ۲۰ کے عدد سے کم کا ائمہ اربعہ میں سے کوئی قائل نہیں ہے۔ اور تمام عالم میں شرقاً وغرباً صدیوں سے امت کا عمل یہی چلا آرہا ہے، حتیٰ کہ حرمین شریفین میں آج تک ۲۰ رکعات ہی پڑھی جاتی ہیں۔ اس لئے تراویح ۲۰ رکعت پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہئے، اور اس میں کسی مسلمان کو کسی قسم کی کوتاہی نہیں برتنی چاہئے۔

یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ تراویح کی رکعات کے بارے میں علماء کے ایک طبقہ کو ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک روایت سے اشتباہ ہو گیا ہے جس میں

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے رمضان اور غیر رمضان کی نوافل کو ۸/ر کے عدد میں منحصر کیا ہے۔ (بخاری شریف ۱/۱۵۴) اس روایت سے بہت سے لوگ یہ استدلال کرتے ہیں کہ تراویح کی رکعات بھی صرف ۸/ ہیں اس سے زیادہ نہیں، حالاں کہ اس روایت کا تعلق تراویح سے نہیں بلکہ تہجد سے ہے۔ اور تراویح کی رکعات پر اس روایت سے استدلال بالکل غیر معقول ہے، کیوں کہ (۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کا ''غیرِ رمضان'' کو شامل کر کے جواب دینا یہ بتا رہا ہے کہ سوال ایسی نماز سے متعلق ہے جو غیر رمضان میں بھی پڑھی جاتی ہے اور ایسی نماز تہجد تو ہوسکتی ہے تراویح نہیں ہوسکتی، کیوں کہ اسے غیر رمضان میں پڑھنے کا کوئی قائل نہیں۔ (۲) خود حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی روایت تہجد کی ۸/ر رکعت سے کم وبیش کے بارے میں بھی وارد ہے۔ (بخاری شریف ۱/۱۵۳) تو چوں کہ رکعتوں کی تعیین کے متعلق روایت میں اضطراب پایا جاتا ہے، لہٰذا استدلال تام نہیں۔ (۳) تیسرے یہ کہ اسی روایت میں ایک سلام سے تین رکعت وتر پڑھنے کا ذکر ہے اور جو طبقہ تراویح کی ۸/ر رکعات کا قائل ہے وہ اس روایت کے برخلاف ایک سلام سے وتر کی تین رکعات کا منکر ہے۔ اس لئے جب وتر میں یہ روایت ان کے نزدیک حجت نہیں تو تراویح کی رکعات میں حجت کیسے مانی جاسکتی ہے؟

تراویح میں ختم قرآن

تراویح میں قرآنِ کریم کم از کم ایک مرتبہ ختم کرنا سنت ہے۔ (درمختار مع الشامی ۲/۴۳۳) اللہ تبارک وتعالی پوری امت کی طرف سے سیدنا حضرت عمر بن الخطاب ﷜ کو بے حد جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے باجماعت تراویح اور قراءتِ قرآن کے اہتمام کا حکم دے کر قرآنِ کریم کی حفاظت کا ایک سبب مہیا فرمادیا۔

مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ رمضان المبارک کی پہلی شب میں مسجدِ نبوی سے گذرے تو وہاں قرآنِ کریم پڑھنے کی آواز آپ کو سنائی دی تو بے ساختہ ارشاد فرمایا: نور اللہ قبر عمر كما نور مساجد الله بالقرآن. (غنية الطالبين ٤٨٧) یعنی اللہ تعالی حضرت عمر﷜ کی

قبر کو نور سے بھر دے جیسا کہ انہوں نے اللہ کی مسجدوں کو قرآنِ کریم کی تلاوت سے منور کر دیا ہے، اور حضرت عمرؓ کے بارے میں اسی طرح کا جملہ سیدنا حضرت عثمانِ غنیؓ سے بھی منقول ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ اگر اس انداز پر تراویح میں قرآنِ کریم سننے سنانے کا رواج نہ ہوتا تو کتنے ہی حفاظ حفظ کرنے کے باوجود اپنے حفظ کو محفوظ نہ رکھ پاتے۔ تراویح میں سنانے یا سننے کی فکر کی وجہ سے سال میں کم از کم ایک مرتبہ اکثر حفاظِ کرام از سرِ نو یاد کرنے کا اہتمام کرتے ہیں۔

اس لئے تراویح میں ختم قرآن کا اہتمام کرنا چاہئے، لیکن ضروری ہے کہ پڑھنے والے اور سننے والے قرآنِ کریم کے آداب کا ضرور لحاظ رکھیں۔ افسوس ہے کہ آج کل اس بارے میں سخت کوتاہی برتی جاتی ہے، اور جلد از جلد ختم قرآن کے شوق میں شرعی ہدایات کو پسِ پشت ڈال دیا جاتا ہے، عام طور پر تین تین اور کہیں کہیں پانچ پانچ پارے تراویح میں پڑھنے کا رواج ہو چلا ہے، زیادہ سننا یا پڑھنا برا نہیں ہے لیکن شرط یہ ہے کہ اتنا تیز نہ پڑھا جائے کہ حروف کٹ جائیں یا غلطیاں رہ جائیں، ایسی جلد بازی قرآنِ کریم کے ساتھ سخت بے ادبی اور توہین ہے۔ بہتر ہے کہ روزانہ اتنی مقدار میں قرآنِ پاک سنا جائے کہ ستائیسویں یا انتیسویں شب میں ایک ختم ہو جائے۔ (شامی ۲/۴۳۳) تاکہ اس بہانے اخیر مہینہ تک تراویح کی پابندی اور ذوق و شوق برقرار رہے، اور رمضان کا آخری عشرہ سستی اور کاہلی کی نذر نہ ہو جائے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائیں، آمین۔

تراویح میں ختم قرآن پر لین دین درست نہیں

قرآنِ پاک کی تلاوت اور اس کا ختم مستقل عبادت ہے اس کے ذریعہ سے دنیا حاصل کرنا اور طے کر کے یا معروف طریقہ پر ختم قرآن پر اجرت لینا جائز نہیں ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ قرآن پڑھا کرو اور اس کو کھانے کمانے کا ذریعہ مت بناؤ اور نہ اس سے مال و دولت کی کثرت حاصل کرو اور نہ اس سے اعراض کرو اور نہ اس میں غلو سے کام لو۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۲/۱۷۱) حضرت واقدؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت زاذانؒ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جو شخص قرآنِ کریم کو کھانے کمانے کا ذریعہ بنائے گا وہ قیامت میں اس حالت میں آئے گا کہ اس کے چہرہ پر ہڈی ہی ہڈی ہوگی

گوشت نہ ہوگا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۲/۱۷۱)

اسی بنا پر حضراتِ صحابہ ؓ اور سلفِ صالحین نے تراویح میں قراءتِ قرآن پر اجرت قبول نہیں کی۔ ابو اسحٰق فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مغفل ؓ نے رمضان المبارک میں لوگوں کو تراویح پڑھائی، جب عید کا دن آیا تو ان کی خدمت میں عبید اللہ بن زیاد نے ایک جوڑا اور پانچ سو درہم پیش کئے، تو آپ نے انہیں لوٹا دیا اور فرمایا کہ ہم قرآنِ کریم پڑھنے پر کوئی اجرت نہیں لیا کرتے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۲/۱۷۰) اسی طرح کا واقعہ حضرت عمرو بن نعمان بن مقرن ؒ سے بھی منقول ہے کہ ان کی خدمت میں حضرت مصعب بن زبیر ؓ نے تراویح میں قرآن سنانے پر دو ہزار درہم پیش کئے لیکن موصوف نے صاف جواب دے دیا کہ ہم قرآن کو دنیا کمانے کے لئے نہیں پڑھتے۔ (حوالہ بالا ۲/۱۷۰)

ان روایات کی روشنی میں موجودہ دور کے اکابر اہلِ فتویٰ نے یہ فتویٰ جاری فرمایا ہے کہ تراویح میں ختم قرآن پر طے کر کے یا بلا طے کئے ہوئے لین دین شرعاً جائز نہیں ہے، تمام ہی معتبر فتاویٰ میں اس کی صراحت موجود ہے۔ (دیکھئے فتاویٰ رشیدیہ ۳۹۲، فتاویٰ مظاہر علوم ۱/۴۸، امداد الفتاویٰ ۱/۴۸۱، کفایۃ المفتی ۳/۲۶۵، فتاویٰ دار العلوم ۴/۲۴۶، جواہر الفقہ ۱/۳۸۲، فتاویٰ محمودیہ ۷/۱۷۱، احسن الفتاویٰ ۳/۵۱۴، رحیمیہ ۱/۳۴۹)

واضح رہے کہ تراویح میں قرآن کی سماعت پر بھی اجرت مقرر کرنا درست نہیں ہے۔ اس بارے میں حضرت تھانویؒ نے پہلے جواز کا فتویٰ دیا تھا، بعد میں رجوع فرمالیا، اور عدم جواز کا فتویٰ دیا، جو التذکیر والتہذیب میں ۲/۳۸۳ پر درج ہے۔ (بحوالہ ایضاح المسائل ۲۷)

بعض حضرات امامت اور تعلیم پر قیاس کرتے ہوئے تراویح میں ختم قرآن کی اجرت کے جواز کے قائل ہیں، لیکن ان حضرات کا یہ استدلال قیاس مع الفارق ہے کیوں کہ امامت و تعلیم ایسی ضرورتیں ہیں کہ جن کا نظم نہ ہونے سے نظام شریعت میں خلل آسکتا ہے، جب کہ تراویح میں ختم قرآن اس درجہ کی ضرورت نہیں ہے کہ یہ کہا جائے کہ اگر ختم قرآن نہ ہوا تو دین خطرہ میں آجائے گا لہٰذا ختم قرآن اور امامت و تعلیم کو ضرورت کے اعتبار سے ایک درجہ میں رکھنا خلاف معقول ہے۔ صحیح بات یہی ہے کہ ختم قرآن کا حکم محض تلاوتِ مجردہ جیسا ہے جس پر اجرت کے جواز کا کوئی قائل نہیں ہے۔

دوسری طرف یہ بھی حقیقت ہے کہ ختم تراویح پر لین دین کے رواج نے حفاظ کی حیثیت عرفیہ کو مجروح کر کے رکھ دیا ہے، جن جگہوں پر حفاظ کو اجرت دینے کا رواج ہے وہاں دینے والوں کی نظر میں ان کی کوئی قدر و قیمت نہیں رہتی، اور حفاظ کی بے وقعتی دراصل دین کی بے وقعتی ہے، اس لئے ضروری ہے کہ ہم تراویح میں لین دین کی وبا پر روک لگائیں اور اللہ تبارک وتعالی پر توکل کرتے ہوئے ناجائز ذرائع آمدنی کو چھوڑ کر حلال آمدنی حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالی ہمیں طمع وحرص سے محفوظ رکھے، آمین۔

○ تراویح کے بعض اہم مسائل :

تراویح کی شرعی حیثیت

رمضان المبارک میں عشاء کی نماز کے بعد تراویح کی بیس رکعات دس سلاموں سے پڑھنا مرد و عورت سب کے لئے سنتِ مؤکدہ ہے۔ **التراويح سنة مؤكدة لمواظبة الخلفاء الراشدين للرجال والنساء إجماعاً.** (در مختار ۲/۴۲۹، طحطاوی علی المراقی ۲۲۴)

تراویح کا وقت

تراویح کا وقت عشاء کے بعد سے صبح صادق تک ہے۔ بہتر ہے کہ وتر تراویح کے بعد پڑھی جائے لیکن اگر وتر کے بعد بھی تراویح پڑھیں تو بھی شرعاً درست ہے۔ **ووقتها بعد صلاة العشاء إلى الفجر قبل الوتر وبعده على الأصح.** (در مختار ۲/۴۳۰)

تراویح کی جماعت

تراویح کی مسجد میں باجماعت ادائیگی سنتِ کفایہ ہے اگر محلّہ کی مسجد میں تراویح کی جماعت نہ ہو تو سارے اہلِ محلّہ گنہ گار رہوں گے۔ **والجماعة فيها سنة على الكفاية في الأصح فلو تركها أهل مسجد أثموا.** (در مختار ۲/۴۳۱، عالمگیری ۱/۱۱۶)

تراویح کی نیت

نمازِ تراویح اور تمام سنن ونوافل اگر چہ مطلق نماز کی نیت سے درست ہوجاتی ہیں، لیکن بہتر اوراحوط یہ ہے کہ تراویح کا باقاعدہ دل میں ارادہ کرکے نماز شروع کی جائے۔ **وکفی مطلق نية الصلاة وإن لم يقل لله لنفل وسنة راتبة وتراويح على المعتمد إذ تعيينها بوقوعها وقت الشروع والتعيين أحوط.** (در مختار ۸٦/۲)

تراویح میں ختم قرآن

تراویح میں کم ازکم ایک مرتبہ ختم قرآن سنت ہے اس سے زائد مستحب ہے۔ **والختم مرةً سنةٌ ومرتين فضيلةٌ وثلاثة أفضل.** (در مختار ٤۳۳/۲،عالمگیری ۱۱۷/۱)

ایک مسجد میں تراویح کی دو جماعتیں

ایک مسجد میں بیک وقت (مثلاً پہلی اور دوسری منزل میں الگ الگ جماعت کرنا) یا پے درپے (یعنی ایک جماعت ہونے کے بعد دوسری جماعت قائم کرنا) تراویح کی جماعت کرنا مکروہ ہے۔ **ولو صلى التراويح مرتين في مسجد واحد يكره.** (خانیہ ۲۳٤/۱)

تراویح میں تنہا عورتوں کی جماعت

تراویح یا کسی بھی جماعت میں عورتوں کی تنہا جماعت مکروہ ہے لیکن اگر وہ جماعت کریں تو ان کی امامت کرنے والی عورت صف کے بیچ میں مقتدی عورتوں کے ساتھ ہی کھڑی ہو، آگے بڑھ کرنہ کھڑی ہو۔ **قال محمدؒ لايعجبنا أن تؤم المرأة فإن فعلت قام في وسط الصف مع النساء كما فعلت عائشةؓ وهو قول أبي حنيفةؒ.** (کتاب الآثار للامام محمدؒ ٦۰۳/۱، رمضان کے شرعی احکام ۲۷٤)

مرد امام کا عورتوں کو تراویح پڑھانا

اگر مرد تراویح کی امامت کرے اور اس کے پیچھے کچھ مرد ہوں اور بقیہ پردہ میں عورتیں

ہوں اور یہ امام عورتوں کی امامت کی نیت کرے تو یہ نماز شرعاً درست ہے اس میں کوئی قباحت نہیں، اور اگر امام تنہا ہو بقیہ سب عورتیں ہوں تو نیت امامت کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ مقتدی عورتوں میں اس امام کی کوئی محرم رشتہ دار یا بیوی بھی شامل ہو ورنہ تنہا تمام اجنبیات کی امامت کرنا مکروہ ہوگا۔ **ویکره حضورهن الجماعة مطلقاً على المذهب كما تكره إمامة الرجل لهن في بيت ليس معهن رجل غيره ولامحرم منه أو زوجته.** (شامی کراچی ۱/۵٦٦، شامی زکریا ۲/۳۰۷)

تراویح میں ایک سلام سے تین رکعتوں کا حکم

اگر تین رکعتیں پڑھیں مگر دوسری رکعت پر قعدہ کرلیا تو دو صحیح ہوگئیں اور تیسری باطل ہوگئی، تیسری رکعت میں جو حصہ قرآن پڑھا ہے اسے دہرائیں، اور اگر ایک سلام سے تین رکعتیں پڑھیں اور دوسری رکعت پر قعدہ نہیں کیا تو تینوں رکعتیں باطل ہوگئیں، ان میں پڑھا گیا قرآن دہرایا جائے گا۔ **لو صلى التطوع ثلاثاً ولم يقعد على الركعتين فالأصح أنه يفسد.** (شامی ۲/٤۲۱، امداد الفتاویٰ حاشیہ ٤۹۷ - ٤۹۸۔ محشی مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری)

تراویح میں ایک سلام سے چار رکعتیں پڑھنا

اگر ایک سلام سے چار رکعتیں پڑھیں، اور دوسری رکعت پر قعدہ کیا تو چاروں صحیح ہوگئیں۔

اگر ایک سلام سے چار رکعتیں پڑھیں اور قعدہ اولیٰ نہیں کیا تو صرف اخیر کی دو رکعتیں معتبر ہوں گی اور پہلی دو رکعتیں باطل ہوجائیں گی، لہٰذا ان دو رکعتوں میں جو قرآن پڑھا ہے اسے دہرایا جائے گا۔ **وإن صلى أربع ركعات بتسليمة واحدة والحال أنه لم يقعد على ركعين منها قدر التشهد تجزئ الأربعة عن تسليمة واحدة أى عن ركعتين عند أبي حنيفةؒ وأبي يوسفؒ وهو المختار، اختاره الفقيه أبو جعفر وأبو بكر محمد بن الفضل قال قاضي خان وهو الصحيح لأن القعدة على رأس الثانية فرض في**

التطوع فإذا تركها كان ينبغي أن تفسد صلاته أصلاً كما هو قول محمد وزفر وهو القياس، وإنما جاز على قول أبي حنيفة وأبي يوسف استحساناً فأخذنا بالقياس في فساد الشفع الأول وبالاستحسان في حق بقاء التحريمة، وإذا بقيت صح شروعه في الشفع الثاني وقد أتمه بالقعدة فجاز عن تسليمة واحدة وقال الفقيه أبو الليث تنوب عن تسليمتين والصحيح الأول ولو قعد على رأس الركعتين جازت عن تسليمتين بالاتفاق حلبی کبیر ۴۰۸ امداد الفتاویٰ حاشیہ ۴۹۷، ۴۹۸۔ محشی مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری) لكن صححوا في التراويح أنه لو صلاها كلها بقعدة واحدة وتسليمة أنها تجزئ عن ركعتين. (شامی ۴۲۱/۲)

تراویح میں ہر چار رکعت پر کچھ دیر بیٹھنا

تراویح کی بیس رکعات دس سلاموں سے پڑھی جائیں گی اور ان میں ہر ترویحہ (چار رکعت) اور وتر کے درمیان کچھ دیر توقف کرنا پسندیدہ ہے۔ يجلس ندباً بين كل أربعة بقدرها وكذا بين الخامسة والوتر. (در مختار ۴۳۳/۲)

ترویحہ میں کیا پڑھیں؟

ترویحہ کے لئے کوئی خاص عبادت متعین نہیں ہے، بلکہ اختیار ہے خواہ ذکر اذکار کریں، تلاوت کریں یا تنہا تنہا نفل پڑھیں۔ اور بعض فقہاء سے تین مرتبہ یہ دعا پڑھنا بھی منقول ہے، لہٰذا جس کا جی چاہئے اسے بھی پڑھ سکتا ہے: سبحان ذي الملك والملكوت سبحان ذي العزة والعظمة والقدرة والكبرياء والجبروت، سبحان الملك الحي الذي لاينام ولايموت، سبوح قدوس رب الملائكة والروح لاإله إلا الله نستغفر الله نسألك الجنة ونعوذ بك من النار. (شامی ۴۳۳/۲)

اگر کسی شخص کی تراویح کی بعض رکعات جماعت سے چھوٹ جائیں تو کیا کرے؟

اگر کسی شخص کی تراویح کی بعض رکعات جماعت سے چھوٹ جائیں تو وہ ترویحہ کے وقفہ میں رکعات پوری کر لے اگر پھر بھی رہ جائیں اور امام وتر پڑھانے کے لئے کھڑا ہو جائے تو امام کے ساتھ اولاً وتر ادا کرے اس کے بعد اپنی چھوٹی رکعات پڑھے۔ **فلو فاته بعضها وقام الإمام إلى الوتر أوتر معه ثم صلى ما فاته.** (در مختار ۴۳۱/۲)

جماعتِ عشاء کے تارکین تراویح باجماعت نہ پڑھیں

جس مسجد میں عشاء کی نماز باجماعت نہ پڑھی گئی ہو بلکہ سب نمازیوں نے تنہا تنہا نماز ادا کی ہو تو اب اگر وہ باجماعت تراویح پڑھنا چاہیں تو یہ ان کے لئے بہتر نہیں ہے۔ **ولو تركوا الجماعة فى الفرض لم يصلوا التراويح جماعة لأنها تبع.** (در مختار ۴۳۶/۲)

عشاء کی نماز تنہا پڑھنے والے شخص کی تراویح اور وتر کی جماعت میں شرکت

جس شخص نے عشاء کی نماز جماعت سے نہ پڑھی ہو وہ اپنی فرض نماز تنہا پڑھ کر تراویح اور وتر کی جماعت میں شریک ہو سکتا ہے، اس میں کوئی شرعی رکاوٹ نہیں ہے۔ **فصليه وحده يصليها معه.** (درمختار) **وفى الشامي: أما لو صليت بجماعة الفرض وكان رجل قد صلى الفرض وحده فله أن يصليها مع ذلك الإمام.** (شامی ۴۳۶/۲)

رمضان میں وتر باجماعت افضل ہے

رمضان المبارک میں تراویح کے ساتھ وتر کی نماز بھی باجماعت ادا کرنا افضل ہے۔ **وفيه**

أی رمضان یصلی الوتر وقیامه بها. (در مختار ۲/۴۳۷)

تراویح کی قضا نہیں ہے

اگر کسی شخص کی تراویح کی مکمل نماز کسی وجہ سے چھوٹ جائے اور اس کا وقت نکل جائے تو اب اس کی قضا کا حکم نہیں ہے، اگر پڑھے گا تو وہ محض نفل قرار پائے گی۔ ولا تقض إذا فاتت أصلاً ولا وحده فی الأصح فإن قضاها كانت نفلاً مستحباً وليس بتراويح.

(در مختار ۲/۴۳۱)

ایک جگہ مکمل تراویح پڑھ کر دوسرے امام کے پیچھے تراویح میں شریک ہونا

اگر کوئی شخص ایک جگہ تراویح پڑھ چکا ہو یا پڑھا چکا ہو پھر دوسری جگہ جا کر نفل کی نیت سے تراویح کی جماعت میں شامل ہو جائے تو اس میں شرعاً حرج نہیں ہے۔ ولو أم رجل فی التراويح ثم اقتدیٰ بآخر فی تراويح تلک الليلة أيضاً لايكره لهٗ ذٰلک كما لو صلی المكتوبة إماماً ثم اقتدیٰ فيهامتنفلاً بإمام آخر. (حلبی کبیر ۴۰۸)

تراویح میں نابالغ کی امامت

تراویح میں بھی نابالغ شخص کی امامت مفتی بہ قول کے مطابق جائز نہیں ہے۔ وذكر فی بعض كتب الفتاویٰ أنه لايجوز أن يؤم البالغين فی التراويح ايضاً وهو المختار الخ. (حلبی کبیر ۴۰۸)

تراویح میں دیکھ کر قرآنِ کریم پڑھنا

تراویح (یا کسی بھی نماز) میں قرآنِ کریم ہاتھ میں لے کر دیکھ کر پڑھنے سے نماز فاسد ہو جائے گی، اس لئے کہ یہ عمل کثیر ہے۔ وقرائته من مصحف مطلقاً. (شامی کراچی ۱/۶۲۳)

سجدۂ تلاوت کے بعد دوبارہ سورۂ فاتحہ پڑھنا

بعض مرتبہ تراویح کے دوران بے خیالی میں یہ صورت پیش آتی ہے کہ امام آیتِ سجدہ پڑھ کر جب سجدۂ تلاوت کر کے کھڑا ہوتا ہے تو سورۂ فاتحہ پڑھ کر آگے قراءت شروع کرتا ہے تو شرعاً اس سے نماز میں کوئی خرابی نہیں آتی۔ **قرا فی صلاة الجمعة سورة السجدة وسجد لها ثم قال وقرأ الفاتحة وقرأ "تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ" لاسهو عليه لأنه لم يقرأ الفاتحة مرتين على الولاء.** (شامی ۳۲/۲)

۷

شبِ قدر

اللہ تعالیٰ نے اس امت کو سرورِ عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی برکت سے جن انعامات سے سرفراز فرمایا ہے ان میں ایک عظیم ترین انعام ''شبِ قدر'' بھی ہے۔ اس ایک رات میں عبادت کا ثواب ایک ہزار مہینہ کی عبادت سے بڑھ کر ہے جس کی مقدار سالوں کے اعتبار سے ۸۳/سال ۴/مہینہ بیٹھتی ہے۔ تفسیر کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے ایک مرتبہ بنی اسرائیل کے ایک شخص کا تذکرہ کیا کہ وہ مسلسل ایک ہزار سال تک ہتھیار بند ہو کر جہاد فی سبیل اللہ میں مشغول رہا، جس کو سن کر حضرات صحابہ ؓ کو بڑا تعجب ہوا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ نبیٔ کریم ﷺ نے حضرت ایوب، حضرت زکریا، حضرت حزقیل اور حضرت یوشع بن نون علیہم السلام کا تذکرہ فرمایا کہ انہوں نے ۸۰/سال اس طرح اللہ تعالیٰ کی عبادت کی کہ پلک تک نہیں جھپکی، تو صحابہ ؓ بڑے متعجب ہوئے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ خود پیغمبر علیہ السلام کو اپنی امت کی مختصر عمروں کے اعتبار سے یہ احساس ہوا کہ یہ لوگ امم سابقہ کی لمبی عمر رکھنے والے عباد و زہاد کے درجہ تک نہیں پہنچ پائیں گے اس پر اللہ تعالیٰ نے امت کو ''شبِ قدر'' کا تحفہ عطا فرمایا۔ (تفسیر قرطبی ۱۰/۱۱۷، روح المعانی ۱۶/۳۴۵)

اب فرض کریں کسی کو دس سال شبِ قدر کی عبادت نصیب ہو جائے تو اسے ۸۳۳/برس چار ماہ کی عبادت کا ثواب مل جائے گا، اور ۲۰/سال شبِ قدر نصیب ہو تو ۱۶۶۶/برس آٹھ ماہ کا ثواب ملے گا اس سے آگے حساب لگالیں، اس اعتبار سے امتِ محمدیہ کے عبادت کے شوقین خوش

نصیب حضرات پہلی امتوں کے عبادت گذاروں سے سبقت لے جائیں گے۔ یہ اس قدر عظیم نعمت ہے کہ اس کا جس قدر بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ اللہ تعالیٰ امت کے ہر فرد کو اس سعادت سے مسلسل بہرہ ور فرماتا رہے، آمین۔

شبِ قدر میں قرآن کا نزول

شبِ قدر کی عظمت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے مقدس کلام کے نزول کے لئے اسی شب کو منتخب فرمایا، سورۂ قدر کی ابتداء اسی آیت سے کی گئی: إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ۔ (القدر ۱) بیشک ہم نے اسے شبِ قدر میں اتارا ہے۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ قرآنِ کریم کو لوحِ محفوظ سے بیت العزت (جو آسمان دنیا میں واقع ہے) تک شبِ قدر میں اتارا گیا، پھر وہاں سے حسبِ موقع ۲۳ر سال میں پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کے قلبِ اطہر پر بذریعۂ حضرت جبرئیل علیہ السلام اس کا نزول ہوا۔ (روح المعانی ۱۶ر۳۴۰، قرطبی ۱۰ر۱۱۵)

شبِ قدر کی وجہ تسمیہ

سوال پیدا ہوتا ہے کہ شبِ قدر کا نام شبِ قدر کیوں رکھا گیا تو اس کی دو وجوہات خاص طور پر قابلِ لحاظ ہیں:

(۱) قدر کے معنی مرتبہ اور عظمت کے آتے ہیں، تو چوں کہ یہ رات بابرکت اور پرعظمت ہے، اور قرآن مقدس جیسی پرعظمت کتاب اس میں نازل ہوئی ہے اسی طرح اس رات میں عبادت کرنے والا اللہ تعالیٰ کے نزدیک باعظمت ہو جاتا ہے اس لئے شبِ قدر کہا گیا۔

(۲) دوسری وجہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس رات میں آئندہ سال کے فیصلے اور منصوبے: مثلاً کہاں بارش ہوگی؟ کہاں سوکھا رہے گا؟ کن لوگوں کو روزی ملے گی؟ کون لوگ محروم رہیں گے؟ اسی طرح کون زندہ رہے گا اور کن کو موت آئے گی یہ سب تفصیلات (جو ازل سے اللہ کے علم میں ہیں) فرشتوں پر ظاہر کی جاتی ہیں، اس لئے اس شب کو شبِ قدر کہا جاتا ہے۔

اس وجہ پر اشکال ہوتا ہے کہ مشہور قول کے مطابق یہ تفصیلات تو پندرہویں شعبان کی رات یعنی شبِ براءت میں ظاہر کی جاتی ہیں پھر شبِ قدر میں انہیں فرشتوں کے حوالے کرنے کا کیا مطلب ہے؟ تو اس کا جواب دیتے ہوئے مفسر کبیر علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

الف: اللہ تعالیٰ کو تمام کلیات و جزئیات کا علم ازل سے حاصل ہے، وہ ہمیشہ سے علیم و خبیر ہے، ہمیشہ رہے گا اس کے علم پر اس مرحلہ میں کوئی مطلع نہیں ہوسکتا خواہ وہ فرشتہ ہو یا نبی۔

ب: پندرہویں شعبان کو اگلے سال کا پروگرام فرشتوں کے حوالے ہوتا ہے کہ اسے لوحِ محفوظ میں لکھ دیں۔

ج: اور شبِ قدر میں جو معاملہ جن فرشتوں سے متعلق ہوتا ہے ان کو اس کی تفصیلات فراہم کرائی جاتی ہیں، مثلاً روزی وغیرہ کے معاملات حضرت میکائیل علیہ السلام کے حوالے ہوتے ہیں، موت کے پروانے حضرت عزرائیل علیہ السلام کے حوالے ہوتے ہیں وغیرہ۔ (روح المعانی ۱۶/۳۴۴)

شبِ قدر کب تلاش کریں؟

شبِ قدر کے وقت کے بارے میں علماء کے بہت سے اقوال ہیں، لیکن اکثر علماء اس پر متفق ہیں کہ وہ رمضان المبارک کی آخری دس راتوں میں سے کوئی رات ہوتی ہے۔ اور ان دس راتوں میں سے بھی طاق راتوں (۲۱-۲۳-۲۵-۲۷-۲۹) میں شبِ قدر کی امید زیادہ ہے۔ اور ۲۷ویں شب میں سب سے زیادہ امید ہے، حتیٰ کہ بعض علماء نے تو اسی تاریخ کو گویا کہ متعین کر دیا ہے۔ (قرطبی ۱۰/۱۲۱) اس لئے رمضان کے آخری عشرہ میں بالخصوص گھٹنے ٹیک کر شبِ قدر کی تلاش میں لگ جانا چاہئے۔ اتنی عظیم فضیلت کے حاصل کرنے کے لئے دس راتیں عبادت میں گزار دینا کوئی مشکل نہیں ہے، بشرطیکہ دل میں جذبہ اور تڑپ ہو۔

سوال یہ ہے کہ شبِ قدر کو مخفی کیوں رکھا گیا، بہتر تھا کہ اسے حتمی طور پر متعین کر دیا جاتا تاکہ شائقین اپنی پوری توانائیاں اس رات کو وصول کرنے میں لگا دیتے؟ تو اس کا جواب دیتے ہوئے علماء نے فرمایا کہ:

الف: اگر ایک رات حتمی طور پر متعین ہوجاتی تو لوگ اسی رات میں عبادت پر بھروسہ کرکے بیٹھ جاتے، اور بقیہ راتوں میں ذوق وشوق سے عبادت نہ کرتے، مخفی رہنے کا کم از کم فائدہ یہ ہوا کہ شب قدر کی تلاش کے بہانہ سے دیگر راتوں میں عبادت کی توفیق بھی نصیب ہوجاتی ہے۔ (قرطبی ۱۰/۱۲۱)

ب: دوسری اہم بات یہ ہے کہ جس طرح اس رات میں عبادت کا ثواب بہت زیادہ ہے اسی طرح اس میں گناہ کا وبال بھی بہت بڑھا ہوا ہے، متعین ہونے کی صورت میں جو عادی مجرمین ہیں ان کا اس رات میں گناہوں سے نہ بچنا کھلے طور پر اللہ تعالیٰ کی بغاوت اور سرکشی قرار پاتا، اس لئے انجام کے اعتبار سے اسے مخفی رکھنا ہی حکمت کا تقاضا ہے۔ (فضائل رمضان)

شبِ قدر میں عبادت سے محرومی بڑا نقصان ہے

جس شخص کو زندگی میں شبِ قدر ملے اور وہ اس میں عبادت کی سعادت سے محروم رہ جائے اس سے بڑا کوئی محروم نہیں ہوسکتا، سیدنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رمضان کا مہینہ آیا تو پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ هٰذَا الشَّهْرَ قَدْ حَضَرَكُمْ وَفِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ مَنْ حُرِمَهَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَيْرَ كُلَّهُ وَلاَ يُحْرَمُ خَيْرَهَا إِلَّا كُلُّ مَحْرُوْمٍ

(ابن ماجہ ۱۱۹، مشکوٰۃ شریف ۱/۱۷۳)

"یہ عظیم مہینہ تم پر سایہ فگن ہوا ہے اس میں ایک ایسی رات ہے جو ایک ہزار مہینہ سے بہتر ہے جو اس میں عبادت سے محروم رہا وہ ساری خیر سے محروم رہا اور محروم کے علاوہ کوئی شخص اس خیر سے محروم نہیں ہوسکتا۔

اس لئے ہر مسلمان کو شبِ قدر میں عبادت کا اہتمام کرنا چاہئے اور اس میں قطعاً غفلت نہیں برتنی چاہئے ورنہ بڑی محرومی ہوگی۔

شبِ قدر کن اعمال میں گزاریں؟

حدیث میں آتا ہے کہ شبِ قدر کی فضیلت تو اسے بھی حاصل ہوجاتی ہے جو مغرب اور عشاء کی نمازیں باجماعت ادا کرے۔ (روح المعانی ۱۶/۳۵۴) لیکن یہ سب سے ادنی درجہ ہے۔ بہتر یہ

ہے کہ اس رات میں مختلف عبادتوں کو جمع کرے اور خوب جی لگا کر اور نہایت ذوق وشوق اور بشاشت سے عبادت میں مشغول رہے، تلاوتِ قرآنِ کریم اس طرح توجہ کے ساتھ کرے کہ جب آیات رحمت سے گذرے تو اللہ تعالیٰ سے رحمت کا امیدوار ہو، اور جب آیاتِ عذاب سے گذرے تو جہنم سے پناہ مانگنے کے لئے بے اختیار ہاتھ بارگاہِ ایزدی میں دراز ہو جائیں۔ اسی طرح نوافل کی کثرت کرے، موقع ملے تو کم از کم صلاۃ التسبیح پڑھ لے، نیز حمد وثنا، استغفار، درود شریف اور الحاح وزاری کے ساتھ دعا اور مناجات میں مشغول رہے۔ یہ پوری رات قبولیت کی رات ہے، اس رات میں آسمان سے ملائکہ کے پرے کے پرے اترتے ہیں اور عبادت کرنے والوں کو اپنے جھرمٹ میں لے لیتے ہیں۔ ملائکہ کی صحبت کی وجہ سے دل نرم ہو جاتے ہیں، خشوع وخضوع کی وہ کیفیت پیدا ہوتی ہے جو اس انداز میں اور اوقات میں پیدا نہیں ہوتی، اس لئے اس دن دنیا وآخرت کی ہر طرح کی بھلائیاں مانگنی چاہئیں، اور ہر طرح کی برائیوں اور شرور سے پناہ کی درخواست بارگاہِ رب العالمین میں لگانی چاہئے۔ ام المؤمنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے پیغمبر علیہ السلام سے عرض کیا کہ اگر مجھے شبِ قدر نصیب ہو جائے تو میں کیا کلمات ادا کروں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا! کہ یہ دعا کرو: **اللّٰھم إنک عفو تحب العفو فاعف عني.** (روح المعاني ١٦/٣٥٤) اے اللہ! آپ بہت معاف فرمانے والے ہیں اس لئے مجھے بخش دیجئے۔

یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ شبِ قدر کے لئے کوئی مستقل عبادت شریعت اور سنت سے ثابت نہیں ہے، بلکہ اس بارے میں امت کے افراد کو آزادی دی گئی ہے کہ وہ اپنی بشاشت کے اعتبار سے جس عبادت میں زیادہ جی لگے اس میں اپنا وقت صرف کریں جیسا کہ ابھی اوپر ذکر کیا گیا، اور شبِ قدر کے موقع پر بہت سے پمفلٹ اور اشتہار جو شائع ہوتے ہیں جن میں بعض اعمال اور نوافل کے خاص فضائل لکھے ہوتے ہیں وہ سب بے اصل ہیں ان کو ہرگز لازم نہ سمجھا جائے، اور ایک اشتہار خاص طور پر ''نماز قضائے عمری کے نام سے بعض علاقوں میں شائع کیا جاتا ہے، جس میں

بتایا جاتا ہے کہ ”جو شخص شبِ قدر میں ذکر کردہ خاص دعاؤں کے ساتھ ۱۲ نفل پڑھے گا اس کی گذشتہ ساٹھ سال کی فرض نمازیں معاف ہو جائیں گی“، تو یہ اشتہار قطعاً جھوٹ اور فراڈ ہے۔ نفل پڑھنے سے فرض نمازیں ہرگز معاف نہیں ہوسکتیں، ان کی قضا بہر حال ضروری ہے۔ اس لئے مسلمان ایسی بے اصل اور پرفریب باتوں پر قطعاً یقین نہ کریں بلکہ شبِ قدر میں ہر طرح کی بدعات و رسومات سے دور رہتے ہوئے اخلاص اور خشوع و خضوع کے ساتھ عبادات میں مشغول رہیں تا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمتِ بے کراں سے بہرہ ور ہو سکیں۔

شبِ قدر کو وصول کرنے کا سب سے یقینی ذریعہ

شبِ قدر کی عبادت کا ثواب حاصل کرنے کی تمنا ہر مسلمان کے دل میں ہونی چاہئے، اور کوشش کرنی چاہئے کہ شبِ قدر کا کوئی لمحہ بھی عبادت سے غفلت میں نہ گذرے، اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ”اعتکاف“ کی عبادت عطا فرمائی ہے کہ جو آدمی رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف کی سعادت حاصل کرلے وہ یقینی طور پر شبِ قدر سے محروم نہ رہے گا۔ شبِ قدر کے حصول کے لئے اعتکاف سے زیادہ حتمی اور یقینی ذریعہ کوئی نہیں ہے۔ اگر آپ معتکف نہیں ہیں تو کتنی ہی کوشش کرلیں پوری رات کا مکمل طور پر عبادت میں گذارنا نہایت مشکل ترین امر ہے، لیکن معتکف شخص اپنے اعتکاف کی بنا پر اگر سوتا بھی رہے گا تو وہ عند اللہ عبادت گذاروں میں شمار ہوگا اور اس کی رات کا کوئی بھی لمحہ ضائع نہ ہوگا۔ اسی لئے نبی اکرم ﷺ شبِ قدر کے حصول کے لئے اعتکاف کا اہتمام فرماتے تھے، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ:

إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْأَوَّلَ مِنْ رَمَضَانَ ثُمَّ اعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ فِيْ قُبَّةٍ تُرْكِيَّةٍ عَلٰى سُدَّتِهَا حَصِيْرٌ قَالَ فَأَخَذَ الْحَصِيْرَ بِيَدِهٖ فَنَحَّاهَا فِيْ نَاحِيَةِ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے رمضان کے پہلے عشرہ کا اعتکاف فرمایا پھر درمیانی عشرہ میں آپ ایک ترکی خیمہ میں (مسجد کے اندر) معتکف رہے جس کی چھت پر چٹائی ڈالی گئی تھی، چناں چہ آپ ﷺ

الْقُبَّةِ ثُمَّ أَطْلَعَ رَأْسَهُ فَكَلَّمَ النَّاسَ فَدَنَوْا مِنْهُ فَقَالَ إِنِّيْ اعْتَكَفْتُ الْعَشْرَ الْأَوَّلَ أَلْتَمِسُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ اعْتَكَفْتُ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ ثُمَّ أُتِيْتُ فَقِيْلَ لِيْ أَنَّهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَعْتَكِفَ فَلْيَعْتَكِفْ فَاعْتَكَفَ النَّاسُ مَعَهُ قَالَ وَإِنِّيْ أُرِيْتُهَا لَيْلَةَ وِتْرٍ وَإِنِّيْ أَسْجُدُ صَبِيْحَتَهَا فِيْ طِيْنٍ وَمَاءٍ فَأَصْبَحَ مِنْ لَيْلَةِ إِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ وَقَدْ قَامَ إِلَى الصُّبْحِ فَمَطَرَتِ السَّمَاءُ فَوَكَفَ الْمَسْجِدَ فَأَبْصَرْتُ الطِّيْنَ وَالْمَاءَ فَخَرَجَ حِيْنَ فَرَغَ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَجَبِيْنُهُ وَرَوْثَةُ أَنْفِهِ فِيْهِمَا الطِّيْنُ وَالْمَاءُ وَإِذَا هِيَ لَيْلَةُ إِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ۔ (مسلم شريف ۱/۳۷۰، بخاری شريف ۱/۲۷۱، المنتقیٰ ۱۴۷)

نے اپنے دست مبارک سے چٹائی ہٹا کر ایک طرف فرمائی اور لوگوں سے خطاب کرنا شروع کیا لوگ قریب ہوگئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے شبِ قدر کی تلاش میں پہلے عشرہ اولیٰ کا اعتکاف کیا، پھر دوسرے عشرہ کا اعتکاف کیا، پھر مجھے بتایا گیا کہ وہ مبارک رات آخری عشرہ میں ہے، لہٰذا جو تم میں سے اعتکاف کرنا چاہے وہ اعتکاف کرے پس لوگوں نے آپ ﷺ کے ساتھ اعتکاف کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا مجھے وہ شب اس حال میں دکھائی گئی ہے کہ اس کی صبح کو میں پانی اور مٹی میں سجدہ کررہا ہوں، چناں چہ ۲۱ر تاریخ کی صبح کی نماز میں بارش ہوئی مسجد (کچی تھی) جل تھل ہوگئی، تو جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ کی پیشانی مبارک اور ناک مٹی اور پانی سے آلودہ تھی یہ اکیسویں شب کا قصہ ہے۔

اس لئے جو حضرات شبِ قدر کے شوقین ہیں انہیں اعتکاف کا اہتمام ضرور کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس مبارک و منور عبادت کی توفیق ارزانی فرمائیں، آمین۔

○❖○

اعتکاف

دنیوی کاروبار، معاشی الجھنوں اور ذاتی مصروفیات میں الجھ کر انسان اپنے مقصدِ تخلیق سے غافل ہوجاتا ہے، شیطانی اثرات اس کے دل و دماغ پر اس طرح چھا جاتے ہیں کہ اسے کچھ اور سوچنے اور غور کرنے کی سدھ ہی نہیں رہتی، رفتہ رفتہ یہ غفلت اتنی بڑھتی ہے کہ نماز کے لئے مسجد میں کچھ دیر کے لئے جانے اور روزہ زکاۃ وغیرہ عبادتوں کی انجام دہی سے بھی وہ ختم نہیں ہو پاتی، نماز دنیوی خیالات میں گذرتی ہے، اور روزہ لایعنی فضول باتوں کی نذر ہوجاتا ہے۔ یہ صورتِ حال زندہ دلانِ امت کے لئے سوہانِ روح اور عاشقانِ توحید کے لئے درد و کرب کا سامان بن جاتی ہے۔ مالک الملک کا شاہانہ جاہ وجلال جہاں اس کے دربار میں آپڑے رہنے سے مانع ہوتا ہے وہیں ارحم الراحمین کی رحمتِ بیکراں فکرمندوں کے لئے امید کے دیے جلاتی ہے، اور بیم ورجاء کے عالم میں غفلت کی وادیوں میں چکر لگانے والا انسان اپنے حقیقی آقا کے دربار میں زبانِ حال سے یہ کہتے ہوئے فروکش ہوجاتا ہے:

پھر جی میں ہے کہ در پر اسی کے پڑا رہوں سر زیرِ بارِ منت درباں کئے ہوئے

اسی جذبہ، اسی عشق، اسی امید اور منت شناسی کا نام اعتکاف ہے۔

اعتکاف اگرچہ شرعی اعتبار سے سنتِ کفایہ ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ عبادت ہر شخص پر لازم نہیں بلکہ محلہ اور بستی میں ایک آدمی بھی اگر اس عبادت کو انجام دے دے تو دیگر لوگ ترکِ سنت کے وبال سے محفوظ ہوجاتے ہیں مگر اس شرعی حیثیت سے اعتکاف کی افادیت اور عظمت پر کوئی فرق

نہیں پڑتا، یہ تو اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ اس نے اسے فرض اور واجب قرار نہیں دیا ورنہ ہمارے لئے بڑی تنگی پیش آ جاتی۔ ہماری سہولت اور ضروریات کا خیال رکھتے ہوئے یہ عبادت سنتِ کفایہ قرار دی گئی ہے تا کہ قربِ خداوندی کے متلاشی لوگ بغیر کسی مشقت اور تنگی کے اس عبادت سے بہرہ ور ہوسکیں۔

واقعہ یہ ہے کہ رمضان المبارک کے متبرک و مسعود اوقات کی قدر اعتکاف کے بغیر کامل طور پر نہیں ہوسکتی۔ آدمی کتنا ہی شوقین ہو کسی کام میں مستقل مشغول رہنے کے باعث طبیعت میں فطری اکتاہٹ پیدا ہو ہی جاتی ہے۔ اور عبادت کا تسلسل موقوف ہو جاتا ہے لیکن اعتکاف ایسی عبادت ہے کہ معتکف اگر مسجد میں خالی بھی بیٹھا رہے پھر بھی عبادت گذاروں میں شمار ہوتا ہے اور معتکف کا کوئی لمحہ ضائع نہیں ہوتا اور مسجد میں بیٹھے بٹھائے اسے بے شمار اعمالِ صالحہ کا ثواب ملتا رہتا ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ معتکف گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اور اسے (ان) تمام نیکیوں کا (جنہیں وہ اعتکاف کے سبب انجام نہیں دے سکتا) اتنا ہی بدلہ عطا کیا جاتا ہے جتنا نیکیاں کرنے والے کو ملتا ہے۔ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِي الْمُعْتَكِفِ هُوَ يَعْتَكِفُ الذُّنُوْبَ وَ يُجْزىٰ لَه' مِنَ الْحَسَنَاتِ كَعَامِلِ الْحَسَنَاتِ كُلِّهَا. (مشکوٰۃ شریف ۱۸۳/۱)

ایک دوسری روایت میں آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص اللہ رب العزت کی خوشنودی کی تلاش میں ایک دن کا اعتکاف کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان تین ایسی بڑی خندقیں حائل فرما دیتے ہیں جو دنیا جہان سے بھی بڑی اور وسیع ہیں۔ وَمَنِ اعْتَكَفَ يَوْماً اِبْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ جَعَلَ اللّٰهُ بَيْنَه' وَبَيْنَ النَّارِ ثَلٰثَ خَنَادِقَ اَبْعَدَ مَابَيْنَ الْخَافِقَيْنِ.

(الترغیب و الترهیب ۹٦/۲)

اور رمضان کے آخری عشرہ کے اعتکاف کے سلسلہ میں روایات شاہد ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے حکم ملنے کے بعد کبھی اس کا ناغہ نہیں فرمایا اور ایک روایت میں آتا ہے کہ جس شخص نے رمضان المبارک کے دس دنوں کا اعتکاف کیا اس کو دو حج اور دو عمرہ کا ثواب عطا کیا جائے گا۔ مَنِ اعْتَكَفَ

عَشْراً فِيْ رَمَضَانَ كَانَ كَحَجَّتَيْنِ وَ عُمْرَتَيْنِ .(الترغیب و الترھیب ۹٦/۲)

دیکھئے! کتنی معمولی قربانی پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے کس قدر عظیم نعمتوں کا وعدہ کیا جارہا ہے۔ آج کسی شخص کو اگر کسی لیڈر اور حکمراں کی کوٹھی پر چند دن رہنے کی اجازت مل جائے تو وہ اسے بہت ہی فخر کی چیز سمجھتا ہے اور جگہ جگہ اس کو عظیم عزت افزائی جان کر اِتراتا پھرتا ہے۔ تو اگر دنیا کے ان حکام کے دربار کی حاضری اور وہاں قیام موجبِ عزت ہے تو کیا مالک الملک شہنشاہِ عالم کے در پر جا کے پڑے رہنا باعثِ عزت اور قابلِ فخر نہیں؟ پھر یہ دیکھیں کہ اس چند روزہ ماحول میں رہ کر ہماری طبعیت میں کتنی بشاشت اور روحانی فرحت پیدا ہوتی ہے اور کس طرح ایمان کی زیادتی محسوس طور پر معلوم ہوتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اعتکاف سے ماہِ مبارک کا لطف دوبالا ہو جاتا ہے۔ اور اس کے ذریعہ شبِ قدر میں عبادت کی سعادت یقینی طور پر حاصل ہو جاتی ہے۔

ان سب فوائد کے باوجود غور کرنے کی بات یہ ہے کہ آج ہمارا عام معاشرہ اس عبادت سے محروم ہوتا جارہا ہے۔ رمضان المبارک میں جماعت کی نمازوں اور تراویح وغیرہ کا تو ماشاء اللہ کچھ اہتمام ہو بھی جاتا ہے، لیکن سنت اعتکاف کی ادائیگی کی طرف رجحان بہت کم دکھائی دیتا ہے۔ اور اس کی وجہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ ہم عید کی تیاریوں میں اتنا وقت لگانا چاہتے ہیں کہ کوئی ارمان باقی نہ رہ جائے۔ اور یہ سمجھتے ہیں کہ اعتکاف کی وجہ سے سارے ارمان پورے نہ ہو سکیں گے۔ تجارت پیشہ لوگ تو اعتکاف کا خیال بھی دل میں نہیں لاتے اس لئے کہ یہی ان کی سال بھر کی کمائی کا وقت ہے۔ تو دنیا کی کمائی سے محرومی کا اتنا خیال ہے مگر اس رمضان کے سیزن میں رحمتِ خداوندی کے حصول میں جو کمی رہ جاتی ہے اس کا کوئی احساس نہیں؟ ہمارا مقصد یہ نہیں ہے کہ سب لوگ ایک ساتھ اعتکاف کرلیں بلکہ مقصود یہ ہے کہ ہر گھرانہ والے اس طرح کا نظام بنائیں کہ ان کے گھر کا ایک فرد اعتکاف کیا کرے اگر تین بھائی ہیں تو ایک اعتکاف کرے اور بقیہ بھائی اس کی خبر گیری کریں۔ اگر دوکان پر کئی لوگ بیٹھنے والے ہیں تو ایک آدمی کو ہر سال اعتکاف کے لئے متعین کردیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس طریقہ سے اس عبادت کی قدر پیدا ہوگی اور اس کے اثرات پورے

گھرانے میں محسوس کئے جائیں گے۔ خاص کر نوجوانوں کو اس عبادت کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت ہے۔ اعتکاف ان کے لئے ماہِ مبارک میں بے شمار گناہوں سے محفوظ رہنے کا ذریعہ بنے گا۔ اور ان کو دینی تربیت کا موقع میسر آئے گا۔ عشرۂ اخیرہ سے پہلے مساجد میں اعتکاف کے لئے باقاعدہ تشکیل ہونی چاہئے تاکہ اس عظیم عبادت کی طرف عمومی رجحان ہو اور مسجدیں اعتکاف کرنے والوں سے معمور ہو جائیں۔ اللہ رب العزت ہمیں خصوصی توفیق مرحمت فرمائے، آمین۔

○ اعتکاف کے چند ضروری مسائل :

مسنون اعتکاف

رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں مسجد جماعت میں اعتکاف کرنا سنت کفایہ ہے۔ **وسنة كفاية مؤكدة في العشر الأخير من رمضان الخ.** (مراقی الفلاح علی الطحطاوی ۳۸۲)

ہر آبادی میں اعتکاف

ہر آبادی میں کسی شخص کا اعتکاف کرنا سنتِ مؤکدہ علی الکفایہ ہے اگر آبادی کی کسی بھی مسجد میں ایک شخص بھی اعتکاف کرلے گا تو ساری بستی والوں کی طرف سے سنت کی ادائیگی ہو جائے گی، لیکن بہتر یہ ہے کہ ہر مسجد میں اعتکاف کا اہتمام کیا جائے، کیوں کہ بعض علماء نے ہر محلہ والوں کے لئے اعتکاف کو سنت قرار دیا ہے۔ (دیکھئے احسن الفتاوی ۴/۴۹۸) **وقيل سنة على الكفاية حتى لو ترك أهل بلدة بأمرهم يلحقهم الاسائة وإلا فلا كالتاذين.** (مجمع الأنهر ۱/۲۵۵)

عورت کا اعتکاف

عورت اگر اعتکاف کرنا چاہے تو وہ اپنے گھر کے کسی کمرہ کو جائے اعتکاف بنا سکتی ہے، وہ کمرہ اس کے لئے مسجد کا حکم رکھے گا، یعنی اس کمرے سے بلا ضرورت باہر آنا مفسد اعتکاف ہوگا۔ **والمرأة تعتكف في مسجد بيتها وإذا اعتكف في مسجد بيتها فتلك البقعة في حقها كمسجد الجماعة في حق الرجل لا تخرج منه إلا لحاجة الإنسان.** (عالمگیری ۱/۲۱۱)

حیض ونفاس مفسد اعتکاف ہے

اگر عورت اعتکاف میں بیٹھی ہوئی تھی کہ اسے حیض یا نفاس شروع ہوگیا تو اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ والحائض والنفساء لیسا بأهل للصلاة أی فلا یصح اعتکافهما. (شامی ۴۳۰/۳)

طبعی ضرورت کے لئے معتکف کا مسجد سے باہر نکلنا

طبعی ضرورت مثلاً پیشاب، پاخانہ، ازالۂ نجاست، غسل جنابت اور واجب وضو کے لئے اعتکاف کی حالت میں مسجد سے باہر جانا درست ہے۔ وحرم علیه الخروج إلا لحاجة الإنسان طبعیة کبول وغائط وغسل لو احتلم ولا یمکنه الاغتسال من المسجد الخ. (در مختار کوئٹہ ۱۴۳/۲)

معتکف کا نمازِ جمعہ کے لئے دوسری مسجد میں جانا

شرعی ضرورت مثلاً جمعہ کی نماز پڑھنے کے لئے مسجد سے باہر جانا جب کہ معتکف کی مسجد میں جمعہ نہ ہوتا ہو، اعتکاف کے لئے مفسد نہیں ہے۔ ولا یخرج منه إلا لحاجة شرعیة کالجمعة والعیدین الخ. (مراقی الفلاح ۳۸۳)

اضطراری حالات میں مسجد سے باہر نکلنا

اضطرار یعنی مسجد میں آگ لگ جانے یا منہدم ہوجانے کی وجہ سے بھی مسجد سے باہر نکلنا مفسدِ اعتکاف نہیں ہے، ایسی صورت میں دوسری مسجد کی طرف منتقل ہوجائے۔ أو حاجة ضروریة کانهدام المسجد الخ، وإخراج ظالم کرها الخ، فیدخل مسجداً غیره من ساعته. (مراقی الفلاح ۳۸۳)

بلا عذر مسجد سے نکلنے سے اعتکاف ٹوٹ جائے گا

بلا عذر مسجد سے باہر نکلنے، جماع کرنے، بیوی سے دل لگی کرنے کے دوران انزال ہوجانے

اور جان بوجھ کر روزہ توڑ دینے، مرتد یا پاگل ہوجانے، مسلسل بیہوش رہ جانے سے اعتکاف فاسد ہوجاتا ہے۔ **فلو خرج بلا عذر فسد.** (التنویر مع الدرر ۱۴۵/۲) **وحرم الوطی ودواعیه.** (نور الایضاح ۳۸۴) **وبطل بإنزال بقبلة أو لمس.** (در مختار مع الشامی کوئٹہ ۱۴۵/۲) **ومنها الإغماء والجنون.** (عالمگیری ۲۱۳/۱)

اعتکاف کومکروہ بنانے والی باتیں

خاموشی کو عبادت سمجھ کر مستقل خاموش رہنا، فضول لایعنی بکواس کرنا اور خرید وفروخت کا سامان مسجد میں لانا اعتکاف کومکروہ بنادیتا ہے۔ **وكره الصمت إن اعتقده قربة منهي عنه.** (مراقی الفلاح ۳۸۴) **وفي الدر المختار وكره الخ إحضار المبيع فيه.** (در مختار ۱۴۶/۲)

ضرورت کے وقت کھانا کھانے کے لئے معتکف کا گھر جانا

اگر معتکف کے گھر سے یا کسی اور جگہ سے کھانا وغیرہ آنے کا نظم نہیں ہے تو وہ حسبِ ضرورت غروب کے بعد کھانا کھانے کے لئے اپنے گھر جاسکتا ہے اس لئے کہ یہ بھی طبعی ضرورت میں داخل ہے۔ **قال في البحر ينبغي حمله على ما إذا لم يجد من ياتي لهٗ فحينئذ يكون من الحوائج الضرورية.** (طحطاوی علی المراقی ۳۸۴)

تجدید وضو کے لئے مسجد سے باہر جانا

اگر معتکف پہلے سے باوضو ہے تو وضو علی الوضو کے لئے اس کا مسجد سے باہر جانا درست نہیں ہے اگر باہر گیا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ (مستفاد فتاویٰ رحیمیہ ۲۰۱/۵)

کیا معتکف بیڑی پینے کے لئے باہر جاسکتا ہے؟

بیڑی وغیرہ پینے کا عادی شخص استنجاء وغیرہ کے لئے مسجد سے باہر نکلتے وقت اس ضرورت کو پورا کرلے خاص اس ضرورت سے مسجد سے باہر نہ جائے الا یہ کہ اضطراری حالت ہو۔ (فتاویٰ رشیدیہ ۴۶۱، فتاویٰ رحیمیہ ۲۰۲/۵)

نفلی اعتکاف

نفلی اعتکاف کے لئے وہ شرائط نہیں ہیں جو مسنون اور واجب (نذر) اعتکاف کے لئے ہیں لہٰذا نفلی اعتکاف تھوڑی دیر کے لئے بھی ہوسکتا ہے، پھر جب بھی ضرورت یا بلا ضرورت مسجد سے باہر نکلے گا تو نفلی اعتکاف کا تسلسل ختم ہوجائے گا۔ علماء نے لکھا ہے کہ جو شخص بھی مسجد میں کسی عبادت کے ارادہ سے داخل ہو اسے یہ نیت کرلینی چاہئے کہ میں جب تک مسجد میں رہوں گا معتکف رہوں گا، اس صورت میں اس کا مسجد میں جب تک بھی قیام ہوگا وہ نفلی معتکف شمار ہوگا۔ **أما النفل فله الخروج لأنه منهٍ لامبطل.** (در مختار ۴۳۴/۳) **وأقله نفلاً ساعةً فلو شرع فی نفله ثم قطعه لایلزمه قضاء ہ.** (تنویر الابصار ۴۳۳/۳) **فینبغی لکل جالس فی المسجد لانتظار الصلاۃ أو لشغل اٰخر من اٰخرۃ أو دنیا أن ینوی الاعتکاف فإذا خرج ثم دخل یجدد النیة اھ وهو قول الإمام محمد من أصحابنا فی اعتکاف النفل فینبغی إذا دخل المسجد أن یقول نویت الاعتکاف ما دمت فی المسجد.** (مرقاۃ المفاتیح ۳۲۵/٤)

اجتماعی اعتکاف

عام حالات میں ایسی مسجد میں اعتکاف کرنا افضل ہے جہاں جمعہ کی نماز ہوتی ہوتا کہ جمعہ پڑھنے کے لئے مسجد سے باہر نہ جانا پڑے، اور یہ مسجد محلّہ اور اپنے شہر میں ہوتو بہتر ہے لیکن اگر کسی مصلحت سے دوسرے محلّہ کی مسجد میں یا کسی دوسرے شہر میں جاکر اعتکاف کیا جائے تو اس میں بھی شرعاً حرج نہیں ہے۔ جیسا کہ آج کل مشائخ اپنے متعلقین اور متوسلین کے ساتھ اعتکاف کرتے ہیں تو اس میں اعتکاف کے ساتھ ساتھ ان کی تربیت بھی مقصود ہوتی ہے اور یہ اجتماعی اعتکاف تربیت گاہ کی صورت اختیار کرلیتا ہے بشرطیکہ یہ عمل محض رسمی نہ ہو بلکہ دینی فائدہ کو پیش نظر رکھ کر کیا جائے جیسا کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ السلام نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ مسجد نبوی میں اجتماعی اعتکاف فرمایا تھا۔

(مستفاد بخاری شریف ۲۷۱/۱، مسلم شریف ۳۷۱/۱، ملفوظات فقیہ الامت ۴۶/۳، مسائل اعتکاف ۵۶)

○❖○

۹

صدقۃ الفطر! فضائل ومسائل

روزہ دار کتنا ہی اہتمام کرے روزہ کے دوران کچھ نہ کچھ کوتاہی ہو ہی جاتی ہے، کھانے پینے اور روزہ توڑنے والی باتوں سے بچنا تو آسان ہوتا ہے لیکن لغو کلام، فضول مصروفیات اور نامناسب گفتگو سے مکمل احتراز نہیں ہو پاتا، اس لئے اس طرح کی کوتاہیوں کی تلافی کے لئے شریعت میں رمضان المبارک کے ختم پر صدقۃ الفطر کے نام سے گویا کہ روزہ کی زکاۃ الگ سے واجب قرار دی ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ زَکَاۃَ الْفِطْرِ طُھْرَۃً لِلصَّائِمِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ وَطُعْمَۃً لِلْمَسَاکِیْنِ مَنْ أَدَّاھَا قَبْلَ الصَّلاۃِ فَھِیَ زَکَاۃٌ مَقْبُوْلَۃٌ وَمَنْ أَدَّاھَا بَعْدَ الصَّلاۃِ فَھِیَ صَدَقَۃٌ مِنَ الصَّدَقَاتِ. (أبو داؤد شریف حدیث: ۱٦۰۹)

نبی اکرم ﷺ نے صدقۂ فطر کو ضروری قرار دیا جو روزہ دار کے لئے لغو اور بے حیائی کی باتوں سے پاکیزگی کا ذریعہ ہے، اور مسکینوں کے لئے کھانے کا انتظام ہے، جو شخص اسے عید کی نماز سے پہلے ادا کردے تو یہ مقبول زکاۃ ہوگی اور جو اسے نماز کے بعد ادا کرے تو یہ عام صدقات میں سے ایک صدقہ ہے۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ صدقۂ فطر واجب ہونے کے دو مقاصد ہیں: (۱) روزہ کی کوتاہیوں کی تلافی۔ (۲) امت کے مسکینوں کے لئے عید کے دن رزق کا انتظام، تاکہ وہ بھی اس روز لوگوں کی خوشیوں میں شریک ہوسکیں۔ اسی لئے پیغمبر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ: اغنوھم عن السؤال فی ھذا الیوم۔ (منھاج المسلم ٤٣٤) یعنی اس دن مسکینوں پر اتنا خرچ کرو کہ وہ

سوال سے بے نیاز ہو جائیں۔

اس لئے صاحب وسعت مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ صدقۂ فطر بروقت ادا کرنے کا اہتمام کریں، جیسا کہ حدیث بالا میں فرمایا گیا کہ نماز عید سے پہلے صدقۂ فطر ادا کرنے کا ثواب زیادہ ہے، اسی بنیاد پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ عید سے دو تین دن پہلے ہی صدقۃ الفطر ادا کر دیا کرتے تھے۔ (ابوداؤد شریف حدیث: ۱۶۱۰) اور یہ مناسب بھی ہے تا کہ مستحق حضرات پہلے ہی سے عید کی تیاری کر سکیں۔ اب ذیل میں صدقۃ الفطر سے متعلق چند ضروری مسائل ذکر کئے جاتے ہیں:

صدقۃ الفطر کس پر واجب ہے؟

جو شخص زندگی کی لازمی ضروریات کے علاوہ اتنی قیمت کے مال کا مالک ہو جس پر زکاۃ واجب ہو سکے اس شخص پر عید الفطر کے دن صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہے۔ (صدقۂ فطر اور زکاۃ کے وجوب میں قدرے فرق ہے، زکاۃ میں مال نامی ہونا لازمی ہے، صدقۂ فطر میں یہ ضروری نہیں ہے، اسی طرح زکاۃ کی ادائیگی کا وجوب سال گذرنے کے بعد ہوتا ہے، صدقۂ فطر فوراً واجب ہو جاتا ہے، وغیرہ۔ البتہ اس معاملہ میں زکاۃ اور صدقۃ الفطر متحد ہیں کہ یہ مال قرض اور ضرورت اصلی سے زائد ہونا چاہئے، ورنہ زکاۃ اور صدقۂ فطر واجب نہ ہوگا)۔ (طحطاوی ۳۹۴)

نابالغ بچوں کی طرف سے صدقۂ فطر

جو نابالغ بچے خود کسی نصاب کے مالک نہ ہوں ان کی طرف سے ان کے باپ پر صدقۂ فطر نکالنا واجب ہے، اور اگر وہ بچے خود صاحب نصاب ہوں تو ان کے مال میں سے صدقۂ فطر نکالا جائے گا۔ وتجب عن نفسه وطفله الفقير الخ. (عالمگیری ۱۹۲/۱)

کم فہم یا پاگل اولاد کی طرف سے صدقۂ فطر

اگر کوئی بچہ عقل کے اعتبار سے کمزور یا پاگل ہو تو اس کی طرف سے بھی صدقۂ فطر نکالا جائے گا اگرچہ وہ بڑی عمر کا ہو۔ والمعتوه والمجنون بمنزلة الصغير. (عالمگیری ۱۹۲/۱)

بڑی اولاد کی طرف سے صدقۂ فطر

عاقل بالغ اولاد کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرنا باپ پر ضروری نہیں ہے، لیکن اگر وہ بچے باپ کی پرورش میں رہتے ہوں اور باپ ان کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کردے تو درست ہو جائے گا۔ لاعن زوجته وولده الكبير العاقل ولو أدى عنهما بلا إذنٍ أجزأ استحساناً للإذن عادةً أي لو في عياله وإلا فلا. (در مختار ۲۸۵/۳)

کیا بیوی کا صدقۂ فطر شوہر پر ہے؟

بیوی کا صدقۂ فطر شوہر پر واجب نہیں ہے لیکن اگر اس کی طرف سے ادا کردے تو ادا ہو جائے گا، خواہ بیوی سے اجازت لی ہو یا نہ لی ہو۔ لاعن زوجته وولده الكبير العاقل ولو أدى عنهما بلا إذنٍ أجزأ استحساناً للإذن عادةً. (در مختار ۲۸۵/۳)

خالی پڑے مکانات کی قیمت پر صدقۂ فطر واجب ہے

اگر کسی کے پاس کئی مکانات ہیں ایک میں وہ رہتا ہے بقیہ خالی پڑے ہیں اور ان کی قیمت نصاب یا اس سے زائد ہے اور اسی پر اس کا گذارہ نہیں تو اس پر صدقۂ فطر واجب ہے۔ (بہشتی زیور ۳۵/۳)

صدقۂ فطر رمضان میں ادا کرنا

صدقۂ فطر رمضان المبارک میں بھی دینا درست ہے۔ وإن قدموها على الفطر جاز.

(عالمگیری ۱ ۱۹۲)

صدقۂ فطر کی شرعی مقدار

صدقۂ فطر کی مقدار ایک صاع جو یا نصف صاع گیہوں ہے نصف صاع کی مقدار موجودہ اوزان کے اعتبار سے ایک کلو ۵۷/۴ گرام ۶۴۰/ ملی گرام ہوتی ہے، اس کی قیمت بھی دی جا سکتی ہے۔ (مستفاد ایضاح المسائل ۹۸)

صاحبِ حیثیت لوگوں کے لئے مشورہ

آج کل نصف صاع کے اعتبار سے ایک صدقۂ فطر کی مقدار ۱۲-۱۳ روپئے بیٹھتی ہے، جو بڑے مال داروں کے لئے کوئی حیثیت اور وقعت نہیں رکھتی، اس لئے ایسے لکھ پتی اور کروڑ پتی سرمایہ دار حضرات کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ زیادہ ثواب حاصل کرنے کے لئے نصف صاع گیہوں کی قیمت لگانے کے بجائے ایک صاع (تین کلو ڈیڑھ سو گرام) کھجور یا کشمش کا حساب لگایا جائے، اس میں ان کو ثواب زیادہ ملے گا اور فقراء کا نفع زیادہ ہوگا۔ روایت میں آتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بصرہ میں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ: پیغمبر علیہ السلام نے ایک صاع کھجور یا جو یا آدھا صاع گیہوں کا صدقہ ضروری قرار دیا ہے، جو ہر آزاد، غلام، مرد، عورت، چھوٹے اور بڑے پر لازم ہے، لیکن جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ وہاں تشریف لائے اور یہ دیکھا کہ گیہوں کا بازاری بھاؤ سستا ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر وسعت فرمائی ہے، اس لئے اگر تم صدقۂ فطر ہر چیز کا ایک صاع کے حساب سے نکالو تو زیادہ بہتر ہے۔ (ابوداؤد شریف حدیث: ۱۶۲۲)

اس سے معلوم ہوا کہ وسعت رکھنے والے صاحبِ حیثیت لوگوں کو اضافہ کے ساتھ صدقۂ فطر نکالنا چاہئے۔

صدقۂ فطر میں بازار بھاؤ کا اعتبار ہے

صدقۂ فطر میں بازار بھاؤ کا اعتبار ہوتا ہے، کنٹرول یا راشن کی دوکانوں کے ریٹ کا اعتبار نہیں ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۳/۱۱۳)

ایک فقیر کو پورا صدقۂ فطر دیں

بہتر یہ ہے کہ ایک آدمی کا صدقۂ فطر ایک ہی مستحق فقیر کو دیا جائے کیوں کہ ایک صدقۂ فطر متعدد فقراء کو تقسیم کر کے دینا کم از کم مکروہ تنزیہی ہے، البتہ کئی لوگوں پر واجب ہونے والا صدقۂ فطر ایک فقیر کو دینے میں حرج نہیں۔ ویتحصل من هذا الجواب أن الدفع إلى

متعدد مكروه تنزيهاً ككراهة التاخير. (شامی بیروت ۲۹۱/۳) ويجوز دفع ما يجب على جماعة إلى مسكين واحد كذا في التبيين. (عالمگیری ۱۹۳/۱)

صدقۂ فطر کافر فقیر کو دینا

صدقۂ فطر ذمی کافر فقیر کو دینے کی گنجائش ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ مسلمان کو دیا جائے (اس مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف ہے، امام ابو یوسفؒ کی ایک روایت سے عدم جواز معلوم ہوتا ہے اور بعض مشائخ نے اس پر فتویٰ بھی دیا ہے لیکن صاحب ہدایہ اور متون کی عبارات جواز پر دال ہیں البتہ جو کافر مسلمانوں سے برسر پیکار ہوں جنہیں اصطلاح میں حربی کہا جاتا ہے ان کو زکاۃ یا صدقۂ فطر وغیرہ دینا بالاتفاق ناجائز ہے)۔ وجاز دفع غيرها وغير العشر والخراج إليه ولو واجباً كنذر وكفارةٍ وفطرةٍ خلافاً للثاني وبقوله يفتىٰ وأما الحربي ولو مستأمناً فجميع الصدقات لا تجوز له اتفاقاً. (در مختار) وفي الشامي قلت: لكن كلام الهداية وغيرها يفيد ترجيح قولهما وعليه المتون. (شامی بیروت ۲۷۲/۳، بهشتی زیور اختری حاشیه ۱۳۶/۳)

○❖○

۱۰

فریضۂ زکاۃ

عبادت بھی ــــ ضرورت بھی

رمضان المبارک میں عام طور پر زکاۃ نکالنے کا معمول ہے اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ زکاۃ سے متعلق ضروری باتیں اور مسائل ذکر کردیئے جائیں، اسی غرض سے اس حصہ کا اضافہ کیا گیا ہے۔ (مرتب)

قرآنِ کریم کی تعلیمات اور نبی اکرم ﷺ کی احادیث مبارکہ سے یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ اسلام کی نظر میں انسان دنیا کے مال واسباب کا نہ خود اصل مالک ہے اور نہ محض اپنے ذاتی اختیار سے دنیوی دولتوں کو اکٹھا کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔ اسلام یہ بتا دینا چاہتا ہے کہ سارے وسائل واسباب کی باگ ڈور اللہ رب العزت کے ہاتھ میں ہے وہ جس کو چاہے رزق سے نوازے اور جس کو چاہے کنگال بنادے۔ اس کی مرضی کے بغیر نہ تو کوئی مال دار بن سکتا ہے اور نہ کسی کی مال داری کو کوئی چھین سکتا ہے۔ ارشاد خدوندی ہے:

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيَقْدِرُ . (الرعد ص ۲۷)

''اللہ کشادہ کرتا ہے روزی جس کو چاہے اور تنگ کرتا ہے''۔

الغرض مال داری اور تنگ دستی محض اللہ کے اختیار میں ہے۔ مال داروں کو اپنی دولت پر گھمنڈ کرنے اور غرور کرنے کا قطعاً حق نہیں۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو انھیں ایک لمحہ میں نان شبینہ کا محتاج

بنا سکتا ہے۔ قرآن کریم میں فرمایا گیا۔

مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلاَ مُمْسِکَ لَهَا وَمَا يُمْسِکْ فَلاَ مُرْسِلَ لَهٗ مِنْ بَعْدِهٖ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ. (فاطر آیت ۲)

''اللہ جو رحمت لوگوں کے لئے کھول دے تو اس کا کوئی بند کرنے والا نہیں، اور جس کو بند کر دے تو اس کے بعد اس کا کوئی جاری کرنے والا نہیں''۔

یہ اللہ کا فضل ہے

اب ہر مسلمان کو خصوصاً یہ حقیقت پیش نظر رکھنی چاہئے کہ اسے جو کچھ بھی دولت وثروت ملی ہے اس کا اصل مالک وہ خود نہیں بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہی مالک حقیقی ہے اور اس نے محض اپنے فضل وکرم سے ہمیں اپنی ملکیت میں بطور نیابت تصرف کرنے کا حق دے رکھا ہے۔ جب اللہ ہی اس کا مالک ہے اور اسی کی قدرت کی بنا پر ہمیں یہ نعمت میسر آئی ہے۔ تو اگر وہ اپنے بندوں کو یہ حکم کرتا کہ وہ اپنا سارا مال اللہ کی راہ میں لٹا دیں تو ہمیں شکایت یا اعتراض کا کوئی موقع نہ تھا۔ کیونکہ اس کی چیز ہے وہ جہاں اور جتنی چاہے خرچ کرے۔ مگر یہ بھی اس کا فضل ہے کہ اس نے جہاں ہمیں خرچ کرنے کا حکم دیا وہاں پورا مال نہیں بلکہ کچھ حصہ خرچ کرنا ضروری قرار دیا۔ قرآن کریم میں جہاں بھی 'انفاق فی سبیل اللہ' کا حکم دیا گیا ہے وہاں ''مِــن'' لاکر اس طرف اشارہ کر دیا گیا کہ سارا مال خرچ کرنا مطلوب نہیں۔ بلکہ کچھ حصہ دے دینا کافی ہے۔ اور ساتھ میں اس طرف بھی توجہ دلائی گئی کہ ہم تمھارا مال نہیں مانگ رہے ہیں بلکہ ہم نے جو تمھیں دیا ہے اسی میں سے تھوڑا سا حصہ لینا چاہتے ہیں تا کہ دینے والے کا بوجھ ہلکا ہو جائے۔ دیکھئے، ارشادات خداوندی ہیں :

(۱) وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ . (البقرۃ آیت ۳) (۲) وَاَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ. (النساء ۳۹) (۳) وَاَنْـفَـقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلاَنِيَةً يَرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ. (فاطر ۲۹) وَمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَناً فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْراً. (نحل ۷۵) (۶) وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلاَنِيَةً. (ابراهیم ۳۱) وَمِـمَّـا رَزَقْـنٰـهُـمْ يُنْفِقُوْنَ، (انفال ۳) (۸) وَمِـمَّـا رَزَقْنٰهُمْ

يُنفِقُوْنَ. (حج ٣٥) القصص ٥٤۔ السجدہ ١٦۔ الشوریٰ ٣٨) (٩) **وَاَنفِقُوا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ.** (حدید ٧)

ان جیسی آیات میں اللہ تعالیٰ نے آگاہ کیا ہے کہ زکاۃ وغیرہ کا حکم کوئی ٹیکس نہیں کہ اسے بھاری سمجھا جائے بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ اپنی ہی دی ہوئی ایک امانت تم سے مانگ رہا ہے۔ لہٰذا اسے دینے میں تمہارے دل پر کوئی تنگی اور بوجھ نہ ہونا چاہئے۔ بوجھ یا تنگی تو اس وقت ہوتی جب کہ تمھاری ذاتی کوئی چیز تم سے مانگی جاتی۔

شکر ادا کیجیے !

پہلے زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کی قبولیت کی نشانی یہ تھی کہ صدقہ کا مال کسی جگہ رکھ دیا جاتا اور آسمان سے آگ آ کر اسے جلا کر خاکستر کر دیتی گویا کہ صدقہ کا مال کسی دوسرے بھائی کے کام نہ آ سکتا تھا۔ بلکہ اس کا آگ سے بھسم ہو جانا ہی اصل مقصود سمجھا جاتا تھا، حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کے قصہ کے ضمن میں اس طرف اشارہ موجود ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

إِذْ قَرَّبَا قُرْبَاناً فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ. (المائدہ ٢٧)

جب دونوں نے اللہ کے نام کی ایک ایک نیاز پیش کی اور ان میں سے ایک تو مقبول ہوگئی اور دوسرے کی مقبول نہ ہوئی۔

مفسرین لکھتے ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں ہابیل اور قابیل میں اختلاف ہوا تو حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ تم دونوں اللہ کے دربار میں صدقہ پیش کرو، سو جس کا صدقہ قبول ہوگا وہی حق پر سمجھا جائے گا۔ چناں چہ ہابیل نے بکری کا بچہ پیش کیا جو قبول ہوگیا (یعنی آسمانی آگ نے اسے جلا دیا) اور قابیل نے غلہ پیش کیا جو قبول نہیں کیا گیا۔ علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں:

فنزلت النار فأكلت قربان هابيل وكان ذلك علامة القبول وكان أكل القربان غير جائز في

پس آگ نے اتر کر ہابیل کی نیاز کو کھالیا، اور یہ قبولیت کی نشانی تھی اور صدقہ خیرات کا کھانا پہلی شریعتوں میں جائز نہ تھا، اور آگ نے قابیل کی

الشرع القديم، وتركت قربان قابيل فغضب. (روح المعانی ۱٦٤/٤)	نیاز چھوڑ دی جس پر وہ غضب ناک ہوا۔

اور بعض احادیث سے بھی اسی مضمون کا علم ہوتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس امتِ مرحومہ پر یہ کرم فرمایا کہ اس سے زکاۃ کی شکل میں وصول کیا ہوا مال اسی کے ضرورت مند افراد پر خرچ کردیا جاتا ہے سورہ توبہ (آیت ٦۰) میں صدقات کے مصارف بیان کئے گئے ہیں۔ اور حدیث میں فرمایا گیا ہے:

تُوْخَذُ مِنْ اَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ اِلٰى فُقَرَائِهِمْ. (مشکوٰۃ شریف ۱۰۰/۱)

''مال داروں سے لے کر فقیروں کو دیا جائے گا''۔

اس حکم کی وجہ سے زکاۃ دینا اور آسان ہوگیا کہ ہم اپنے مال کو ضائع نہیں کررہے ہیں بلکہ اپنے ہی بھائیوں کی ضرورت پوری کررہے ہیں۔ اپنے محتاج بھائی کی حاجت روائی پر صرف کرنا دراصل اللہ تعالیٰ ہی کو دینا ہے۔ ایک صحیح حدیث میں جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

إن اللّٰه عز وجل يقول يوم القيامة يا ابن ادم مرضت فلم تعدني قال يا رب كيف أعودك وأنت رب العالمين، قال أما علمت أن عبدي فلاناً مرض فلم تعده أما علمت أنك لو عدته لوجدتني عنده، يا ابن ادم استطعمتك فلم تطعمني قال يا رب كيف أطعمك وأنت رب العالمين، قال أما علمت أنه استطعمك عبدي فلان فلم تطعمه أما علمت أنك لو أطعمته لوجدت ذلك	قیامت کے دن اللہ تبارک وتعالیٰ ایک شخص سے سوال کرے گا کہ اے آدم کے بیٹے میں بیمار ہوا پھر تو نے میری مزاج پرسی نہ کی؟ تو وہ شخص حیرت سے پوچھے گا کہ اے میرے رب بھلا میں آپ کی کیسے عیادت کرتا، آپ تو سارے جہانوں کے پروردگار ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کیا تمہیں پتہ نہیں تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہے پھر بھی تم نے اس کی عیادت نہیں کی، کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اگر تم اس کی عیادت کو جاتے تو مجھے اس کے پاس پاتے۔ اے آدم کے بیٹے! میں نے تجھ سے کھانا مانگا تھا تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا، وہ عرض کرے گا کہ پروردگار! بھلا میں تجھ کو کیسے کھانا کھلاتا تو دونوں جہاں کا پروردگار

عندی، یا ابن آدم استسقیتک فلم تسقنی قال: یا رب کیف اسقیک وأنت رب العالمین قال استسقک عبدی فلان فلم تسقه أما أنک لو اسقیته وجدت ذلک عندی.

(مسلم شریف ۳۱۸/۲)

ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تجھ کو یاد نہیں میرا فلاں بندہ تجھ سے کھانا مانگنے آیا تھا تو نے اس کو کھانا نہیں کھلایا، اگر تو اس کو کھانا کھلا دیتا تو اس کو میرے پاس پاتا۔ اور اے آدم کے بیٹے! میں نے تجھ سے پانی مانگا تھا مگر تو نے پانی نہیں پلایا وہ عرض کرے گا کہ میں آپ کو کیسے پانی پلاتا؟ آپ تو خود رب العالمین ہیں۔ تو اللہ تعالی فرمائے گا کہ تم سے میرے فلاں بندے نے پانی مانگا تھا مگر تم نے اسے پانی نہیں پلایا، اگر تم اسے پانی پلا دیتے تو اس کو میرے پاس پاتے (یعنی یہ عمل خیر میرے پاس محفوظ رہتا)

صرف چالیسواں حصّہ

پھر غور فرمایئے! کہ پورے مال کا صرف ۴۰/رواں حصّہ سال بھر میں فرض کی حیثیت سے نکالنا ضروری قرار دیا گیا اور یہ بھی مطلق نہیں بلکہ وہ مال جو اپنے اندر بڑھنے کی صلاحیت رکھتا ہو اور ضرورت اصلیہ سے زائد ہو اور اس پر ایک سال اس حالت میں گذر گیا ہو کہ نصاب کلی یا جزئی طور پر باقی ہو۔ ان سب شرائط کے پائے جانے کے بعد ہی زکاۃ کی ادائیگی لازم ہوتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو پچاس فیصدی یا اس سے زیادہ بھی زکاۃ فرض کرسکتا تھا اور مال آتے ہی وجوب کا حکم دیا جاسکتا تھا۔ مگر یہ بھی اس کا محض فضل وانعام ہے کہ اس نے تمام ممکنہ سہولتوں کے ساتھ صرف ۴۰ روپیہ میں ایک روپیہ زکاۃ کے طور پر فرض فرمایا ہے۔ اس انعام کے باوجود بھی کوئی شخص زکاۃ نکالنے میں کوتاہی کرے تو اس سے بڑا نعمت خداوندی کا ناشکرا کوئی نہیں ہوسکتا۔

نقد فائدہ بھی ہے

اور یہ بھی دیکھئے کہ عام طور پر شرعی عبادات کے ثواب اور نتیجہ کا وعدہ آخرت کی زندگی میں کیا گیا ہے۔ مثلاً نماز سے جنت میں فلاں نعمت ملے گی، روزہ داروں کو فلاں ثواب کا مستحق بنایا جائے گا وغیرہ وغیرہ۔ مگر زکاۃ اور صدقات کے لئے جہاں آخرت میں عظیم الشان اجر وثواب کا ذکر ہے وہیں دنیوی نقد فائدہ کو بھی بیان فرمایا گیا ہے۔ اور یہ فائدہ اتنا عظیم ہے کہ دنیا کی کسی دولت سے اس کی قیمت نہیں لگائی جاسکتی اور اس فائدہ کے حصول کے لئے انسان بڑی سے بڑی قربانی دینے اور مالی نقصان برداشت کرنے کے لئے آمادہ ہوجاتا ہے۔ وہ فائدہ یہ ہے کہ زکاۃ اور صدقہ ادا کرنے سے بلائیں اور مصیبتیں ٹلادی جاتی ہیں۔ حدیث میں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

بَادِرُوْا بِالصَّدَقَةِ فَإِنَّ الْبَلَاءَ لَا يَتَخَطَّاهَا. (رواہ رزین، مشکوٰۃ شریف ۱/۱۶۷)

''صدقہ دینے میں جلدی کرو اس لئے کہ مصیبت صدقہ سے آگے نہیں بڑھتی''۔

یعنی اللہ تعالیٰ صدقہ کی وجہ سے مصیبت کو دفع فرمادیتا ہے، اور ایک دوسری حدیث شریف میں وارد ہے۔

اِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَ تَدْفَعُ مِيْتَةَ السُّوْءِ. (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ شریف ۱۶۸)

''بیشک صدقہ اللہ تعالیٰ کے غصہ کو ٹھنڈا کردیتا ہے اور بُری موت سے بچاتا ہے''۔ یعنی سخت بیماری اور سنگین حالات سے بچانے میں مفید ہے۔

علاوہ ازیں صدقہ اور زکاۃ کی ادائیگی کا ایک اثر یہ ہے کہ اس سے مال میں کمی نہیں آتی بلکہ برکت کے اعتبار سے زیادتی ہی ہوتی ہے۔ (مسلم شریف، مشکاۃ شریف ۱/۱۶۷)

آخرت کا نفع ہی نفع

یہ تو دنیا کا فائدہ ہے، مگر زکاۃ وصدقہ کے اخروی منافع بے شمار ہیں اور اصل میں یہی منافع ہمارے پیشِ نظر رہنے چاہئیں یہاں اخروی منافع کا خلاصہ لکھا جاتا ہے۔

(۱) ایک روپیہ کے بدلہ میں سات سو گنا اجر مقرر ہے اور اخلاص وغیرہ کی وجہ سے اس میں زیادتی کا بھی وعدہ ہے۔ (سورۂ بقرہ آیت ۲۶۱)

(۲) زکاۃ صدقہ میں خرچ گویا کہ اللہ کے ساتھ تجارت کرنا ہے جس میں کسی نقصان کا کوئی اندیشہ نہیں ہے۔ (فاطر آیت ۲۹)

(۳) صدقہ قیامت کے دن ہمارے لئے حجت بنے گا۔ (مسلم شریف ۱/۱۱۸)

(۴) زکوٰۃ وصدقہ کے (معمولی حصہ) ایک کھجور کو اللہ تعالیٰ اپنے ہاتھ میں لیتا ہے اور اس کی اسی طرح پرورش فرماتا ہے جیسے انسان اپنے اونٹنی کے بچے کی پرورش کرتا ہے تا آں کہ وہ چھوٹی سی کھجور اللہ تعالیٰ کے یہاں بڑے پہاڑ کے برابر تک پہنچ جاتی ہے۔ (مسلم شریف ۱/۳۲۶)

(۵) جو شخص زکاۃ وصدقہ ادا کرنے والا ہوگا اس کو جنت کے خاص دروازہ باب الصدقہ سے داخل کیا جائے گا۔ (متفق علیہ، مشکاۃ شریف ۱/۱۶۷)

(۶) سات قسم کے حضرات میدانِ محشر میں عرشِ خداوندی کے سائے میں ہوں گے۔ انہی میں سے ایک وہ شخص ہوگا جو اللہ کی راہ میں خفیہ خرچ کرتا ہوگا، اس طرح کہ داہنے ہاتھ سے دے تو بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو۔ (مسلم شریف ۱/۳۳۱، بخاری شریف ۱/۹۱)

(۷) یہ صدقہ قیامت کے دن ہمارے لئے سائبان ہوگا۔ (مشکاۃ شریف ۱/۱۶۸)

الغرض یہ چند اشارات ہیں جن سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ زکاۃ وصدقہ ہمارے لئے کتنی بڑی رحمت کی چیز ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ نے نصاب کا مالک بنا رکھا ہے اس کے ساتھ کتنے فضل عظیم کا معاملہ فرمایا ہے؟ اس کے باوجود بھی اگر ہم زکاۃ ادا کرتے وقت اور صدقہ دیتے وقت اپنے دل میں تنگی محسوس کریں اور اسے جبری ٹیکس تصور کریں تو اس سے بڑی کسی حماقت کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ ہماری اولین کوشش یہ ہونی چاہئے کہ اگر ہم زکاۃ ادا کرنے کے اہل ہیں تو پہلی فرصت میں اپنے فریضہ سے سبکدوش ہوجائیں اور اس فرض کی انجام دہی میں قطعاً تغافل اور ٹال مٹول سے کام نہ لیں۔ خاص کر ماہ مبارک میں فریضہ کی ادائیگی کا ثواب ستر گنا بڑھ جاتا ہے لہٰذا اس موقع سے بھی فائدہ اٹھانا چاہئے۔

تحقیر نہ کریں

زکاۃ کو صحیح مصرف پر خرچ کرنا نہایت ضروری ہے۔ تاکہ نظام زکاۃ کا پورا فائدہ سامنے آسکے۔ اور ساتھ میں ان شرائط کا لحاظ بھی لازم ہے جن کا ذکر فقہ کی کتابوں میں کیا گیا ہے۔ اس لئے زکاۃ ادا کرنے والے صاحبان پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ تحقیق کریں کہ جس فرد، ادارے یا جس جماعت کو زکاۃ دی جاتی ہے کیا وہ فرد، ادارہ اور جماعت شریعت کے اصول کے مطابق زکاۃ کے مصارف میں صرف کرتی ہے یا نہیں؟ اگر کرتی ہو تو شوق سے زکاۃ دی جائے ورنہ منع کر دیا جائے۔ لیکن اس تحقیق میں اتنی شدت نہ ہو کہ ہم ہر چندہ کے لئے آنے والے شخص کو شک کی نگاہوں سے دیکھیں اور اس کے ساتھ حقارت کا معاملہ کریں۔ اس لئے کہ دینی مدارس کے چندہ کے لئے آنے والے حضرات کا اس زمانہ میں صاحب نصاب لوگوں پر بڑا احسان ہے کہ وہ گھر بیٹھے آکر ان کی زکاۃ لے جاتے ہیں۔ ورنہ عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے جب مال دار زکاۃ لے کر نکلیں گے اور کوئی شخص اسے قبول کرنے پر تیار نہ ہوگا۔ (مسلم شریف ۳۲۶/۱) ان حضرات کی تحقیر اللہ کی نظر میں کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ ان کا تعلق علم دین سے ہے۔ اسی نسبت سے ان کی قدر کرنی چاہئے۔ اس سلسلہ میں مال دار حضرات سے چند گزارشات پیش ہیں۔

(۱) مدارس یا دینی خیراتی ادارے کا کوئی فرد اگر چندہ لینے آئے تو چندہ دے کر اس پر احسان نہ رکھیں بلکہ اس کے احسان مند ہوں کہ اس نے ہمیں ایک دینی کام میں اعانت کا موقع دیا اس سے ثواب میں انشاء اللہ زیادتی ہوگی۔

(۲) جس کو جو کچھ بھی دینا ہے، پہلی مرتبہ ہی دے دیا جائے بار بار چکر نہ کٹوائے جائیں اس لئے کہ ایسے سفرا کو کئی علاقوں میں کام کرنا ہوتا ہے، معطی حضرات کی ٹال مٹول سے سارا پروگرام درہم برہم ہو جاتا ہے۔

(۳) جس شخص کو دینے کا ارادہ نہ ہو اس سے نرمی سے منع کر دیا جائے سختی سے دھتکارا نہ جائے۔

لینے والے بھی خوف کریں

زکاۃ کی رقم وصول کرنا بھی بڑی ذمہ داری کا کام ہے جب تک زکاۃ کا مال اپنے مصرف میں خرچ نہ ہوجائے، لینے والے کا ذمہ بری نہیں ہوسکتا، اس لئے مدارس کے ذمہ دار اور خیراتی اداروں کے سربراہوں کو بھی نہایت حزم واحتیاط لازم ہے۔ انھیں بہرحال آخرت کی جوابدہی پر نظر رکھنی چاہئے اور زکاۃ کا پائی پیسہ مصرف میں ہی لگانا چاہئے۔ خواہ مخواہ اور بلا ضرورت تملیک کرکے شک وشبہ کی راہ نہ نکالنی چاہئے۔ قوم کے لوگ اگر آپ پر اعتماد کرکے اپنی زکاۃ کا امین آپ کو بناتے ہیں تو آپ کو اس امانت کا پورا حق ادا کرنا بھی ضروری ہے ورنہ دنیا کی ذلت اور آخرت کی رسوائی سے بھی آپ نہیں بچ سکتے۔ **اللّٰهم وفقنا لما تحبه وترضاه۔**

مسائلِ زکاۃ

○ اهليتِ وجوب:

زکاۃ کس شخص پر فرض ہوتی ہے؟

زکاۃ کے وجوب کی شرطیں درج ذیل ہیں:

(۱) آزاد ہو، (غلام باندی پر زکاۃ فرض نہیں)

(۲) مسلمان ہو، (کافر سے زکاۃ کا مطالبہ نہیں)

(۳) سمجھدار ہو، (پاگل پر زکاۃ فرض نہیں جب کہ پاگل پن اس پر مسلسل طاری ہو)

(۴) بالغ ہو، (بچہ پر زکاۃ نہیں) **واما شرط وجوبها فمنها الحرية والإسلام والعقل والبلوغ.** (عالمگیری ۱۷۲/۱)

(۵) اسے زکاۃ کی فرضیت کا علم ہو (خواہ حکماً جیسے اسلامی ماحول میں رہنے والا شخص) **والعلم به ولو حكماً ككونه في دارنا.** (در مختار ۱۷٤/۳)

بے ہوش صاحبِ نصاب پر زکاۃ

اگر کوئی شخص بے ہوش ہو، مگر اس کی ملکیت میں نصاب کے بقدر مال موجود ہو، تو اگر چہ وہ سال بھر بے ہوش رہے پھر بھی اس کے مال میں زکاۃ واجب ہوگی۔ وتجب علی المغمی علیہ وإن استوعب الإغماء حولاً کاملاً. (عالمگیری ۱۷۲/۱)

○ شرائطِ وجوب:

زکاۃ کس مال میں فرض ہے؟

(۱) مال بقدر نصاب ہو، (مثلاً سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ (۸۷؍گرام ۴۸۰؍ملی گرام) اور چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولہ (۶۱۲؍گرام ۳۶۰؍ملی گرام) یا ان کی قیمت کے بقدر روپیہ یا مالِ تجارت وغیرہ)

(۲) ملکیت تام ہو (لہٰذا جو مال اپنے قبضہ میں نہ ہو سر دست اس کی زکاۃ کا مطالبہ نہیں ہے)

(۳) نصاب، ضرورتِ اصلی سے زائد ہو، (استعمالی ساز وسامان پر زکاۃ نہیں ہے)

(۴) نصاب، قرض سے خالی ہو، (یعنی قرض کی رقم منہا کر کے نصاب مکمل مانا جائے)

(۵) مال، نامی ہو، (یعنی ایسا مال جس میں بڑھنے کی صلاحیت ہو خواہ وہ اپنی خلقت کے اعتبار سے ہو جیسے سونا چاندی یا عملی اعتبار سے ہو جیسے مالِ تجارت) منها کون المال نصاباً والملک التام وفراغ المال عن حاجته الأصلیة والفراغ عن الدین وکون النصاب نامیاً. (عالمگیری ۱۷۲/۱ - تا ۱۷٤، بدائع الصنائع ۷۸/۲، شامی زکریا ۱۷٤/۳)

مالِ نامی کی تعریف

مالِ نامی (بڑھنے والا مال) کی دو صورتیں ہیں: (۱) پیدائشی مال نامی: یعنی سونا چاندی ان دونوں دھاتوں کو شریعت نے مطلقاً مالِ نامی تسلیم کیا ہے خواہ ان کی تجارت کی جائے یا نہیں۔ (۲) عملی

مال نامی: یعنی وہ مال جسے تجارت کی نیت سے خرید ا گیا ہو۔ فالخلقی الذهب و الفضة الخ، والفعلی ما سواهما ویکون الاستنماء فیه بنیة التجارة الخ. (عالمگیری ۱۷٤/۱، شامی زکریا ۱۷۹/۳)

کس طرح کے اموال میں زکاۃ واجب نہیں ہے؟

درج ذیل طرح کے اموال اور اثاثہ جات میں زکاۃ واجب نہیں ہوتی، خواہ ان کی قیمت کتنی ہی ہو:

(۱) رہنے کے گھر۔

(۲) استعمالی کپڑے، چادریں، فرش وغیرہ۔

(۳) گھر کا ساز و سامان (فرج، کولر، واشنگ مشین وغیرہ)

(۴) سواریاں (گاڑی، موٹر سائیکل وغیرہ)

(۵) غلام باندیاں جو خدمت پر مامور ہوں۔

(۶) اپنی حفاظت کے لئے رکھے گئے ہتھیار۔

(۷) گھر میں رکھا ہوا کھانے پینے کا ذخیرہ۔

(۸) سجاوٹ کے برتن۔

(۹) ہیرے جواہرات۔

(۱۰) مطالعہ کی کتابیں۔

(۱۱) صنعت کاروں کے اوزار اور مشین، کارخانے فیکٹریاں کرایہ پر چلنے والی بسیں اور ٹرک اور کاشت کار حضرات کے ٹریکٹر، اور آلاتِ زراعت وغیرہ۔ (نیز ہر ایسا سامان جو تجارت کی نیت سے نہ خریدا گیا ہو) فلیس فی دور السکنیٰ وثیاب البدن وأثاث المنازل ودواب الرکوب وعبید الخدمة وسلاح الاستعمال زکاة وکذا طعام أهله وما یتجمل به من الأوانی إذا لم یکن من الذهب والفضة وکذا الجوهر واللؤلؤ والیاقوت وکذا کتب العلم والات المحترفین. (عالمگیری ۱۷۲/۱)

تجارت کی نیت سے خرید کر ذاتی استعمال میں لے آنا

اگر کوئی مال تجارت کی نیت سے خریدا تھا پھر ارادہ بدل گیا اور اس کو ذاتی استعمال میں لے آیا تو اس کی زکاۃ ساقط ہوجائے گی۔ ومن اشترى جارية للتجارة ونواها للخدمة بطلت عنها الزكاة. (عالمگیری ١٧٤، شامی زکریا ١٩٢/٣)

خریدتے وقت تجارت کا پختہ ارادہ نہ تھا

کوئی چیز استعمال کے لئے خریدی ساتھ میں یہ نیت تھی کہ نفع ملے گا تو بیچ دوں گا ورنہ رکھے رہوں گا اس پر زکاۃ واجب نہیں۔ أو اشترى شيئاً للقنية ناوياً أنه إن وجد ربحاً باعه لا زكاة عليه. (طحطاوی ٣٩١، الدر المختار مع الشامی زکریا ١٩٥/٣)

بنیتِ تجارت خریدے ہوئے مال پر قبضہ سے پہلے زکاۃ

کوئی سامانِ تجارت کی نیت سے خریدا ہے مگر ابھی قبضہ نہیں کیا تو اس پر زکاۃ واجب نہ ہوگی۔ وخرج به أيضا كما في البحر المشترى للتجارة قبل القبض. (شامی کراچی ٢٦٠/٢) ولا فيما اشتراه لتجارة قبل قبضه رجل له سائمة اشتراها رجل للسيامة ولم يقبضها حتى حال الحول ثم قبضها لا زكاة على المشترى فيما مضى لأنها كانت مضمونة على البائع بالثمن ومقتضى التعليل عدم الفرق بين ما اشتراها للسيامة أو للتجارة. (الدر المختار مع الشامی زکریا ١٨٠/٣)

گروی رکھی ہوئی چیز پر زکاۃ نہیں

اگر کسی شخص کی کوئی چیز قرض کے بدلہ میں گروی رکھی ہوئی تو جب تک وہ مرتہن کے قبضہ میں رہے گی اس کی زکاۃ واجب نہ ہوگی، نہ راہن پر اور نہ مرتہن پر۔ اور راہن اگر قرض ادا کر کے اس کو چھڑالے تب بھی اس کی گذشتہ سالوں کی زکاۃ اس پر واجب نہ ہوگی۔ ولا على الراهن إذا كان الرهن في يد المرتهن. (عالمگیری ١٧٢/١) أي لا على المرتهن لعدم ملك

الرقبة ولا على الراهن لعدم اليد وإذا استرده الراهن لايزكى عن السنين الماضية. (شامی زکریا ۱۸۰/۳)

کیا عورت پر اپنے دین مہر کی زکاۃ واجب ہے؟

جب تک عورت اپنے مہر پر قبضہ نہ کرے اس وقت تک اس کی زکاۃ اس پر واجب نہیں ہے۔ أما إذا وجد الملک دون الید کالصداق قبل القبض الخ. لاتجب فيه الزكاة. (عالمگیری ۱۷۲/۱)

جس قرض کے وصول کی امید نہ ہو اس کی زکاۃ واجب نہیں

اگر قرض لینے والا قرض سے انکاری ہو اور مالک کے پاس شرعی ثبوت نہ ہو، تو ایسے قرض پر زکاۃ واجب نہیں۔ البتہ اگر وہ دین بعد میں کسی طرح مل جائے تو اب حولان حول کے بعد یا دیگر نصاب کے ساتھ ملا کر اس کی زکاۃ واجب ہوگی، سابقہ سالوں کی زکاۃ واجب نہ ہوگی۔ فلا زكاة على دين جحده المديون سنين ولا بينة له عليه. (شامی زکریا ۱۸٤/۳، عالمگیری ۱۷٤/۱)

استعمالی ہیرے موتی پر زکاۃ واجب نہیں

ہیرے اور موتی اور جواہرات جن کو بغرضِ استعمال خریدا ہے ان پر زکاۃ نہیں ہے۔ خواہ وہ کتنے ہی قیمتی کیوں نہ ہوں، البتہ اگر ہیروں کی تجارت کرتا ہے تو مالِ تجارت کے اعتبار سے ان کی قیمت پر زکاۃ واجب ہوگی۔ ولا زكاة في الجواهر واللآلي إلا أن يتملكها بنية التجارة. (مراقی الفلاح ۳۹۱)

مانع زکاۃ مطالبات

درج ذیل مطالبات کو اصل سرمایہ سے منہا کیا جائے گا:

(۱) مالک کے ذمہ قرض کی رقم۔ (خواہ قرض روپیہ ہو یا سامان، یا خلع کا بدل ہو یا زکاۃ کی

وہ رقم جس کا حکومت اسلامی کی طرف سے صراحۃً یا دلالۃً مطالبہ ہو)

(۲) مبیع کی ثمن جو ذمہ میں واجب ہو۔

(۳) کسی کے تلف کردہ سامان کا تاوان۔

(۴) کسی کو زخمی کرنے کا ضمان۔ **کل دین له مطالب من جهة العباد یمنع وجوب الزکاة الخ.** (عالمگیری ۱۷۲/۱، شامی زکریا ۱۷۴/۳)

گذشتہ سال کی زکاۃ کی رقم منہا کر کے حساب لگایا جائے

اگر کسی شخص نے ایک سال کی زکاۃ ادا نہیں کی تا آں کہ دوسرا سال آگیا تو پہلے سال جو زکاۃ کی رقم واجب ہوئی تھی وہ چوں کہ اس کے ذمہ دین ہے اس لئے اس رقم کو الگ کر کے زکاۃ کا حساب لگایا جائے گا، اور سابقہ واجب شدہ رقم بہر حال الگ سے ادا کرنی ہوگی۔ **سواء کان لله کزکاة.** (در مختار مع الشامی زکریا ۱۷۶/۳) **أو لله تعالی کدین الزکاة.** (عالمگیری ۱۷۲/۱)

حقوق اللہ سے متعلق کون سے مطالبات مانع زکاۃ نہیں؟

ہر ایسا دین جس کا تعلق حقوق اللہ سے ہو اور کسی انسان کی طرف سے اس کا مطالبہ نہ ہو، مثلاً نذر، کفارات، صدقۃ الفطر اور حج کا وجوب تو ان کی رقومات کو اصل سرمایہ سے منہا نہیں کیا جائے گا، بلکہ اگر ان امور کے لئے رقم رکھی ہو اور سال پورا ہونے کا وقت آجائے تو اس پوری رقم پر زکاۃ واجب ہوگی۔ (مثلاً کسی شخص نے حج کا ارادہ کیا ہے اور رمضان میں اس کا زکاۃ کا سال پورا ہوتا ہے، اور اس نے حج کے لئے جو رقم جمع کر رکھی ہے وہ سال پورا ہونے کے وقت اس کے پاس موجود رہے تو کل رقم پر زکاۃ فرض ہوگی حج کی رقم کو منہا نہیں کیا جائے گا) **وکل دین لا مطالب له من جهة العباد کدیون الله تعالی من النذور والکفارات وصدقة الفطر ووجوب الحج لایمنع.** (عالمگیری ۱۷۳/۱، شامی زکریا ۱۷۷/۳)

○ وجوبِ ادا :

زکاۃ کی ادائیگی کب واجب ہوتی ہے؟

اگر نصاب پر ایک سال پورا گذر جائے تو اس کی زکاۃ کی ادائیگی واجب ہو جاتی ہے۔

وشرط افتراض أدائها حولان الحول وهو في ملكه. (در مختار زکریا ۱۸۶/۳)

زکاۃ میں قمری سال کا اعتبار ہے

اداءِ زکاۃ کے وجوب کے لئے قمری سال کا اعتبار ہوگا نہ کہ شمسی سال کا۔ **نسبة للحول أی الحول القمری لاالشمسی.** (شامی کراچی ۲۵۹/۲)

تنبیہ: اس مسئلہ کو اچھی طرح یاد رکھنے اور اس کا لحاظ رکھنے کی ضرورت ہے اس لئے کہ اکثر سرمایہ دار حضرات سہولت کے لئے سرکاری سال کی ابتداء وانتہاء (مارچ اپریل) کے اعتبار سے زکاۃ کا حساب لگاتے ہیں، اور قمری سال کا اعتبار نہیں کرتے جس کی وجہ سے شرعی حساب مکمل نہیں ہو پاتا، اس لئے زکاۃ نکالنے والوں پر لازم ہے کہ وہ حسبِ سہولت سال میں کسی بھی قمری مہینہ کی تاریخ کو اپنی زکاۃ کی ادائیگی کے لئے متعین کرلیں (مثلاً ۱۵/محرم یا ۱۵/رمضان یا جو مناسب ہو) اور اس مقررہ تاریخ میں اپنے موجود سرمایہ (خواہ وہ نقدی کی شکل میں ہو یا بنک میں جمع ہو یا سامانِ تجارت کی صورت میں ہو) کا حساب لگائیں، پھر اپنے اوپر اگر کوئی واقعی قرض ہو تو اسے اس سرمایہ سے منہا کرکے بقیہ مال کی قیمت لگا کر ڈھائی فیصدی کے اعتبار سے زکاۃ ادا کریں، تاکہ ان کا ذمہ پوری طرح بری ہو جائے۔

زکاۃ جلد از جلد ادا کرنی چاہئے

زکاۃ کی ادائیگی جیسے ہی واجب ہو فوراً ادا کرنا ضروری ہے بلا عذر تاخیر کرنے سے گنہ گار ہوگا۔ بہت سے سرمایہ دار حضرات کے پاس بڑی مقدار میں زکاۃ کا روپیہ پڑا رہتا ہے، انہیں جلد از

جلد اس فرض سے سبکدوش ہوجانا لازم ہے۔وھی واجبة علی الفور وعلیه الفتویٰ فیأثم بتأخیرھا بلا عذر. (طحطاوی ۳۸۸، عالمگیری ۱/۱۷۰)

زکاۃ میں کتنا مال دیا جائے گا؟

زکاۃ میں کل مال کا چالیسواں حصہ دینا ضروری ہوتا ہے۔وھو ربع عشر نصاب.

(طحطاوی ۳۸۹، الدر المختار علی الشامی ۱۷۲/۳)

سال کے درمیان میں نصاب گھٹ جائے؟

اگر شروع اور اخیر سال میں نصاب پورا تھا مگر درمیان سال میں اس کی مقدار کم رہی تب بھی پورے نصاب کی زکاۃ واجب ہوگی۔ولکن ھذا الشرط یعتبر فی أول الحول واٰخرہ لافی خلاله حتی لو انتقص النصاب فی أثناء الحول ثم کمل فی اٰخرہ تجب الزکاۃ. (بدائع الصنائع ۹۹/۲)

اضافہ شدہ رقم نصاب میں شامل ہوگی

دورانِ سال نصاب میں جس قدر اضافہ ہوا اس سب پر اخیر سال میں زکاۃ واجب ہوگی (یعنی جس دن سال پورا ہوا اس دن کا بیلنس دیکھا جائے گا اور کل پر زکاۃ واجب ہوگی) وأما المستفاد فی أثناء الحول فیضم إلی مجانسه ویزکی بتمام الحول. (مراقی الفلاح ۳۸۹)

○ شرائط ادا :

زکاۃ کی ادائیگی کے لئے نیت ضروری ہے

فقیر کو زکاۃ دیتے وقت یا وکیل کو سپرد کرتے وقت یا کل مال سے الگ کرتے وقت زکاۃ کی نیت ضروری ہے۔وشرط صحة أدائها نیةٌ مقارنةٌ لأدائها للفقیر او وکیله أو لعزل ما

وجب. (مراقی الفلاح ۳۹۰، شامی زکریا ۱۸۷/۳)

اگر ادائیگی کے وقت زکاۃ کی نیت نہیں کی

اگر دیتے وقت نیت نہیں کی اور بعد میں نیت کی اور مال فقیر کے قبضہ میں ہے تو زکاۃ ادا ہوجائے گی، اور اگر فقیر کے پاس مال خرچ ہوجانے یا ضائع ہوجانے کے بعد زکاۃ کی نیت کی تو اس نیت کا اعتبار نہیں۔ ولو مقارنة حكمية كما لو دفع بلا نية ثم نوىٰ والمال قائم بيد الفقير. (مراقی الفلاح ۳۹۰، شامی زکریا ۱۸۷/۳)

کسی کو بلا مال دئے صرف وکیل بنائے تو کیا حکم

اگر کسی کو زکاۃ ادا کرنے کا حکم دیا اور ابھی مال نہیں دیا بلکہ کہا تو میری طرف سے ادا کردے اس کے ادا کرنے سے بھی زکاۃ ادا ہوجائے گی۔ ولذا لو أمر غيره بالدفع عنه جاز. (شامی زکریا ۱۸۹/۳)

وکیل دوسرے کو وکیل بنا سکتا ہے

اگر ایک شخص کو مالک نے اداءِ زکاۃ کا وکیل بنایا اس نے مالک کی اجازت کے بغیر دوسرے کو وکیل بنادیا تو بھی جائز ہے۔ للوكيل بدفع الزكاة أن يؤكل غيره بلا إذن. (شامی زکریا ۱۸۹/۳)

پورا نصاب صدقہ کردیا تو ضمناً زکاۃ بھی ادا ہوگئی

اگر کوئی شخص کسی نصاب کا مالک ہوا، پھر اس نے وہ نصاب بلا نیت زکاۃ مکمل صدقہ کردیا تو اس کے ذمہ سے اس نصاب کا فریضۂ زکاۃ ساقط ہوگیا۔ ومن تصدق بجميع نصابه ولاينوى الزكاة سقط فرضها وهذا استحسان. (عالمگیری ۱۷۱/۱)

زکاۃ کو ہبہ یا قرض کہہ کر دینا

زکاۃ ہبہ یا قرض کے نام سے دی، جب کہ نیت زکاۃ ہی کی ہے تو زکاۃ ادا ہوجائے گی۔ ولا

يشترط علم الفقير أنها زكاة على الأصح حتى لو أعطاه شيئاً وسماه هبةً أو قرضاً ونوىٰ بہ الزكاة صحت. (مراقی الفلاح ۳۹۰) لا اعتبار للتسمية الخ. (شامی زکریا ۱۸۷/۳)

زکاۃ کی ادائیگی کے لئے تملیک ضروری ہے

اگر مستحق فقراء کوایک جگہ بٹھا کر کھانا کھلا دیا تو اس سے زکاۃ ادا نہ ہوگی، ان کو کھانے کا مالک بنانا ضروری ہے۔ وأخرج بالتمليك الإباحة فلا تكفي فيها فلو أطعم يتيماً ناوياً بہ الزكاة لا تجزيه إلا إذا دفع إليه المطعوم. (طحطاوی ۳۸۹، الدر المختار علی رد المحتار ۱۷۱/۳)

زکاۃ کا مال چوری ہوگیا

اگر زکاۃ کی رقم الگ کر کے رکھی ہوئی تھی اور وہ چوری ہوگئی یا کسی اور طرح ضائع ہوگئی، زکاۃ ادا نہیں ہوئی دوبارہ ادا کی جائے۔ اس لئے کہ مصرف پر خرچ نہیں ہوئی، اور تملیک نہیں پائی گئی۔ هي تمليك جزء مال. (تنویر الابصار مع الدر المختار ۱۷۱/۳)

زکاۃ میں مال کا مالک بنانا ضروری ہے نہ کہ منفعت کا

فقیر کو مکان ایک مدت رہنے کے لئے دیا اور (اس سے) کرایہ میں زکاۃ کی نیت کر لی تو اس سے زکاۃ ادا نہ ہوگی۔ وخرج بالمال المنفعة فلو أسكن فقيراً داره سنةً ناوياً للزكاة لايجزيه. (طحطاوی ۳۸۹، الدر المختار علی الشامی ۱۷۲/۳)

پیشگی زکاۃ ادا کرنا

اگر صاحبِ نصاب نے چند سال کی پیشگی زکاۃ ادا کر دی تو صحیح ہے۔ ولو عجل ذو نصاب لسنين صح. (طحطاوی ۳۸۹، شامی زکریا ۲۰۰/۳)

○ مصارف زكاة:

زکاۃ کے مستحق کون لوگ ہیں؟

زکاۃ درج ذیل لوگوں کو دی جاسکتی ہے:

(۱) فقراء (جن کے پاس نصاب کے بقدر مال نہ ہو)

(۲) مساکین (جو کسی بھی مال کے مالک نہ ہوں)

(۳) اسلامی حکومت کے وہ کارندے جو زکاۃ وعشر کی وصولی پر مقرر ہوتے ہیں۔

(۴) ایسے غلام جو اپنی آزادی کے لئے مدد کے طالب ہوں۔

(۵) ایسے قرض دار جن کو قرض سے سبک دوشی کے لئے زکاۃ دی جائے۔ جب کہ ان کے پاس اپنی ذاتی مالیت زکاۃ کی ادائیگی کے لئے باقی نہ ہو۔

(۶) وہ مسافر جو سفر کے دوران ضرورت مند ہو جائیں۔

مصرف الزكاة والعشر هو فقير وهو من له أدنیٰ شئ ومسكين من لاشئ له وعامل ومكاتب ومديون لايملك نصاباً فاضلاً عن دينه وابن السبيل وهو من له مال لامعه. (درمختار مع الشامی زکریا ۲۸۳/۳ تا ۲۹۰)

کن لوگوں کو زکاۃ دینا جائز نہیں؟

درج ذیل لوگوں کو زکاۃ دینا درست نہیں ہے:

(۱) باپ، دادا، پردادا، نانا، پرنانا، الخ۔ اسی طرح دادی، نانی، وغیرہ الخ۔

(۲) لڑکے، لڑکیاں، پوتے، نواسے، پوتیاں، نواسیاں الخ۔

(۳) بیوی اور شوہر۔

(۴) غلام باندی۔

(۵) صاحب نصاب مال دار۔

(۶) مال دار چھوٹا بچہ۔

(۷) سادات (بنو ہاشم آل علی، آل عباس وغیرہ)

ولا (يصرف) إلى من بينهما ولاد أو زوجية ولا إلى مملوك المزكي ولا إلى غني يملك قدر نصاب ولا إلى طفله ولا إلى بني هاشم. (درمختار مع

الشامی زکریا ۳/ ۲۹۴ تا ۲۹۹)

مدارس میں زکاۃ دینے میں دہرا ثواب

مدارس میں زکاۃ خرچ کرنے میں دہرا ثواب ملے گا ایک زکاۃ کا دوسرے علم کی اشاعت اور دین کے تحفظ کا۔ التصدق على الفقير العالم أفضل من التصدق على الجاهل.

(عالمگیری ۱۸۷/۱، شامی زکریا ۳۰۴/۳)

رمضان میں زکاۃ ادا کرنے کا ثواب

رمضان المبارک میں چوں کہ ہر فرض عبادت کا ثواب ستر گنا بڑھ جاتا ہے اس لئے رمضان میں زکاۃ دینے میں انشاء اللہ ستر گنا ثواب ملنے کی امید ہے۔ (لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ساری زکاۃ رمضان ہی میں نکال دی جائے اور غیر رمضان میں فقراء کی ضرورتوں کا خیال نہ رکھا جائے، بلکہ حسبِ ضرورت و مصلحت خرچ کرنے کا اہتمام کرنا چاہئے) في الحديث الطويل ومن أدىٰ فريضة فيه كان كمن أدىٰ سبعين فريضةً فيما سواه. (الحديث) (الترغيب والترهيب ۵۷/۲، البيهقي في شعب الإيمان ۳۰۵/۳، مشكاة شريف ۱۷۳، جامع الاحاديث للسيوطي ۱۳۸/۹ حديث: ۲۷۶۲۷)

ایک فقیر کو بیک وقت مکمل نصاب کا مالک بنانا مکروہ ہے

ایک فقیر کو یک مشت اتنا مال دینا کہ وہ صاحبِ نصاب ہو جائے بہتر نہیں ہے، البتہ اگر وہ مقروض ہو اور قرض کی ادائیگی کے لئے بڑی رقم دی تو حرج نہیں۔ ويكره أن يدفع إلى رجل مأتي درهم فصاعداً، وإن دفعه جاز. (عالمگیری ۱۸۸/۱، شامی زکریا ۳۰۳/۳)

ضروری تنبیہ: بعض سرمایہ دار اس مسئلہ سے غلط فائدہ اٹھاتے ہیں وہ اس طرح کہ بسا اوقات ان پر کاروباری یا حکومت کا قرض اتنا زیادہ ہو جاتا ہے کہ ان کے اصل سرمایہ سے بڑھ جاتا ہے تو وہ لوگوں کے پاس جا کر یہ کہتے ہیں کہ ہم مقروض ہونے کی وجہ سے مستحق زکاۃ ہو گئے، اس لئے زکاۃ کے مال سے ہمیں قرض کی ادائیگی میں تعاون دیا جائے اس طرح وہ لاکھوں روپیہ کا مطالبہ رکھتے

ہیں تو ایسے لوگوں کو چاہئے کہ وہ پہلے اپنی ذاتی مالیت (جائیداد گاڑیاں وغیرہ) فروخت کر کے اپنا قرض ادا کریں، اوراس کے بعد بھی قرض ادا نہ ہوتو اب تعاون کا مطالبہ کریں، اس سے پہلے ان کا اپنے کو زکاۃ کا مستحق کہنا غریبوں کی سخت حق تلفی ہے۔

یتیم کو زکاۃ دینا

اگر یتیم فقیر سمجھدار بچہ کو زکاۃ دی یا کپڑے پہنائے تو زکاۃ ادا ہو جائے گی۔ كما لو كساه بشرط أن يعقل القبض. (شامی زکریا ۳/۱۷۱)

ناسمجھ بچہ کو زکاۃ دینا

ناسمجھ چھوٹے بچہ کی طرف سے اس کے باپ یا وصی یا مربی نے قبضہ کرلیا تو زکاۃ ادا ہو جائے گی ورنہ نہیں۔ فإن لم يكن عاقلاً فقبض عنه أبوه أو وصيه أو من يعوله صح.

(شامی زکریا ۳/۱۷۱)

ہاشمی کو زکاۃ دینا جائز نہیں

خانوادۂ ہاشمی اوران کے آزاد کردہ غلاموں کو زکاۃ نہیں دی جائے گی۔ من مسلم فقير غير هاشمي ولا مولاه. (الدر المختار على الشامي كراچي ۲/۲۵۸)

اصول وفروع کو زکاۃ دینا

اپنے باپ، دادوں، لڑکوں اور پوتوں کو زکاۃ دینے سے فرض ادا نہ ہوگا۔ مع قطع المنفعة عن المملك من كل وجه فلا يدفع لأصله وفرعه. (الدر المختار على رد المحتار دار الفكر بيروت ۲/۲۵۸)

بیوی شوہر کو اور شوہر بیوی کو زکاۃ نہیں دے سکتا

بیوی شوہر کو زکاۃ نہیں دے سکتی اور شوہر بیوی کو زکاۃ نہیں دے سکتا۔ وكذا لزوجته

وزوجها. (شامی کراچی ۲۵۸/۲)

مقروض کے قرض کو معاف کرنے سے زکاۃ ادا نہ ہوگی

مقروض کو قرض سے بری کرنے سے زکاۃ ادا نہ ہوگی، البتہ اگر فقیر نے مقروض کو زکاۃ کی رقم دی پھر اس سے اپنا قرض وصول کرلیا تو یہ درست ہے۔ ولا يجزی عن الزكاة دين أبری عنه فقير بنيتها. (طحطاوی ۳۹۰) والحيلة أن يعطی المديون زكاته ثم يأخذها عن دينه. (طحطاوی ۳۹۰)

فقیر سمجھ کر زکاۃ دی بعد میں پتہ چلا کہ وہ مال دار ہے

اگر کسی شخص نے اپنی زکاۃ کسی شخص کو فقیر سمجھ کر دی، بعد میں تحقیق سے معلوم ہوا کہ وہ لینے والا شخص مستحق زکاۃ نہ تھا تو دینے والے کی زکاۃ ادا ہوگئی۔ دفع بتحر لمن يظنه مصرفاً إلی قوله وإن بان غناه أو كونه ذمياً أو أنه أبوه أو ابنه أو إمرأته أو هاشمی لايعيد.

(عالمگیری ۱۹۰/۱، شامی زکریا ۳۰۲/۳-۳۰۳)

قریبی رشتہ داروں کا حق

قریبی رشتہ دار زکاۃ کے اہم مستحقین میں سے ہیں، ان کو زکاۃ دینے میں بھی دوگنا ثواب ملتا ہے، ایک زکاۃ کا دوسرے صلہ رحمی اور قرابت کا۔ واضح رہے کہ باپ، دادا، اولاد اور شوہر بیوی کے علاوہ بقیہ سب ضرورت مند رشتہ داروں، مثلاً بھائی بہن، چچا، پھوپھی، ماموں اور بھانجے وغیرہ کو زکاۃ دینا شرعاً درست ہے، بلکہ افضل ہے۔ عن سلمان بن عامر ﷺ أن رسول الله ﷺ قال: إن الصدقة علی المسكين صدقة وإنها علی ذی الرحم اثنتان صدقة وصلة.

(شعب الإيمان للبيهقی ۲۳۹/۳ حديث: ۳۴۲۶)

زکاۃ ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل کرنا

بہتر ہے کہ ہر شہر والے اپنی زکاۃ اپنے شہر کے فقراء و مستحقین پر صرف کریں لیکن اگر دوسری

جگہ کے لوگ زیادہ مستحق ہوں تو دوسری جگہ زکاۃ کی رقم بھیجنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ مثلاً بہت سے رشتہ دار ضرورت مند دوسرے شہر میں رہتے ہوں، یا بہت سے مدارس ایسے پسماندہ علاقوں میں واقع ہیں جہاں تعاون کرنا دین کی بقا کے لئے ضروری ہے تو وہاں زکاۃ کی رقم بھیجنا نہ صرف جائز بلکہ زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ **ویکره نقل الزكاة من بلد إلى بلد إلا أن ينقلها الإنسان إلى قرابته أو إلى قوم هم أحوج إليها من أهل بلده.** (عالمگیری ۱۹۰/۱)

⑪

اللہ والوں کے رمضان کی چند جھلکیاں

تلاوت میں انہماک

قرآنِ کریم کو رمضان المبارک سے خاص مناسبت ہے، نبیٔ اکرم ﷺ ہر سال رمضان المبارک میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ قرآنِ کریم کا دور فرمایا کرتے تھے۔ (بخاری شریف حدیث:۶، شمائل ترمذی ۲۴) بعد میں تراویح باجماعت کا سلسلہ جب شروع ہوا تو یہ تعلق اور گہرا اور پائیدار ہوگیا۔ اور الحمدللہ صرف رمضان کے مہینہ میں پوری دنیا میں جتنا قرآنِ کریم پڑھا جاتا ہے شاید سال بھر میں بھی اتنا نہ پڑھا جاتا ہوگا۔ اہل اللہ اور شائقینِ عبادت کے لئے یہ مقدس مہینہ موسمِ بہار بن کر آتا ہے، رمضان کا چاند دیکھتے ہی ان کے ذوق وشوق اور نشاط میں بے مثال اضافہ ہوجاتا ہے۔ اب جی چاہتا ہے کہ رمضان کی مبارک ساعتیں ذکر واذکار، اور تلاوت وعبادت میں گذریں اور ان بابرکت مصروفیتوں میں دنیا کی کوئی مصروفیت حائل نہ ہو، اور جب یکسوئی کے ساتھ آدمی کسی عبادت میں لگتا ہے تو حیرت انگیز طور پر عبادت کی مقدار بھی بڑھ جاتی ہے، اور وقت میں بھی صاف طور پر برکت کا مشاہدہ ہونے لگتا ہے، تمام اہل اللہ کا تجربہ ہے کہ دل کی صفائی، ایمانی کیفیات میں زیادتی اور انسان میں استقامت کی صفات پیدا کرنے میں سب سے زیادہ پراثر اور قوی التاثیر عمل ''قرآن کریم کی تلاوت'' ہے، اس لئے باتوفیق حضرات کی زندگی میں تلاوت میں اشتغال سب سے زیادہ نظر آتا ہے، اور فطری طور پر رمضان المبارک آتے ہی یہ شوق اضعافاً مضاعفہ ہوجاتا ہے۔ چناں چہ منقول ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ رمضان المبارک میں ایک دن رات میں دو قرآنِ کریم ختم فرماتے

تھے۔(المستطرف ۲۳) یہی معمول حضرت امام شافعیؒ کا بھی نقل کیا گیا ہے۔(الفتاویٰ الحدیثیہ ۸۲) حضرت امام مالکؒ اور حضرت سفیانِ ثوریؒ کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ دونوں حضرات رمضان میں اپنی دیگر دینی مصروفیات کو ترک کر کے سارا وقت تلاوتِ کلام پاک میں گذارتے تھے۔(المستطرف ۲۳) امام ابوبکر بن عیاشؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ۳۰؍سال سے ہر روز ایک قرآنِ کریم پڑھنے کا معمول بنا رکھا ہے۔(نووی علی مسلم ۱؍۱۰) اور تلاش کرنے سے اس طرح کے سینکڑوں واقعات اکابر واسلاف کے مل جائیں گے۔قریبی اکابر میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہٗ کو تو تلاوت سے اس قدر شغف تھا کہ رمضان کے علاوہ بھی ایک ایک دن میں دسیوں پارے پڑھنے کا معمول تھا اور اگر کہیں سفر ہو جاتا تو اکثر وقت تلاوت ہی میں گذرتا۔روزنامچہ میں لکھا ہے کہ راجستھان کے ایک سفر میں جاتے ہوئے ۴۵؍پارے پڑھے، اور ایک تبلیغی اجتماع میں (جو صرف ا؍رات اور ۲؍دن کا تھا) ۳؍قرآنِ کریم ختم کئے۔(ذکر زکریا ۴۴۳ مضمون: مولانا نور الحسن راشد کاندھلوی) علاوہ ازیں رمضان المبارک میں یومیہ ۳۰؍پارے پڑھنے کا عرصہ تک (۴۲؍سال تک) معمول رہا۔(آپ بیتی ۱؍۹۵) یہی بات احقر نے فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے یہاں دیکھی کہ نماز میں یا حفظاً قرآن کی تلاوت شروع کر دی تو تھکنے کا نام نہیں۔اسی طرح حضرت اقدس مولانا قاری سید صدیق احمد باندویؒ کو بھی تلاوت سے بے انتہاء شغف تھا، اسفار میں مسلسل تلاوت جاری رہتی، اور دسیوں پارے تلاوت فرما لیتے۔اور رمضان المبارک میں یہ اہتمام مزید بڑھ جاتا، آپ کے بعض سوانح نگاروں نے واقعہ لکھا ہے کہ ایک مرتبہ ایک اہلِ بدعت کے علاقہ میں تراویح سنانے تشریف لے گئے تو ایک ہی رات میں تراویح میں ۲۱؍پاروں کی تلاوت فرمائی۔(تذکرۃ الصدیق ۱؍۱۷۴) محدثِ کبیر حضرت علامہ مولانا محمد یوسف بنوریؒ کا ایک واقعہ پڑھ کر احقر کو تو رشک آگیا، حضرت خود فرماتے ہیں کہ ایک قاری صاحب جو میرے دوست تھے میری ملاقات کے لئے تشریف لائے، رمضان شریف کے آخری ایام تھے وہ بڑا نفیس قرآن پڑھتے تھے، میں نے کہا بجائے وقت گذارنے کے چلو نفل پڑھتے ہیں چناں چہ ان قاری صاحب نے نفل کی نیت باندھ لی اور میں نے اقتدا کی بس تو پھر کیا پوچھنا وہ تو پڑھتے چلے گئے اور میں لطف اٹھاتا چلا گیا، وہ

ایکسپریس گاڑی کی طرح سورتوں کے اسٹیشن طے کرتے چلے گئے اور سحری سے پہلے پورے قرآن کریم کو دو رکعتوں میں ختم کر ڈالا۔ (بینات، بنوری نمبر ۷۰۶ مضمون: قاری رفیق صاحب)

بزرگوں کے یہ واقعات کوئی خواب نہیں بلکہ حقیقت ہیں، اور محض کرامت نہیں بلکہ نفس واقعہ ہیں۔ اس لئے کہ قرآنِ کریم کا ایک پارہ ترتیل کے ساتھ ۲۰؍ منٹ میں اور قدرے تیزی کے ساتھ اوسطاً ۱۵؍ منٹ میں پڑھا جاسکتا ہے، تو اگر ایک گھنٹہ میں فرض کیجئے ۴؍ پارے بھی پڑھے گئے تو ساڑھے سات گھنٹہ میں قرآنِ کریم مکمل ختم کیا جاسکتا ہے، اور زیادہ تیز پڑھنے والا ہو تو مسلسل پڑھنے پر چھ گھنٹہ میں ختم کر سکتا ہے، عقلاً یہ کسی طرح مستبعد نہیں ہے، اور رہ گئی یہ بات کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے تین دن سے کم میں قرآنِ کریم ختم کرنے سے منع کیا ہے۔ تو جمہور علماء کے نزدیک یہ ممانعت مطلق نہیں ہے بلکہ اس صورت میں ہے جب کہ طبعیت میں نشاط نہ ہو یا پڑھنے میں مخارج کی رعایت نہ رکھی جائے، اگر یہ ممانعت مطلق ہوتی تو جلیل القدر حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے تین دن سے کم میں ختم قرآن منقول نہ ہوتا، جیسا کہ سیدنا حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ (دیکھئے امداد الفتاویٰ ۱/۴۸۶-۴۸۷، الفتاویٰ الحدیثیہ ۵۳)

اور رہ گیا مروجہ شبینہ تو اس کی ممانعت کی وجہ محض تلاوت کی کثرت ہرگز نہیں بلکہ وہ غلط رسومات ہیں جو اس عمل کے ساتھ لازم کر لی گئی ہیں۔ مثلاً بڑی دھوم دھام، شور شرابہ، تیز رفتاری سے قراءت وغیرہ تو ان رسومات کی وجہ سے مروجہ شبینہ کو منع کیا جاتا ہے نہ کہ زیادہ مقدار میں تلاوت کرنے کی وجہ سے۔ (دیکھئے: کفایۃ المفتی ۳/۳۵۸، احسن الفتاویٰ ۳/۵۲۱ وغیرہ) اس لئے ہمیں پوری بشاشت اور حدود کی رعایت کے ساتھ بالخصوص رمضان المبارک میں زیادہ سے زیادہ تلاوت کا اہتمام کرنا چاہئے، اور خاص کر حفاظِ کرام سے گذارش ہے کہ وہ قرآنِ کریم سے اپنا رشتہ تازندگی جوڑنے کے لئے رمضان اور غیر رمضان میں کثرت تلاوت کا معمول بنائیں، اس سے ان کے اعمال میں جلا پیدا ہوگی اور قرآنِ کریم کی ظاہری ومعنوی برکات کا اثر وہ اپنی آنکھوں سے محسوس کریں گے۔ اب ذیل میں اپنے اکابر واسلاف کے معمولاتِ رمضان کا اجمالی خاکہ پیش کیا جاتا ہے تاکہ اسے پڑھ کر ہمارے اندر بھی رمضان المبارک کی قدردانی کا احساس پیدا ہوسکے۔

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ

○ سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ خاص کر رمضان المبارک کی راتوں میں شب بیداری کا اہتمام فرماتے تھے، مغرب کے بعد دو حافظ اوّابین میں سناتے، عشاء کے بعد تراویح میں نصف شب تک تین حافظ سناتے، اس کے بعد نوافل تہجد میں دو حافظ قرآن پاک سناتے تھے، اسی طرح پوری رات گذر جاتی۔ (اکابر کا رمضان)

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ

○ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے رمضان المبارک ۱۲۷۷ھ میں سفر حجاز کے دوران روزانہ ایک ایک پارہ یاد کر کے حفظِ قرآن مکمل فرمایا، پھر بکثرت قرآنِ پاک کا ورد رکھتے تھے اور تراویح میں بڑی مقدار میں قرآنِ پاک پڑھا کرتے تھے۔ (اکابر کا رمضان ملخصاً)

امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

○ قطبِ عالم امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا رمضان المبارک میں مجاہدہ اس قدر بڑھ جاتا تھا کہ دیکھنے والوں کو رحم آجاتا، ۷۰ رسال کی عمر میں بھی عبادت کا یہ عالم تھا کہ دن بھر کے روزہ کے بعد اوابین کی بیس رکعتوں میں کم از کم دو پارے تلاوت فرماتے، تراویح بھی نہایت اہتمام اور خشوع وخضوع کے ساتھ ادا فرماتے، بچے ہوئے وقت میں زبانی تلاوت جاری رہتی، تہجد میں بھی دو ڈھائی گھنٹہ صرف ہوتے، نمازِ فجر کے بعد اشراق تک وظائف واوراد میں مشغول رہتے، دن کے اکثر اوقات بھی تلاوت واذکار اور مراقبہ میں گذرتے تھے، اس میں بھی یومیہ کم از کم ۱۵ر پارے قرآنِ کریم پڑھنے کا معمول تھا۔ (اکابر کا رمضان ملخصاً ۱۸-۲۰)

حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ

○ اعلیٰ حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ رمضان المبارک شروع ہوتے ہی اپنی تمام مصروفیات (مجالس ومکاتبت وغیرہ) ختم کر کے پورے طور پر خلوت نشین ہو کر مصروف

عبادت وریاضت ہوجاتے تھے۔ ۲۴ گھنٹہ میں صرف ایک گھنٹہ آرام فرماتے، تلاوتِ قرآنِ کریم سے نہایت شغف تھا، جب خود تراویح میں قرآنِ کریم سناتے تو دو ڈھائی بجے فراغت ہوتی تھی، اور اخیر عمر میں جب خود سنانا موقوف ہوگیا تو تراویح میں پورے مہینہ میں تین چار ختم سن لیا کرتے تھے، رمضان میں مہمانوں کی کثرت کے باوجود آپ سے ملاقات بالکل بند رہتی، عشاق وزائرین نماز میں آتے جاتے آپ کی زیارت پر اکتفا کرکے طبعی سکون حاصل کرتے تھے۔ (اکابر کا رمضان ملخصاً ۲۴-۲۵)

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

○ شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کی رمضان المبارک میں خاص حالت ہوتی، اور دن رات عبادتِ خداوندی کے سوا کوئی کام ہی نہ ہوتا، آپ اگرچہ خود حافظ نہ تھے لیکن نہایت اشتیاق کے ساتھ دیگر حفاظ سے تراویح اور تہجد کی نوافل میں ساری ساری رات کلام پاک سنتے تھے، بعض بعض تراویح میں آپ کا چھ چھ اور دس دس پارے سننے کا معمول بھی نقل کیا گیا ہے، ساری ساری رات آپ متعدد حفاظ سے کلام پاک سننے میں گذار دیتے، تہجد کی جماعت میں دیگر اہل خانہ اور متعلقین بھی شرکت کرتے، مسلسل کھڑے ہونے کی بنا پر آپ کے پاؤں پر ورم آجاتا تو دل میں خوش ہوتے کہ اس سنت کی ادائیگی کی بھی سعادت حاصل ہوگئی۔

(سوانح شیخ الہند، اکابر کا رمضان ۲۸)

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ

○ محدثِ کبیر حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ باوجود کثیر علمی مصروفیات اور تصنیفی مشغولیات کے رمضان المبارک کا نہایت اہتمام فرماتے، جب تک قوت رہی کبھی تراویح میں قرآنِ پاک سنانا نہیں چھوڑا، عموماً تراویح میں روزانہ سوا پارہ پڑھنے کا معمول رہا، جو انتہائی ترتیل کے ساتھ پڑھا جاتا، رات میں تہجد کی نوافل میں انہماک بھی دیدنی تھا، دن کے اوقات اکثر تلاوت اور علمی انہماک میں گذارتے تھے، اور جوں جوں عمر بڑھتی گئی اس اہتمام میں

اضافہ ہوتا گیا۔ (اکابر کا رمضان ۱۶-۱۷)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

○ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ رمضان المبارک میں کیا لطف حاصل کرتے تھے اس کا کچھ اندازہ آپ کے اس مقولہ سے ہوتا ہے فرمایا: ''بس آج کل رمضان شریف ہے، روزہ اور تراویح کے سامنے ساری عبادتیں ماند ہو جاتی ہیں، جیسے آفتاب کے سامنے سارے تارے ماند ہو جاتے ہیں'' تراویح میں آپ تجوید و قرأت کا پورا پورا لحاظ رکھتے۔ عام ملاقات اور اختلاط میں بھی کافی کمی آجاتی، ختم قرآن ۲۷ رویں شب میں ہوتا، مگر اس موقع پر کسی قسم کا التزام نہیں ہوتا تھا۔ تہجد میں عموماً سوا پارہ پڑھنے کا معمول رہا، کبھی کبھی تہجد میں چند حضرات مقتدی بھی ہو جاتے، آپ انہیں منع نہ فرماتے تھے، البتہ جماعت کے ساتھ پڑھنے کا اہتمام نہ تھا، حسبِ موقع اعتکاف فرمانے کا بھی معمول رہا، بعض رسائل بھی بحالتِ اعتکاف تحریر فرمائے۔ (اکابر کا رمضان ملخصاً ۲۹-۳۰)

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

○ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں رمضان المبارک کا مہینہ باغ و بہار کا زمانہ ہوتا تھا، آپ اپنے تمام دینی و سیاسی اسفار موقوف فرما کر ایک جگہ پورے ماہ قیام فرماتے، اور تشنگانِ معرفت کو اپنے فیوضِ عالیہ سے پوری طرح مستفیض ہونے کا موقع فراہم کرتے تھے۔ تقسیم سے قبل تک سلہٹ (بنگلہ دیش) میں قیام رمضان کا معمول رہا، اور تقسیم کے بعد ٹانڈہ اور بانسکنڈی (آسام) میں قیام فرماتے رہے، دن میں زیادہ تر وقت تلاوت، اصلاح اور ارشاد میں گذرتا، عصر کے بعد قرآنِ کریم کا دور فرماتے، اس کے بعد افطار تک استغراق کی حالت میں رہتے، مغرب کے بعد ۲ رکعت نفل نہایت طویل ادا فرماتے، تراویح کی امامت عموماً خود ہی نہایت اطمینان کے ساتھ فرماتے اور ہر ترویحہ میں کافی دیر توقف فرما کر ذکر و اذکار میں مشغول رہتے، تراویح کے بعد مختصر وعظ ہوتا جس میں بہت بڑا مجمع شریک ہوتا، آپ کے یہاں تہجد کی

باجماعت (۱) ادائیگی کا معمول تھا، ایک قرآنِ پاک آپ خود پڑھتے، دوسرا مولانا محمد جلیل صاحب مرحوم پڑھا کرتے تھے، ہر سورۃ کے شروع میں جہراً بسم اللہ پڑھنے کا بھی آپ کا معمول تھا۔ اخیر عمر تک آپ کے مجاہدات میں کوئی فرق نہیں آیا، ٹانڈہ کے قیام کے زمانہ میں گرمی سخت تھی، پھر ضعف اور مرض کی وجہ سے خشکی کی بنا پر آپ کے لئے پڑھنا دشوار ہوتا تھا، لیکن اس حال میں بھی آپ نے پورا کلام پاک اسی شان کے ساتھ سنایا جو آپ کا امتیاز تھا، رمضان میں متوسلین ومحبین کے جھرمٹ میں رہنے کے باوجود آپ کا انقطاع عن الخلق قابل رشک تھا، اور وہ کیفیت رہتی تھی جسے الفاظ میں

---

(۱) رمضان المبارک میں تہجد کی نوافل باجماعت ادا کرنے کے سلسلہ میں حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ اپنی مستقل رائے رکھتے تھے۔ اسی بنا پر آپ کی خانقاہ میں باجماعت نوافل کا اہتمام تھا، آپ چوں کہ عالم محقق تھے اس لئے آپ اپنے موقف پر براہِ راست احادیثِ شریفہ سے استدلال فرمایا کرتے تھے، جس کی تفصیلات ''فتاویٰ شیخ الاسلام'' ۴۳ تا ۴۵ میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

اس کے برخلاف فقہ حنفی کی عام کتابوں میں نوافل کی جماعت کو تداعی کے ساتھ مطلقاً اور بلا تداعی تین سے زائد مقتدی ہونے کی صورت میں مکروہ قرار دیا گیا ہے۔ اور بہت سے اکابر مفتیان نے اس مطلق کراہت کو کراہت تحریمی پر محمول کیا ہے جیسے حضرت امام ربانی مولانا رشید احمد گنگوہی اور حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب دیوبندی رحمہما اللہ تعالیٰ۔

دراصل فقہاء کی نظر اس بات پر رہی ہے کہ ''جس چیز کو شریعت نے زیادہ اہمیت نہیں دی اس کو ضرورت سے زیادہ اہمیت دینے سے بدعت کا دروازہ کھلتا ہے اس لئے جس حد تک اجازت ہے اسی حد تک رہنی چاہئے اس سے تجاوز نہ کرنا چاہئے''، لیکن سوال یہ ہے کہ کیا محض مذکورہ علت کسی ایسے عمل کو مکروہ تحریمی قرار دینے کے لئے کافی ہوسکتی ہے جس کا کسی نہ کسی درجہ میں دورِ نبوت میں ثبوت ہو؟ یہ بات واقعۃً محلِ نظر ہے۔ (کیوں کہ حضرت ابوذر ؓ کی روایت جس میں حتی یفوتنا الفلاح کا ذکر ہے اس کو اگرچہ حنفیہ تراویح پر محمول کرتے ہیں مگر اس میں رمضان میں جماعتِ نفل کا بھی احتمال ہے) خاص کر اس لئے بھی کہ اس مسئلہ میں جتنی فقہی عبارات احقر کی نظر سے گذری ہیں ان میں صراحۃً کہیں کراہت تحریمی کا ذکر نہیں ہے، جب کہ کراہت تنزیہی کی صراحت کئی عبارتوں سے ہوتی ہے۔ مثلاً علامہ شامیؒ نے غیر رمضان میں وتر باجماعت پڑھنے کی بحث کے اخیر میں لکھا ہے: **والنفل بالجماعة غير مستحب الخ** ۔ اس کے بعد اس پر یہ نقل کیا: **وهذا كالصريح في أنها كراهة تنزيهية.** (شامی زکریا ۲/ ۵۰۰، منحۃ الخالق علی البحر ۲/ ۷۰) کیوں کہ غیر مستحب کو اصطلاح میں مکروہ تنزیہی کہا جاتا ہے، نیز محقق کبیر علامہ ابوالوفا افغانیؒ نے کتاب الآثار کے حاشیہ میں صاف طور پر کراہت تنزیہی کی صراحت کی ہے۔ موصوف فرماتے ہیں: **وإن كان متطوعاً فالجماعة فيه مكروهة كراهة تنزيهية إلا في شهر رمضان.** (کتاب الآثار حاشیہ ۱/ ۲۴۸) اور ساتویں صدی ہجری کے ایک معروف حنفی عالم شیخ مجد الدین عبداللہ بن محمود الحنفی نے اپنی کتاب ''المختار الفتویٰ'' میں بعض خاص مصالح مثلاً نشاط پیدا کرنے یا قرآن کریم سننے کی غرض سے کبھی کبھار جماعتِ نوافل کو پسندیدہ قرار دیا ہے۔ موصوف لکھتے ہیں: **والاجتماع على صلاة النفل أحياناً مما تستحب فيه الجماعة إذا لم يتخذ راتبة وكذا إذا كان لمصلحة مثل أن لا يحسن أن يصلي وحده أو لا ينشط وحده فالجماعة أفضل إذا لم تتخذ راتبة وفعلها في البيت أفضل إلا لمصلحة راجحة.** (المختار الفتوی ۵۷ للشیخ مجد الدین عبد اللہ بن محمود الحنفیؒ)

اس لئے عوام کو نوافل باجماعت کی عمومی ترغیب دینے اور اصرار کرنے کا تو احقر قائل نہیں ہے، کیوں کہ اس میں حدود سے تجاوز کا اندیشہ ہے، لیکن مذکورہ عبارتوں کی وجہ سے اس عمل کو مطلقاً مکروہ تحریمی قرار دینے میں ابھی تک احقر کو تردد ہے، اور جارحانہ انداز میں اس پر نکیر کو انصاف کے خلاف سمجھتا ہے۔ واللہ اعلم۔ (مرتب)

بیان نہیں کیا جاسکتا، آخری رمضان آپ نے بانسکنڈی (آسام) میں گذارا، یہاں تراویح میں آپ کے منجھلے صاحب زادے حضرت مولانا سید ارشد صاحب مدنی مدظلہٗ العالی نے پہلی مرتبہ قرآنِ پاک سنانے کی سعادت حاصل کی۔

حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

○ حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ جید حافظ تھے، رمضان المبارک میں جگہ جگہ سفر کر کے احباب و متعلقین کے اصرار پر قرآنِ پاک سنا آتے تھے، عرصہ تک کاندھلہ میں تین دن میں ختم کا معمول رہا، بعض مرتبہ تراویح کی ایک رکعت میں ۱۴ ر پارے پڑھنا بھی آپ سے منقول ہے، اور جس سال آپ کا وصال ہوا اس رمضان میں کاندھلہ میں ایک شب میں پورا قرآن کریم ختم کیا۔ تہجد کا آپ کے یہاں بہت اہتمام تھا، رمضان میں اس کا کیف مزید دوبالا ہوجاتا تھا، اس وقت گریہ وزاری اور آہ وبکا کا بہت غلبہ ہوتا تھا۔ (آپ بیتی، اکابر کا رمضان ۶۵)

حضرت مولانا شاہ محمد الیاس صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

○ بانیٔ جماعت تبلیغ مولانا شاہ محمد الیاس صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ رمضان المبارک میں عبادت وریاضت اور تلاوت میں بہت اضافہ فرمادیتے، مغرب کے بعد اوابین اتنی طویل ادا فرماتے کہ اکثر عشاء کی اذان ہوجاتی، تراویح خود ہی پڑھاتے، اس کے بعد کچھ آرام فرما کر تہجد کے لئے اٹھ جاتے اور سحری ختم ہونے تک نوافل میں مشغول رہتے، فجر کے بعد اشراق تک اوراد ووظائف میں مشغول رہتے، پھر قدرے آرام فرما کر تبلیغی جماعتوں کی ترتیب اور رخصتی وغیرہ میں مشغول رہتے۔ رمضان بھر عصر کے بعد سے مغرب تک ذکر جہری کا معمول رہتا، غیر رمضان میں اخیر شب میں ذکر فرماتے تھے۔ (اکابر کا رمضان ملخصاً ۶۷-۶۸)

حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ

○ عارف باللہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ رمضان

المبارک میں مکمل یکسو ہوکر مصروف عبادت ہوتے، خانقاہ میں سوائے اوقاتِ نماز کے ہر وقت تخلیہ کا منظر رہتا، مہمان اگر چہ بکثرت ہوتے تھے اور بیعت ہونے والوں کی تعداد بھی بڑھتی جاتی تھی، لیکن ہر ایک پر ایسا نشہ طاری رہتا کہ سوائے عبادت و ریاضت کے کسی چیز کی طرف دھیان نہ جاتا، آخر عمر میں ضعف و نقاہت حد سے متجاوز ہونے کے باوجود معمولاتِ رمضان بدستور رہے بلکہ انقطاع عن الخلق اور تقربِ خداوندی میں اور اضافہ ہوگیا۔ (اکابر کا رمضان ملخصاً ۵۴-۵۷)

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ

○ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا رمضان المبارک اور اس کی عبادات میں انہماک زبان زد خاص و عام اور ضرب المثل ہے، ۴۲؍ سال تک رمضان المبارک میں روزانہ ۳۰-۳۵؍ پارے پڑھنے کا معمول رہا، رمضان کی راتیں تدبر کے ساتھ تلاوتِ کلام پاک میں گذارتے، خط و کتابت بالکل بند رہتی، ملاقاتوں کا سلسلہ بھی بہت کم ہوجاتا، ۱۳۸۴ھ سے آپ نے پورے ماہِ مبارک کا اعتکاف فرمانا شروع کیا، آئندہ سالوں میں شائقین و محبین کی تعداد روز افزوں ہوتی رہی اور یہ سلسلہ اتنا بڑھا کہ اس کی نظیر قریبی بزرگوں کے حالات میں نہیں ملتی، سہارنپور کے علاوہ آپ نے مدینہ منورہ، فیصل آباد (پاکستان) اور اسٹینگر (جنوبی افریقہ) میں بھی رمضان میں قیام فرمایا۔ آپ کی خانقاہ میں رمضان المبارک کی راتیں دن کا سماں پیش کرتی تھیں بہت سے لوگ جاگ کر ذکر و تلاوت میں مشغول رہتے اور صبح کی نماز کے بعد آرام کا معمول تھا، دس بجے سے کوئی اصلاحی بیان ہوتا، پھر ظہر تک انفرادی معمولات میں مشغولیت رہتی۔ ظہر کے بعد اولاً ختم خواجگان ہوتا پھر سب حاضرین عصر تک ذکر میں مشغول رہتے تھے۔ عصر کے بعد سلوک و تصوف سے متعلق کتابوں (امداد السلوک اور اکمال الشیم) کی سماعت ہوتی۔ افطار سے ۲۰؍ منٹ قبل یہ سلسلہ موقوف ہوجاتا، پھر مغرب کے بعد کھانے سے فراغت کے بعد حضرت والا کی خصوصی مجلس ہوتی۔ تراویح میں تین پارے پڑھے جاتے جس میں ڈیڑھ گھنٹہ صرف ہوتا، وتر کے بعد سورہ یٰسین شریف کے ختم اور ۴۰؍ درود شریف پڑھنے کے بعد دعا کا معمول رہا، حضرت شیخ رحمہ اللہ کے یہاں اعتکاف میں فضول

بات چیت اور مجلسی گفتگو سخت ناپسند تھی، اور آپ اپنے معتمد حضرات کے ذریعہ اس پر پوری نگاہ رکھتے تھے اور اگر کسی کی کوتاہی ظاہر ہوتی تو اس پر نکیر فرماتے تھے۔ (معمولات رمضان وغیرہ)

فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

○ فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی مفتیٔ اعظم دار العلوم دیوبند رحمۃ اللہ علیہ کا رمضان دیکھ کر رشک آتا تھا، اس ضعف ونقاہت کے عالم میں بھی عبادات کی ہمت کے ساتھ ادائیگی آپ ہی کا حصہ تھا، جب تک طاقت رہی رمضان میں روزانہ تیس پارے پڑھنے کا معمول رہا، اشراق، چاشت، اوابین اور تہجد کے علاوہ نمازوں کی سنن مؤکدہ میں طویل قراءت کا اہتمام فرماتے تھے، چھتہ مسجد دیوبند میں اکثر رمضان میں قیام فرماتے تھے، سالوں سے آخری عشرہ کا اعتکاف فرمانے کا معمول رہا۔ سینکڑوں متوسلین اس موقع کو غنیمت جان کر آپ کی قدم بوسی کے لئے حاضر ہوتے تھے، مسجد چھتہ کی رونق رمضان میں دوبالا ہو جاتی تھی، بعد میں بنگلہ دیش اور میل وشارم (مدراس) میں بھی قیام فرمایا جس کا عظیم الشان دینی فائدہ ان علاقوں میں ظاہر ہوا۔

آپ کی خانقاہ میں دن رات تلاوت، ذکر اور مجاہدہ کا سماں رہتا تھا۔ صبح ۱۱ سے ۱۲ بجے تک الاعتدال گلدستۂ سلام وغیرہ کتابوں کی تعلیم ہوتی، ظہر سے عصر کے درمیان ختم خواجگان اور ذکر جہری کا معمول تھا۔ عصر کے بعد فضائلِ رمضان، اکابر کا رمضان (مؤلفہ: حضرت شیخؒ) اور اکمال الشیم وغیرہ کتابیں پڑھی جاتی تھیں۔ تراویح میں تین یا کم از کم دو کلام پاک پڑھے جاتے تھے، تہجد کی جماعت کا اہتمام نہیں تھا، لوگ الگ الگ یا دو تین ساتھی مل کر ادا کرتے تھے۔ حضرت مفتی صاحبؒ کثرت سے تلاوت میں مشغول رہتے ظہر کی اذان ہوتے ہی سنت کی نیت باندھ لیتے اور جماعت کے قریب تک نماز میں تلاوت میں مشغول رہتے، یہی کیفیت ظہر اور عشا کی سنتوں میں بھی رہتی۔ اسی طرح چاشت کی نماز میں بھی طویل قراءت فرماتے تھے، بالخصوص رمضان المبارک میں آپ کے چہرے پر انوار وبرکات کا ایسا اثر دکھائی دیتا تھا کہ نگاہیں خیرہ ہوئی جاتی تھیں۔ اور اس قدر مسلسل عبادات کے باوجود آپ کے روئے انور سے تکان کا احساس بھی نہ ہوتا تھا۔ اے اللہ اپنے فضل سے ہمیں بھی ایسا

ہی شوق تلاوت وعبادت عطا فرمادے، آمین۔

حضرت مولانا قاری سید صدیق احمد صاحب باندوی رحمۃ اللہ علیہ

○ عارف باللہ حضرت اقدس مولانا قاری سید صدیق احمد صاحب باندوی رحمۃ اللہ علیہ رمضان المبارک کا خاص اہتمام فرماتے تھے، عرصہ دراز تک باندہ کی جامع مسجد میں شروع کے دس دنوں میں تراویح میں ایک قرآنِ پاک سنانے کا معمول رہا، دوسرے عشرہ میں اپنے اکابر حضرت مولانا اسعد اللہ صاحبؒ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ اور فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود صاحب گنگوہیؒ وغیرہ کی خدمت میں چند یوم قیام کا معمول رہا، اس کے بعد اخیر عشرہ سے پہلے پہلے واپس ہتھورا تشریف لے آتے اور آخری عشرہ کا اعتکاف فرماتے تھے اور اس اعتکاف کا ایسا التزام تھا کہ فرماتے تھے کہ ۱۶ رسال کی عمر کے بعد سے کبھی اعتکاف کا ناغہ نہیں ہوا۔ اولاً یہ اعتکاف ہتھورا کے گاؤں کی مسجد میں ہوتا تھا، بعد میں مدرسہ کی مسجد میں ہونے لگا، اور مجمع بھی بتدریج بڑھنے لگا۔ آخری عشرہ میں بھی ۳-۳ رپارے سنا کر تراویح میں ایک ختم اور فرمایا کرتے تھے، رمضان المبارک کے اکثر اوقات ذکر وفکر اور تلاوت میں گذرتے اور وقت کا ضیاع بالکل پسند نہ فرماتے۔ ایک مرتبہ اپنے ایک خاص مسترشد مولانا احمد عبد اللہ طیب حیدر آبادی سے فرمایا: ''رمضان المبارک میں طبیعت تو یہ چاہتی ہے کہ میں ہوں اور کچھ ہم مزاج احباب ہوں، قرآنِ پاک کی تلاوت ہو اور اس کی یاد ہو لیکن کیا کروں مجبوری ہے ان دنوں اگر کوئی مجھ سے (بلا مقصد) بات کرتا ہے تو یوں لگتا ہے جیسے کسی نے مجھ پر گولی چلادی''۔ (تذکرۃ الصدیق ۱/۴۴۴)

رمضان المبارک میں آپ سحری سے کافی پہلے بیدار ہو کر نوافل تہجد میں مشغول ہو جاتے، پھر سحری کے بعد اول وقت فجر ادا کی جاتی، اس کے بعد آپ کا یا کسی مہمان عالم کا اصلاحی بیان ہوتا، اس کے بعد آپ نماز اشراق ادا کر کے آرام فرماتے، دس بجے کے قریب بیدار ہو کر نمازِ چاشت ادا فرماتے اور پھر تلاوت میں مشغول ہو جاتے، اس دوران ضروری ملاقاتوں اور دیگر امور کی تکمیل کا سلسلہ بھی جاری رہتا، نماز ظہر سے قبل کچھ دیر آرام فرماتے، پھر نماز ظہر کے بعد ایک گھنٹہ کے قریب

بیان فرماتے اس کے بعد پھر تلاوت کا سلسلہ شروع ہو جاتا، بہت سے معتکفین چھوٹے چھوٹے تعلیمی حلقے قائم کر کے قرآنِ مجید کی تصحیح اور علمی مذاکرے میں مشغول رہتے۔ عصر کے بعد اولاً فضائلِ رمضان کتاب سنائی جاتی پھر ذکر کرنے والے حضرات ذکر میں مشغول رہتے اور حضرت اس وقت دیکھ کر تلاوت فرماتے تھے اور تراویح کے بعد زاد السعید سے درود پاک سنانے اور دعا کا معمول تھا، آپ عموماً تراویح کے بعد ہی کھانا تناول فرمایا کرتے تھے۔

الحمد للہ وفات کے سال تک یہ معمولات برابر جاری رہے، اور آپ کی طرف سے ہر طرح کے تکلفات سے اجتناب کے باوجود بڑی تعداد میں شائقین آپ سے اکتسابِ فیض کے لئے ہتھورا پہنچتے رہے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃً۔ (تلخیص از تذکرۃ الصدیق ۱/۴۲۲ مرتبہ: مولانا عبید اللہ الاسعدی)

محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب حقی رحمۃ اللہ علیہ

○ محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہٗ خلیفہ اجل حضرت حکیم الامتؒ کے یہاں رمضان المبارک کا مہینہ خاص طور پر سالکین کی روحانی تربیت کا ہوتا تھا، رمضان المبارک کے معمولات اس طرح منظم اور مربوط تھے کہ اگر اسے ''تربیتی کیمپ'' سے تعبیر کیا جائے تو بجا ہوگا۔ حضرت والا سحری سے کافی پہلے بیدار ہو کر تہجد میں مشغول ہو جاتے اس کے بعد سحری نوش فرماتے اور پھر اگر وقت بچتا تو گشت فرما کر مہمانوں کی خبر گیری فرماتے، یا حسبِ سہولت تا اذانِ فجر تلاوت میں مشغول رہتے، فجر کے بعد مسجدِ حقی میں حسبِ معمول قرآنِ کریم کے ایک لفظ کا ترجمہ اور نماز کی عملی مشق کے بعد حضرت والا کی مرتب کردہ ہدایاتِ رمضان میں سے کوئی ہدایت پڑھ کر سنائی جاتی، اس کے بعد جانے والے حضرات سے مصافحہ فرماتے۔ بعدہ ۸ ربجے تک آرام فرماتے، ۸ ربجے مناجات اور ترانہ کا پروگرام ہوتا، اس کے بعد ۳۰-۸ سے ۹ ربجے تک تبلیغ دین اور آداب المعاشرت کی تعلیم ہوتی، پھر ۹ ربجے سے ۳۰-۹ تک تسہیل قصد السبیل کا درس ہوتا، اور ۳۰-۹ سے ۱۰ ربجے تک اذان اور نماز کی عملی مشق کرائی جاتی، ۱۰ ربجے سے ۱۱ ربجے تک مجلس علمی کے نام سے خاص مجلس ہوتی جس میں بالخصوص اہل افتاء اور اساتذۂ حدیث کسی بھی علمی یا فقہی موضوع پر آپس

میں مذاکرہ کرتے، پھر ۱۱ بجے سے ۱۲ بجے تک تصحیح قرآنِ پاک کا معمول تھا، ان مجالس میں حضرت والا حسبِ موقع اچانک خود بھی تشریف لے آتے اور نگرانی فرماتے رہتے تھے۔ ظہر سے قبل تاکید تھی کہ سنتوں کے بعد جو بھی وقت بچے وہ تلاوت میں صرف کیا جائے، ظہر کی نماز کے بعد اولاً پندرہ بیس منٹ تفسیر قرآن کا درس ہوتا اس کے بعد سالکین اپنی اپنی قیام گاہوں پر جاکر ذکر واذکار اور تسبیحات میں مشغول رہتے۔

عصر کی نماز کے بعد دور کی مجلس ہوتی تھی اور اس کی صورت یہ تھی کہ رمضان کی پہلی تاریخ سے سورۂ فاتحہ کی پہلی آیت سے دور شروع ہوتا، حضرت خود ایک آیت پڑھتے پھر سب حاضرین ایک ایک کر کے اسے دہراتے تھے۔ حضرت فرماتے تھے کہ حفاظِ کرام تو دور کی سنت پر عمل کر لیتے ہیں مگر عام لوگ عمل نہیں کر پاتے ان کے لئے یہ صورت تجویز کی گئی ہے۔ دور سے فراغت کے بعد ''کمالاتِ اشرفیہ'' نامی کتاب پڑھی جاتی اور بیچ بیچ میں حضرت والا کچھ تشریح فرماتے جاتے تھے۔ افطار سے ۳۰ منٹ قبل یہ معمولات ختم ہو جاتے پھر افطار کی تقسیم کا کام شروع ہوتا حضرت والا بھی کبھی اس کی نگرانی فرماتے پھر افطار سے قبل اندرونِ خانہ تشریف لے جاتے اور مختصر افطار کر کے جماعت میں شرکت کے لئے مسجد میں تشریف لے آتے، اور نماز مغرب چوں کہ افطار کے دس منٹ بعد ہوتی تھی اس لئے اس درمیان وقفہ میں حاضرین کو کچھ نصیحت بھی فرماتے تھے۔

مغرب کے بعد لوگ اوابین اور انفرادی اعمال میں مشغول رہتے، تراویح میں عرصہ تک آپ کا مسجد حقی میں سوا پارہ پڑھنے کا معمول رہا، اور دعوۃ الحق سے متعلق حضرات کو بھی آپ سوا پارہ ہی پڑھنے کی تلقین فرماتے تھے۔ پھر جب اعذار بڑھے تو مسجد حقی کے علاوہ تراویح کی جماعت مدرسہ میں بھی ہونے لگی، جن میں ۵ حفاظ ایک ایک ترویحہ میں پاؤ پاؤ پارہ سناتے تھے۔ بسا اوقات ترویحہ میں آپ دینی مذاکرہ بھی فرماتے تھے۔ آپ نے اعذار کی بنا پر اگرچہ آخری عشرہ کے اعتکاف کا معمول نہیں بنایا لیکن نفلی اعتکاف کا بہت اہتمام تھا، اور مہمانوں کو بھی تاکید تھی کہ وہ خاص طور پر اعتکاف نفل کا اہتمام کیا کریں، سالکین وحاضرین کی تعداد گھٹتی بڑھتی رہتی تھی اوسطاً پچاس سے سو تک حضرات مقیم رہتے تھے۔ (ملخص از تحریر: مولانا مفتی نعیم احمد صاحب استاذ ومفتی مدرسہ اشرف المدارس ہردوئی)

حضرت مولانا سید اسعد صاحب مدنی دامت برکاتہم

○ امیر الہند سیدی ومرشدی حضرت مولانا سید اسعد صاحب مدنی دامت برکاتہم کا دولت کدہ رمضان آتے ہی عید کا سا سماں پیش کرتا ہے، پورا خانوادۂ مدنی (جس میں بحمدہ تعالی اس وقت ۱۴۲۶ھ میں کم وبیش ۳۰؍ سے زیادہ حفاظ ہیں جن میں ۴؍ بچیاں بھی ہیں) قرآنِ کریم کی گردان اور دور میں مشغول ہوجاتا ہے، ہر فرد کو قراءت وترتیل کے ساتھ قرآنِ کریم پڑھنے کی تربیت دی جاتی ہے، حضرت مولانا دامت برکاتہم کئی سال سے دار العلوم دیوبند کی جدید مسجد میں اخیر عشرہ کا اعتکاف فرماتے ہیں، تراویح میں انتہائی اطمینان کے ساتھ ایک پارہ پڑھا جاتا ہے، جس میں تقریباً ۲؍ گھنٹے صرف ہوتے ہیں، اکثر بڑے صاحب زادے مولانا سید محمود صاحب مدنی زید فضلہ تراویح سناتے ہیں، تراویح کے بعد کچھ دیر کتاب فضائلِ رمضان، اکابر کا رمضان پڑھی جاتی ہے، اس کے بعد ذاکرین حسبِ ہدایت ذکر جہری وغیرہ میں مشغول ہوجاتے ہیں، اسی میں تہجد کی جماعت کا وقت ہوجاتا ہے، جس میں چار حفاظ یکے بعد دیگرے ایک ایک پارہ سناتے ہیں، اور یہ سلسلہ ختم سحری سے نصف گھنٹہ قبل تک جاری رہتا ہے۔ ختم سحری کے پندرہ بیس منٹ بعد طویل قراءت کے ساتھ فجر کی نماز ہوتی ہے، دن کا اکثر حصہ حضرت مولانا مدظلہ تلاوت میں گذارتے ہیں، ظہر کے بعد سالکین سے خصوصی ملاقات ہوتی ہے اور انہیں ان کے احوال کے مطابق ہدایات سے نوازتے ہیں، عصر کے بعد قرآنِ کریم کا دور ہوتا ہے، جس میں سب حاضرین سماعت کرتے ہیں، رمضان میں مہمانوں کی بہت کثرت ہوجاتی ہے۔ اخیر عشرہ اور طاق راتوں میں مجمع ہزاروں تک پہنچ جاتا ہے، جمعہ کی نماز میں حضرت مولانا کا بیان سننے کے لئے علاقہ کے ہزاروں لوگ جمع ہوتے ہیں، اور گھر کے لوگ ان مہمانوں کی خدمت اپنے لئے باعث سعادت سمجھتے ہیں۔

حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب دامت برکاتہم

○ حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب دامت برکاتہم سہارن پور میں اپنے والد ماجد حضرت شیخ

الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی روایتوں کی حفاظت فرماتے ہیں، آپ دار جدید مظاہر العلوم سہارن پور کی مسجد میں اپنے متوسلین کے ساتھ پورے مہینہ کا اعتکاف فرماتے ہیں، معمولات تقریباً وہی ہیں جو حضرت شیخ کے زمانہ میں تھے، رات میں تلاوت اور شب بیداری کا نہایت اہتمام ہے، دن میں ذکر واذکار کی مجلسیں اور اصلاح وارشاد کی روحانی محفلیں نظر آتی ہیں۔

اللہ کرے ان بزرگوں کے فیوض مزید عام ہوں، اور ہم سب کو ان سے مستفیض ہونے کی توفیق نصیب ہو، آمین۔

(۱۲)

رمضان اور ہمارا معاشرہ

ماہ مبارک کی آمد آمد کا غلغلہ اہل ایمان کی زبانوں پر ہے۔ جذبۂ عبادت واطاعت سے لبریز قلوب رحمتِ خداوندی کی برسات کے بے چینی سے منتظر ہیں۔ مسلمان بچے رمضان کے مبارک چاند کے طلوع کا انتظار کررہے ہیں تو مسلم گھرانوں کی عورتیں ابھی سے سحر وافطار کے لئے تیاریاں کررہی ہیں۔ دوکان داروں کے لئے بھی ماہ مبارک مادّی خوشحالی کا پیغام بن کرآرہا ہے۔ حفاظ کرام اگر قرآنِ کریم کی گردان میں مشغول ہیں تو قرآن سننے کا شوق رکھنے والے لوگ حافظوں کی تلاش میں سرگرداں نظر آرہے ہیں۔ اور بہت سے مال دار نعمتِ خداوندی کے قدرداں اپنی زکاۃ کے حساب وکتاب میں مشغول ہیں تاکہ ماہِ مبارک شروع ہوتے ہی اپنے فریضہ سے سبکدوش ہوں اور ستر گنا ثواب حاصل کریں۔ الغرض ہر سطح پر ماہِ مبارک کے استقبال کا شعور معاشرہ میں وقت کی رفتار کے ساتھ ساتھ بڑھتا جارہا ہے۔ دیکھتے ہی دیکھتے انتظار کی گھڑیاں اختتام کو پہنچتی ہیں۔

تراویح

آج چاندرات ہے۔ ماہِ مبارک کے اعزاز میں شہروں اور دیہاتوں کی فضا گولوں اور سائرنوں کی آوازوں سے معمور ہے۔ بچوں کے شور وشغب سے کانوں پڑی آواز سنائی نہیں دے رہی۔ مسجدوں، مکانوں اور کارخانوں میں تراویح کی تیاریاں زور وشور سے جاری ہیں۔ کہیں

اطمینان سے ایک ایک پارہ پڑھا جائے گا۔ بہت سی جگہوں پر تین تین پاروں کی گردان ہوگی اور کسی کسی جگہ صرف ایک ڈیڑھ گھنٹے میں پانچ پانچ پارے پڑھنے کا باقاعدہ اعلان کیا جائے گا۔ یہاں الفاظ کی سرعت دیکھ کر آبشاروں کی روانی بھی شرمائے گی اور رکوع وسجدہ کے آداب کی برسرعام پامالی شیطان کو بھی شاباشی دینے پر مجبور کردے گی۔ ان جگہوں پر سیکڑوں نہیں ہزاروں کا مجمع ہوگا۔ ایسی مساجد ومقامات پر تل رکھنے کی جگہ نہ ملے گی۔ حتی کہ لاؤڈ اسپیکر بھی اپنے سامعین تک آواز پہنچانے میں ناکام نظر آئیں گے۔ اس عظیم مجمع کا مقصد عبادت کم، تماشہ اور نام ونمود زیادہ ہوگا اور ہر ایک یہ چاہے گا کہ جلد از جلد تراویح کی بیگار ٹال کر چائے اور کھانے کے ہوٹلوں کی راہ لے اور میوزک کے ساتھ بجنے والی نظموں اور قوالیوں کے درمیان خوش گپیاں کرتے ہوئے رات گزار دے۔

کسی کو اس ''تیز گام'' تراویح کو دیکھ کر یہ احساس تک نہ ہوگا کہ اس نے اپنے سب سے بڑے محسن ''قرآنِ کریم'' کی توہین میں کہاں تک حصہ لیا ہے؟ اور کتاب اللہ کے دل کو کس قدر ٹھیس پہنچائی ہے؟ دوسروں کو چھوڑیئے خود حافظ بھی اپنی تیزی پر فخر کرتا دکھائی دے گا اور اس کے دل پر قطعاً یہ بات نہ گزرے گی کہ اس نے الفاظ قرآنی کا گلا گھونٹ کر کتنی بڑی زیادتی کی ہے۔ اور قرآن کو اپنے سے ناراض کر کے کتنی بڑی محرومی مول لی ہے؟

قرآنِ کریم کو زیادہ سے زیادہ پڑھنا اور سننا، سنانا یقیناً باعثِ اجرِ عظیم ہے لیکن اسی وقت جب کہ اس کا حق ادا کر کے پڑھا جائے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نصیحت فرماتے ہیں ''اس قرآن کریم کو شعر کی طرح جلدی جلدی نہ پڑھو اور سوکھی ہوئی کھجوروں کی طرح اسے مت گراؤ۔ بلکہ اس کے عجائب پر توقف کرو اور اس سے دلوں کو جھنجھوڑو اور تم میں سے کسی کا یہ ارادہ نہ ہو کہ (بہرحال) سورت ختم کرنی ہی ہے۔ (زاد المعاد ۱/۳۴۰)

موجودہ زمانہ کے ''سپر فاسٹ'' حفاظ کو خدا سے ڈرنا چاہئے اور سوچنا چاہئے کہ وہ اپنی عظیم نعمت کو کس طرح پامال کر رہے ہیں؟ کاش ہمیں قرآن کی عظمت کا احساس ہوتا۔ کاش ہمارے دلوں میں بہتر قرآن سننے اور سنانے کی خواہش انگڑائیاں لیتی، اور ہم قرآن کا واقعی حق ادا کرنے والے بن جاتے۔

راتوں کی بے قدری

یہ تہجد کا وقت ہے۔ رمضان کی رحمتیں ٹوٹ کر بندگانِ خدا پر برس رہی ہیں۔ فرشتے صدا لگا رہے ہیں ''اے بھلائی کے طالب آگے بڑھ اور اے برائی کا ارادہ کرنے والے اپنے ارادے سے باز آ''۔ (مشکوۃ ۱۷۳/۱)

اللہ رب العالمین اپنے بندوں کا شوق عبادت دیکھ کر فرشتوں سے فخر فرما رہا ہے۔ (الترغیب والترہیب ۶۰/۲)

گویا رحمت کا دروازہ وا ہے اور شفقت ورحمت کا دریا جوش مار رہا ہے، ایسے میں کوئی خوش نصیب اپنے گرم گرم بستر کو چھوڑ کر رحمت کے حصول کی امید میں وضو کی مشقت اٹھاتا ہے اور پھر بارگاہ ایزدی میں دست بستہ کھڑے ہو کر راز و نیاز میں مشغول ہونا چاہتا ہے، مگر یہ کیا؟ وہ پڑھنا چاہتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا۔ وہ آگے بڑھتا ہے تو نسیان وذہول کا غلبہ اس کے قلبی اطمینان وسکون کے تار و پود بکھیر دیتا ہے۔ اس لئے کہ قوالیوں اور گانوں کی آواز سے فضا پر شور ہے، سکون مفقود ہے، عبادت جس قلبی انبساط کو چاہتی ہے اس کا دور دور تک پتہ نہیں ہے۔ کیا یہ میوزک اور گانے غیر مسلم بجا رہے ہیں تاکہ مسلمانوں کی عبادت کو غارت کیا جا سکے؟ نہیں نہیں! یہ رمضانی ہوٹلوں اور ''محبین رسول'' کے گھروں سے نکلنے والی آوازیں ہیں جنھوں نے مسلم محلوں میں تہجد کے وقت عبادت کا مزا کرِکرا کر کے رکھ دیا ہے۔ یہ وہی گانے ہیں جن کے بارے میں ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ گانا دل میں اس طرح نفاق کی آبیاری کرتا ہے جیسے پانی کھیتی کو اُگاتا ہے۔ (مظاہر حق ۹۱/۴، شعب الایمان ۲۷۹/۴)

یہ گانے اللہ کی رحمت کے بجائے اس کے غضب کے نزول کا سبب ہیں۔ رمضان کی متبرک راتوں میں شیطان نے ہمیں ان خرافات میں مبتلا کر کے اللہ کی رحمت سے دور کر دیا ہے۔ ہے کوئی اللہ کا بندہ جو اس لعنت سے قوم کو نجات دلا کر اپنے لئے اخروی سعادت کی ضمانت لے؟ اور عبادت گزاروں کی دعاؤں میں اپنا حصہ مقرر کرا لے؟

دنوں کی بے حرمتی

ایک خالص مسلم آبادی کا محلہ ہے، لوگوں کی چہل پہل قابلِ دید ہے، بچوں کے کھیل کود کا انداز بھی مسلم قومیت پر پوری طرح شاہد عدل ہے۔ ہونا یہ چاہئے تھا کہ یہاں رمضان کے مبارک زمانہ میں کھانے پینے کی دوکانوں پر دن میں ''ہو'' کا عالم ہوتا، ہوٹلوں اور چائے خانوں کے دروازوں پر پڑے ہوئے تالے بابانگ دُہل مسلم معاشرہ کی اسلامیت کا ثبوت فراہم کرتے، مگر افسوس! یہاں سے دن میں بھی پلیٹوں اور پیالیوں کی کھنکھناہٹ کا شور سنائی دیتا ہے۔ بس فرق یہ ہے کہ رمضان سے پہلے کوئی پردہ نہیں تھا۔ اوراب لوگوں کو بے وقوف بنانے یا روزہ خوروں کو مکمل پناہ دینے کی غرض سے ہوٹل کے دروازے پر میلا سا پردہ ڈال دیا گیا ہے۔ اگر کوئی اللہ کا بندہ ان رمضان کی عظمت سے کھلواڑ کرنے والوں سے اہانتِ دین کی شکایت کرتا ہے تو یہ ''ہوٹل کے مسلمان مالک'' الٹا اسے ہی خطاوار ٹھہراتے ہیں کہ یہ شخص ہماری روزی پر لات مارنا چاہتا ہے۔ انھیں اللہ کی ناراضگی کی فکر نہیں رہتی بلکہ صرف اپنی کمائی اور ذاتی مفاد پیشِ نظر رہتا ہے۔

ذرا سوچئے! کیا اس کھلی ہوئی بے حرمتی پر خاموش رہ کر ہم اللہ کے غضب کو دعوت نہیں دے رہے ؟

یہ سنت کا مذاق

یہ ایک نائی کی دوکان ہے، صبح ہی سے دُکان پر شیو بنوانے والوں کی بھیڑ ہے۔ نائی بھی حیران ہے کہ آج بیک وقت اتنے سارے شیو بڑھے ہوئے لوگوں نے کیوں اچانک میری دوکان پر ہلّہ بول دیا ہے؟ تحقیق سے پتہ چلا کہ یہ بھیڑ ان بدنصیب حفاظ کی ہے جو سال بھر داڑھی جیسی عظیم سنتِ اسلام سے محروم رہتے ہیں اور جو صرف قرآن سنانے کا حق حاصل کرنے کے لئے رمضان سے چند روز قبل شیو بنانا چھوڑ دیتے ہیں اور جب دسویں شب کو ختم قرآن کے بعد ان کا مقصد حاصل ہو جاتا ہے تو یہ پھر اپنی سابقہ شیطانی ڈگر پر آجاتے ہیں۔ اور شیطان نے ان کے نفس کو اس

محرومی کا ایسا عادی بنا دیا ہے کہ رمضان میں شیطانوں کی بندش کے باوجود ان کا اپنا نفس شیطان کی قائم مقامی کا کام انجام دیتا ہے ان کی اس جسارت کو دیکھ کر سچے صاحبِ ایمان کا کلیجہ منہ کو آ رہتا ہے۔ کیا اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ اس بے ہودہ مذاق سے ہم نے بچنے کا کوئی راستہ نکالا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ ایسے بے غیرت اور تارک سنت حفاظ کا قرآن کریم سن کر ہم بھی ایک سنت کے مذاق میں جان بوجھ کر شریک ہو رہے ہیں۔ کیا اس استہزا کو روکنے کے لئے ہماری اسلامی غیرت کچھ انگڑائی لے گی؟

افطار پارٹیاں

شامیانے، سجاوٹ، میز کرسیاں، اور چکا چوند روشنی دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کوئی بڑی ''خلاف شرع شادی'' ہونے والی ہے۔ پوچھنے پر پتہ چلتا ہے کہ یہ شادی نہیں ہے بلکہ ''افطار پارٹی'' کا اہتمام ہے۔ یہ پارٹیاں نئے زمانہ کے رمضان کا فیشن اور سیاست اور ڈپلومیسی کا پلیٹ فارم بن گئی ہیں نام ونمود اور سستی شہرت کے لئے بھی اس عنوان کا سہارا لیا جانے لگا ہے۔ ان پارٹیوں میں غریبوں اور دینداروں کے بجائے عموماً ایسے لوگ مدعو ہوتے ہیں جو ماہِ مبارک کے مقصد اور روح سے نا آشنا ہیں۔ ان تقریبات کی نحوست سے بہت سی جگہ شرکاء مغرب کی نماز تک سے محروم ہو جاتے ہیں اور تراویح بھی خطرے میں پڑ جاتی ہے۔ یہی نہیں بلکہ ان تقریبات کی تصویر کشی اور ویڈیو گرافی کر کے روزہ کا ثواب برسرِ عام غارت کیا جاتا ہے۔ اور کہیں کہیں تو پارٹیوں میں مردوں اور عورتوں کا بے محابا اختلاط شرم وحیا کی چادر کو تار تار کر دیتا ہے۔

درحقیقت اس طرح کی اجتماعی افطار پارٹیاں ماہ مبارک کی پیشانی پر کلنک کا ٹیکہ بنتی جا رہی ہیں۔ اور ہمیں رمضان کی اس بے ادبی کا قطعاً احساس نہیں ہے، ذرا غور کریں کیا ان منکرات و معاصی کے باوجود افطار کی یہ رسم ہمارے لئے باعث اجر وثواب بن سکتی ہے؟ آج ضرورت ہے ان مسرفانہ تقریبات پر بند لگانے اور بڑھتی ہوئی نام ونمود کی وبا پر روک لگانے کی۔ تاکہ صحیح معنی میں ہم رمضان کی برکتوں سے مالا مال ہو سکیں۔

اعتکاف سے بے رغبتی

آخری عشرہ شروع ہو چکا ہے۔ رمضان کی مقدس ومبارک ساعتیں تیزی سے اختتام کو پہنچ رہی ہیں۔ رات کے وقت مسجد میں جائیں تو عموماً مسجدیں خالی نظر آئیں گی۔ اور اگر کوئی دکھائی بھی دے گا تو ایسا بوڑھا شخص جو اپنی زندگی سے مایوس ہو چکا ہو۔ ایسا کیوں؟ کیا ان دنوں میں اعتکاف سنت موکدہ بالکفایہ نہیں؟ کیا شہنشاہِ عالم کے دربار میں برابر حاضری اہلِ ایمان کو محبوب نہیں؟ کیا ماہ مبارک کی برکتیں لوٹنے کا ان میں ولولہ نہیں؟ ہاں! ضرور ہے۔ مگر صرف زبان کی حد تک۔ جب بات وقت کی قربانی اور عیش وآرام کو چھوڑنے کی آتی ہے تو یہ ولولہ اور جذبہ یکسر کافور ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ اعتکاف کا مطلب دوسرے لفظوں میں کاروبار کا نقصان اور دنیوی مصروفیتوں میں دخل اندازی بھی ہے جسے برداشت کرنے کا ہم حوصلہ نہیں رکھتے۔ اللہ اکبر! کاروبار چھوڑنے پر نقصان کا احساس اس قدر، اور رزاق حقیقی پروردگار عالم کی رحمتوں سے محرومی پر نہ کوئی افسوس اور نہ اس کی تلافی کا کوئی جذبہ؟ آخر اس بے حسی کی کوئی حد ہے؟

اعتکاف کی وہ عبادت جس کا ہمارے محبوب سرور کائنات فخر دو عالم ﷺ نے حکم ملنے کے بعد کبھی ناغہ نہیں فرمایا۔ اور جس کے متعلق کتب حدیث میں آپ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ ”جس شخص نے رمضان کے دس دن کا اعتکاف کیا اس کو دو حج اور دو عمرہ کا ثواب عطا کیا جائے گا“۔ (الترغیب والترہیب ۹۶/۲، شعب الایمان ۴۲۵/۳)

ایسی مہتم بالشان عبادت آج ہمارے اوپر بوجھ بن چکی ہے۔ کتنی ہی مسجدیں اور بستیاں اس اہم سنت سے محروم رہتی ہیں اور پورا علاقہ سنت کفایہ چھوڑنے کا گناہ اپنے سر لیتا ہے۔ اللہ رب العزت ہمیں اس عظیم عبادت کی انجام دہی کی سعادت سے بہرہ ور فرمائے، آمین۔

اُف یہ برتاؤ!

رمضان کا زمانہ ہے۔ ایک مال دار اپنی فرم کے ”کیبن“ میں پورے امیرانہ غرور کے ساتھ موجود ہے۔ گھنٹی بجتی ہے۔ چپراسی اندر آتا ہے اور خبر دیتا ہے۔ سَر! ایک مولوی صاحب آپ سے

ملنا چاہتے ہیں، مال دار کی پیشانی پر تکدر کی سلوٹیں پڑ جاتی ہیں، کچھ سوچ کر اور کچھ بڑبڑا کر۔ نہایت ترش انداز میں کہتا ہے: ''بلالو'' مولوی صاحب ہاتھ میں بیگ لئے ہوئے کیبن میں پہنچتے ہیں۔ ابھی وہ اپنے حواس بجا نہیں کر پاتے کہ مال دار کی کرخت آواز بلند ہوتی ہے۔ ''آپ لوگوں کو کسی کے وقت کی قیمت کا قطعاً احساس نہیں۔ جب چاہا منہ اٹھا کر چلے آئے۔ چندہ کے علاوہ آپ لوگوں کا کوئی کام بھی ہے؟ مجھے اس وقت بات کرنے کی فرصت نہیں ہے۔ کسی اور وقت آیئے گا''۔ مولوی صاحب اناللہ پڑھ کر واپس ہو جاتے ہیں۔ دوسرے وقت پھر حاضر ہوتے ہیں۔ مگر محرومی ہی رہتی ہے۔ حتیٰ کہ تیسری اور چوتھی مرتبہ میں زکاۃ کی معمولی رقم دے کر ان پر ''احسان'' کیا جاتا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ اگر یہ چندہ اپنی ذات کے لئے مانگا جاتا تو اس ذلت آمیز سلوک پر مولوی صاحب قیامت کی چوتھی تک بھی اس کے سامنے دوبارہ ہاتھ پھیلا کر اپنی ذلت و رسوائی مول نہ لیتے۔ لیکن آج ایک نہیں سیکڑوں مولوی محض اللہ کے دین کی بقا، اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی علمی و روحانی امانت کی حفاظت کے لئے اپنی اَنا کو قربان کر چکے ہیں اور اس کے برخلاف جو مال دار انھیں حقیر یا ذلیل سمجھتے ہیں۔ یا بار بار چکر کٹوا کر انھیں ہراساں اور پریشان کرتے ہیں وہ علم کی بے قدری کر کے اپنی عاقبت خود خراب کرتے ہیں۔

مال داروں کو تو ان مدارس اور ان کے نمائندوں کا احسان مند ہونا چاہئے کہ یہ ان کے لئے خیرات میں حصہ لینے کا ذریعہ اور آخرت کی فلاح کا وسیلہ بنتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ''صدقہ خیرات کیا کرو۔ اس لئے کہ عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے کہ ایک شخص اپنی زکاۃ لے کر نکلے گا تو جسے زکاۃ دی جائے گی وہ کہے گا کہ اگر آپ کل گذشتہ یہ رقم لاتے تو میں قبول کر لیتا اب تو مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ تو وہ مال دار کسی ایسے شخص کو نہ پائے گا جو اس کے صدقے کو قبول کر لے''۔ (مسلم شریف ۳۲۵/۱)

معلوم ہوا کہ چندہ دینا مدرسہ یا مولوی پر احسان نہیں بلکہ درحقیقت یہ اپنی ذات پر احسان ہے۔ کاش ہمیں اس حقیقت کو اعتراف کی توفیق ہو سکے۔

ختم قرآن

مسجد دلہن بن رہی ہے۔ اوپر سے نیچے تک لائٹوں اور رنگ برنگے قمقموں سے فضاپُر نور ہے۔ آج یہاں ختم قرآن ہوگا۔ روزانہ تراویح میں زیادہ سے زیادہ ایک صف ہوتی تھی۔ مگر آج اذان کے وقت ہی سے مسجد باوجود وسعت دامانی کے تنگ ہوگئی ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ تراویح کے بعد آج مٹھائی کی تقسیم کا بھی پلان ہے۔ جس کے لئے کئی دنوں سے چندہ کی تحریک چل رہی تھی۔ اللہ اللہ کر کے حافظ صاحب نے وتر کا سلام پھیرا۔ دُعائیں مانگی گئیں۔ مٹھائیاں تقسیم ہوئیں۔ ادھر حافظ صاحب کو پھولوں سے لاد دیا گیا اور ساتھ میں طے شدہ یا بلا طے شدہ قرآن سنانے کا معاوضہ بنام ''نذرانہ'' پیش کیا گیا۔ حافظ صاحب کی دلی مراد پوری ہوئی تو دینے والوں نے بھی شکر کا سانس لیا کہ چندہ کی محنت ٹھکانے لگ گئی۔ مگر دینے والوں اور لینے والے کسی کو یہ خیال بھی نہ گذرا کہ قرآن جیسی عبادت پر یہ ''لین دین'' کیسا؟ کسی کو توفیق نہ ہوئی کہ اس بارے میں حکم شریعت سے باخبر ہوتا کہ یہ ''لینا دینا'' جائز بھی ہے یا نہیں؟

چند ٹکوں کے لئے قرآن کی اس خرید وفروخت نے آج حفّاظ کرام کی حیثیت عرفی مجروح کر کے رکھ دی ہے ہماری غیرت اس حد تک گر چکی ہے کہ ہم نے قرآن کریم سنانے تک کو ذریعۂ معاش بنالیا ہے۔ قسم بخدا! راج مزدوری کر کے حلال روزی کمانا قرآن کریم کو کمائی کا وسیلہ بنانے کے مقابلہ میں لاکھ درجہ بہتر ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ''جو شخص قرآن کریم کو اس لئے پڑھے تاکہ اس کے ذریعہ سے لوگوں سے روزی اور کھانے پینے کی چیزیں حاصل کرے تو وہ قیامت کے دن اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ اس کے چہرہ پر صرف ہڈی ہی ہڈی ہوگی۔ گوشت موجود نہ ہوگا۔'' (مشکوۃ شریف ۱؍۱۹۳) ذرا غور فرمائیں اللہ کی نظر میں یہ کتنا بھیانک جرم ہے جس میں ہم مبتلا ہیں۔ اور اس رواج کو ختم کرنے کے لئے ہم اپنی شرعی ذمہ داری کہاں تک نبھار ہے ہیں؟

بازاروں کی گھما گھمی

دوکان کی چمک دمک قابلِ دید ہے، خاص کر جوتے اور کپڑے کی دوکانیں خریداروں سے

پٹی پڑی ہیں۔اس پر طرہ یہ کہ یہاں ہر طرف ''صنف نازک'' کی حکمرانی ہے۔کوئی حیادار مرد اپنے دامن حیا کو ٹھیس پہنچائے بغیر اس مجمع سے گذرنے کی قدرت نہیں رکھتا۔جوں جوں رمضان المبارک کی مبارک ساعتیں قیمتی ہوتی جائیں گی اور عید مبارک کا فاصلہ کم ہوتا جائے گا، بازاروں کی رونق بھی بڑھتی جائے گی۔جو مسلمان دوکاندار تہجد کے نام پر دو رکعت نماز پڑھنے پر کبھی اپنے کو تیار نہ کر سکے وہ اب پوری پوری رات دوکان پر جاگ کر گزار دیں گے، وہ عورتیں جنھیں پورے رمضان ایک جگہ بیٹھ کر ایک دو پارہ قرآن پڑھنے کی توفیق نہ ہوسکی وہ آج کل رات دن بے پردہ دوکانوں پر مٹر گشتی کرتی ہوئی دکھائی دیں گی۔ان راتوں میں تراویح پڑھنے اور قرآن سننے کا تو گویا تصور ہی نہیں۔بہت ہوگا تو''الم تر کیف'' سے پڑھ کر احسان جتایا جائے گا۔جیسے جیسے عید قریب آتی جائے گی مسجدیں خالی اور بازار بھرتے چلے جائیں گے۔

افسوس! جو زمانہ سب سے زیادہ برکت کا تھا اور جو متبرک ساعتیں سارے رمضان کا خلاصہ اور مکھن کی حیثیت رکھتی تھیں، انھیں ہم اپنے ہی ہاتھوں گنوانے کے عادی بن گئے ہیں ہمارے اندر سے آخرت کی فکر نکل چکی ہے اور دنیا کی زیب وزینت نے ہماری آنکھیں خیرہ کردی ہیں۔انہی سب خرافات کی بدولت ہم شب قدر جیسی عظیم الشان رات کی کما حقہٗ عبادت سے بھی محروم رہ جاتے ہیں۔اور اس مبارک رات میں بھی معاصی ومنکرات میں مبتلا رہ کر اپنے کو جہنم کا ایندھن بناتے ہیں۔ہمارے دن ٹیلی ویژن دیکھتے ہوئے، جھوٹ بولتے ہوئے، غیبت کرتے ہوئے اور راتیں خوش گپیاں کرتے ہوئے گزرتی ہیں۔

اس لئے آیئے عہد کریں کہ رمضان کی جو نعمت ہمیں نصیب ہوئی ہے یا ہونے والی ہے ہم اس کی پوری طرح قدر کریں گے۔اور ان تمام خرابیوں سے خود بچیں گے دوسروں کو بھی بچائیں گے جو آج رمضان کے پُرنور زمانہ میں رائج ہوگئی ہیں۔

اے اللہ ہماری حالت بدل دے اور اپنی ذات پر سچا یقین پیدا فرما کر ہمیں اپنے عبادت گذار اور آخرت کی فکر کرنے والے بندوں میں شامل فرمادے۔آمین۔(ندائے شاہی، فروری ۱۹۹۴ء)

○❖○

۱۴

عید! خوشی میں اظہارِ بندگی

دنیا کی قوموں کا یہ طریقہ ہے کہ وہ اپنے تہوار اور خوشی کے دنوں میں لہو ولعب، ناچ گانے، شراب نوشی اور تفریحات کو پسند کرتے ہیں۔ اگلے پچھلے رنج وغم اور مصائب کو بھول کر وقتی خوشی میں ایسے سرشار ہوجاتے ہیں کہ انھیں اپنی سدھ ہی نہیں رہتی۔ ہم اپنے برادرانِ وطن میں ہولی اور دیوالی کے موقع پر ایسے مناظر بکثرت دیکھتے رہتے ہیں۔ اسی طرح عیسائیوں کے یہاں جب کرسمس کا دن آتا ہے تو وہ ہر طرح کے معاصی اور منکرات میں مبتلا ہوکر اظہارِ مسرت کرتے ہیں۔ یہی دستور زمانۂ جاہلیت میں بھی رائج تھا۔

حضور اکرم ﷺ جب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو مدینہ کے لوگ سال میں دو دن خوشی کے مناتے تھے۔ ان دونوں دنوں میں خوب کھیل کود ہوتا تھا اور گانے باجے کی مجلسیں جمتی تھیں۔ مگر حضور اکرم ﷺ نے ان سب سلسلوں کو ختم فرما کر اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان دو دنوں کے بجائے دو خوشی کے دن (عید الفطر اور عید الاضحیٰ) مقرر فرمائے (ابوداؤد شریف ۱/۱۶۱) اور ان دنوں میں اظہارِ مسرت کا مظاہرہ کھیل کود، لہو ولعب اور تفریحات کے ذریعہ نہیں کرایا گیا بلکہ اسلام کے ماننے والوں کو حکم ہوا کہ وہ مسرت کا اظہار اس انداز میں کریں کہ وہ خوشی ان کے ظاہر اور باطن سے نمایاں ہوسکے۔ دلوں کی گہرائیوں سے سرور کی خوشبوئیں اُٹھیں، ذہن ودماغ کے گوشوں سے عطر بیز ہوائیں پھیلیں اور بدن کا رگ وریشہ اور رواں رواں اظہارِ مسرت میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوششیں کرنے لگے۔

ایسی لازوال خوشی کے حصول اور اس کے اظہار کا صرف ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان جس ربِّ کائنات کا بندہ ہے۔ وہ اس بندہ نواز کے سامنے اپنی بندگی کا اظہار کرکے اس کی خوشنودی کا مستحق بن جائے۔ ظاہر ہے کہ جس بندہ کا آقا اس سے خوش ہو جائے اس بندہ کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا خوشی ہو سکتی ہے؟ اسی لئے قرآن کریم میں فرمایا گیا: وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ (اور اللہ کی طرف سے خوشنودی سب سے بڑی نعمت ہے) اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کے لئے خوشی کے دنوں میں اظہار بندگی کا حکم دے کر شکرانہ کے طور پر دوگانہ ادا کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ یہی عید کی اصل روح ہے۔ بقیہ جو لوازمات ہیں (مثلاً نہانا دھونا، خوشبو لگانا، نئے کپڑے پہننا، بشاشت ظاہر کرنا وغیرہ) وہ سب ضمنی ہیں۔ آج کے دن کا اصل کام یہ ہے کہ بندہ اپنے عمل سے یہ ظاہر کردے کہ وہ واقعی اپنے رب کا فرمانبردار اور اطاعت گذار ہے اور ایسے ہی بندہ کو درحقیقت آج خوشی منانے کا حق ہے۔ اسی مضمون کے اظہار کے لئے بعض علماء نے درج ذیل اقوالِ حکمت نقل فرمائے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) لَيْسَ الْعِيْدُ لِمَنْ لَبِسَ الْجَدِيْدَ اِنَّمَا الْعِيْدُ لِمَنْ اٰمِنَ مِنَ الْوَعِيْدِ: (اصل عید اس کی نہیں جو محض نئے نئے کپڑے پہنے، بلکہ عید اس کی ہے جو اللہ تعالیٰ کی وعید سے محفوظ ہو جائے) یعنی منکرات اور معاصی سے بچے اور اپنے آقا کو راضی کرنے کی کوشش کرے۔ اس کے برخلاف اگر گناہوں میں مست ہے اور محض ظاہری طور پر نئے کپڑے پہن کر عید کی خوشی میں شریک ہونا چاہتا ہے تو اسے حقیقی مسرت حاصل نہیں ہو سکتی ہے۔

(۲) لَيْسَ الْعِيْدُ لِمَنْ تَبَخَّرَ بِالْعُوْدِ اِنَّمَا الْعِيْدُ لِلتَّائِبِ الَّذِیْ لَايَعُوْدُ (اصل عید اس کی نہیں ہے جو عود کی خوشبو استعمال کرے بلکہ عید تو اس توبہ کرنے والے کے لئے ہے جو یہ عزم کرلے کہ اب کبھی گناہ نہ کرے گا) یعنی توبہ بھی محض وقتی نہ ہو بلکہ سچی اور پختہ توبہ کرنے والا ہی حقیقی مسرت سے مالا مال ہو سکتا ہے۔

(۳) لَيْسَ الْعِيْدُ لِمَنْ تَزَيَّنَ بِزِيْنَةِ الدُّنْيَا اِنَّمَا الْعِيْدُ لِمَنْ تَزَوَّدَ بِزَادِ التَّقْوٰى،

(عیداس کی نہیں ہے جو دنیا کی زیب وزینت اختیار کرے بلکہ عید تو اس کی ہے جو تقویٰ کے توشہ کو مہیا کرے) بالخصوص رمضان المبارک کا مہینہ تو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے حصول کا بہترین سبب بنا کرامتِ محمدیہ کو مرحمت فرمایا ہے۔

روزوں کی فرضیت کا خاص مقصد بھی قرآن کریم میں یہی بیان کیا گیا ہے۔ اس لئے رمضان میں جو لوگ تقویٰ سے اپنے آپ کو آراستہ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں بٹھاتے ہیں وہی درحقیقت عید کی مسرتوں کے حقدار ہیں۔

(۴) لَيْسَ الْعِيْدُ لِمَنْ رَكِبَ الْمَطَايَا اِنَّمَا الْعِيْدُ لِمَنْ تَرَكَ الْخَطَايَا. (عیداس کی نہیں ہے جو سواریوں پر سوار ہو بلکہ عیداس کی ہے جو گناہوں اور غلطیوں کو چھوڑ دے) کیونکہ اگر گناہ رہیں گے تو اللہ تعالیٰ کے عذاب کا خوف اور خطرہ بھی رہے گا۔ اس خطرہ کی موجودگی میں حقیقی خوشی حاصل نہیں ہوسکتی۔

(۵) لَيْسَ الْعِيْدُ لِمَنْ بَسَطَ الْبِسَاطَ اِنَّمَا الْعِيْدُ لِمَنْ جَاوَزَ الصِّرَاطَ. (عیداس کی نہیں ہے جو فرش اور گدّے بچھالے بلکہ عید تو اس کی ہے جو اپنے لئے پل صراط سے گذرنے کا انتظام کرلے۔ (مظاہر حق ۱/۴۹۲)

آج افسوس کا مقام ہے کہ دیگر قوموں کی دیکھا دیکھی مسلمانوں نے بھی عید کو محض ایک تہوار سمجھ لیا ہے اور اظہار بندگی کا جذبہ ذہنوں سے بالکل محو ہوتا چلا جارہا ہے۔ جیسے ہی عید کا چاند نظر آتا ہے نوجوان لڑکے لڑکیوں کی ٹولیاں بازاروں میں نکل پڑتی ہیں۔ دکانوں پر مردوں عورتوں کا ہجوم ہوجاتا ہے۔ گانے بجانے کی آوازوں سے کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی ہے۔ عید کی مبارک رات مٹر گشتیوں میں ضائع کردی جاتی ہے اور پھر عید کے دن بھی دوگانہ کی ادائیگی کے بعد انہی لغویات کا سلسلہ کئی روز تک جاری رہتا ہے۔ سینما ہالوں اور تفریح گاہوں کی رونقیں بڑھ جاتی ہیں۔ یہ صورتِ حال اہلِ اسلام کی اسلامی شان کے بالکل خلاف ہے۔ اگر ہم بھی یہی طریقہ اپنانے لگیں گے تو ہم میں اور غیروں میں آخر کیا فرق باقی رہے گا؟ اس لئے ضروری ہے کہ عید کو اسلامی شان و

شوکت کے ساتھ منایا جائے۔ اور یہ شان وشوکت اسی وقت حاصل ہوسکتی ہے۔ جب کہ ہم اپنی عید کو ہر گناہ اور ہر معصیت سے محفوظ رکھیں اور بندگی کے اظہار میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کریں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ صحیح معنی میں ہمیں اپنی بندگی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

○ عیدین کے مسائل :

عیدین کی شرائط

بڑے شہروں اور قصبات میں جہاں اقامت جمعہ کے شرائط پائے جاتے ہوں (مثلاً وہاں کی آبادی کم از کم تین ہزار ہو یا ضروریاتِ زندگی بآسانی مہیا ہوں وغیرہ) وہاں عیدین کی نماز پڑھنا واجب ہے، البتہ جہاں شرائط جمعہ نہ پائی جاتی ہوں وہاں عید پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ **تجب صلاتهما على من تجب عليه الجمعة بشرائطها المتقدمة، وفي القنية صلاة العيد في القرى تكره تحريماً أي لأنهٗ اشتغال بما لايصح لأن المصر شرط الصحة.** (در مختار مع الشامی زکریا ۴۵/۳-۴۶، امداد المفتیین ۴۰۷)

عیدین کا وقت کب شروع ہوتا ہے؟

عیدین کی نماز کا وقت طلوعِ آفتاب کے تقریباً پندرہ منٹ کے بعد شروع ہوجاتا ہے، لیکن نماز کا ایسا وقت مقرر کیا جائے کہ لوگ تمام تیاریاں کر کے بسہولت عیدگاہ میں حاضر ہوسکیں۔ **وابتداء وقت صحة صلاة العيد من ارتفاع الشمس قدر رمح (أي هو إثنا عشر شبراً) أو رمحين حتى تبيض لأنه ﷺ كان يصلي العيد حين ترتفع الشمس قدر رمح أو رمحين.** (مراقی الفلاح مع طحطاوی ۲۹۰، شامی زکریا ۵۲/۳، رحیمیہ ۵۵/۵)

نمازِ عید شہر سے باہر عیدگاہ میں پڑھنا

نمازِ عیدین شہر سے باہر نکل کر عیدگاہ میں پڑھنا سنت ہے۔ **ثم خروجه ماشياً إلى الجبانة والخروج إليها (أي الجبانة) لصلاة العيد سنةٌ وإن وسعهم المسجد**

الجامع. (در مختار مع الشامی زکریا ٤٩/٣، دار العلوم ١٨٥/٥)

شہر کی متعدد مساجد میں نمازِ عید

شہر کی متعدد مسجدوں میں نمازِ عید ادا کرنے کی اجازت ہے۔ **وتؤدى بمصر واحد بمواضع كثيرة اتفاقاً.** (در مختار مع الشامی زکریا ٥٩/٣، دار العلوم ١٨٤/٥)

نماز عیدگاہ سے پہلے شہر کی مساجد میں نماز کا حکم

عیدگاہ میں نماز ہونے سے پہلے شہر کی مسجدوں میں نماز عید بلا کراہت جائز ہے۔ **ولو ضحى بعد ما صلى أهل المسجد ولم يصل أهل الجبانة أجزأه استحساناً لأنها صلاة معتبرة.** (شامی زکریا ٤٦٠/٩، ہدایہ ٤٣٠/٤، ہدایہ اشرفی ٤٤٦/٤)

عید کی تیاری

عید کے دن غسل کرنا، مسواک کرنا، اچھے کپڑے پہننا اور خوشبو وغیرہ لگانا مستحب ہے۔ **ويستحب يوم الفطر للرجل الاغتسال والسواك ولبس أحسن ثيابه الخ.**

(عالمگیری ١٤٩/١)

عید الفطر میں عیدگاہ جانے سے پہلے کچھ کھانا پینا مستحب ہے

عید الفطر میں عیدگاہ جانے سے پہلے طاق عدد چھوارے یا کھجور کھا کر جانا مستحب ہے اگر یہ میسر نہ ہو تو کوئی بھی میٹھی چیز کھا لینا کافی ہے، اس موقع پر کسی خاص شیرینی کی تخصیص ثابت نہیں۔ **وندب يوم الفطر أن يطعم اقتداءاً بالنبي ﷺ ويستحب كون ذلك المطعوم حلواً وأما ما يفعله الناس في زماننا من جمع التمر مع اللبن والفطر عليه فليس له أصل في السنة.** (البحر الرائق کراچی ١٥٨/٢، رحیمیہ ٢٨١/١)

عیدگاہ پیدل جانا مستحب ہے

عیدگاہ پیدل جانا سنت ہے اور ہاں واپسی میں سوار ہو کر آنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

ثم خروجه ماشياً إلى الجبانة ولاباس بعوده راكباً. (در مختار مع الشامی زکریا ۴۹/۳)

نمازِ عید سے قبل گھر یا عیدگاہ میں نفلیں پڑھنا

نمازِ عید سے قبل گھر یا عیدگاہ میں نفلیں پڑھنا جائز نہیں ہے، حتی کہ عورتیں بھی اس دن اشراق اور چاشت کی نماز اس وقت تک نہ پڑھیں جب تک کہ عید کی نماز باجماعت نہ پڑھ لی جائے۔ **ولا يتنفل قبلها مطلقاً أي سواء كان في المصلى اتفاقاً أو في البيت في الأصح وسواءٌ كان ممن يصلي العيد أو لا حتى أن المرأة إذا أرادت صلاة الضحى يوم العيد تصليها بعد ما يصلي الإمام في الجبانة.** (شامی زکریا ۵۰/۳، امداد المفتین ۴۰۷)

تنبیہ: بعض لوگ عیدگاہ پہنچ کر نمازِ عید سے قبل نمازیں پڑھتے ہیں، اور پوچھنے پر کہتے ہیں کہ ہم فجر کی قضا نماز پڑھ رہے ہیں۔ تو اجتماعی طور پر عیدگاہ میں قضا پڑھنا طرح طرح کی چہ می گوئیوں اور انتشار کا سبب بنتا ہے، اس لئے اس طریقہ سے احتراز لازم ہے۔ اول تو مسلمان کی یہ شان نہیں ہے کہ کوئی نماز قضا کرے اور اگر بالفرض قضا ہو جائے تو اسے برسر عام پڑھنے کے بجائے گھر میں ادا کرے تاکہ اپنی کوتاہی مخلوق کے سامنے نہ آسکے۔

نمازِ عید کی نیت

نمازِ عید شروع کرتے وقت مقتدی کے دل میں یہ استحضار رہے کہ میں قبلہ رو ہو کر اس امام کے پیچھے دو رکعت واجب نماز ادا کر رہا ہوں جس میں چھ زائد واجب تکبیریں ہیں۔ نیت کے لئے یہ استحضار کافی ہے زبان سے نیت کے کلمات ادا کرنا ضروری نہیں ہے باقی اگر کوئی ادا کر لے تو ناجائز بھی نہیں۔ **محلها (النية) القلب في كل موضع الخ.** (الاشباہ والنظائر ۸۴/۱)

ترکیب نمازِ عید

نمازِ عید کا طریقہ یہ ہے کہ نیت کے بعد تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ باندھ لیں، ثنا پڑھیں، اس کے بعد دونوں ہاتھ اٹھاتے ہوئے معمولی فصل سے تین مرتبہ تکبیر کہیں، پہلی دو تکبیروں کے بعد ہاتھ

چھوڑتے رہیں اور تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھیں اس کے بعد فاتحہ اور سورۃ ملائیں، پھر رکوع سجدہ کر کے رکعت مکمل کرلیں۔ دوسری رکعت میں اولاً فاتحہ وسورۃ پڑھنے کے بعد رکوع میں نہ جائیں بلکہ تین مرتبہ ہاتھ اٹھا کر تین تکبیریں کہیں اور درمیان میں ہاتھ نہ باندھیں، اس کے بعد بغیر ہاتھ اٹھائے تکبیر کہہ کر رکوع میں چلے جائیں، اور بقیہ نماز حسبِ معمول پوری کریں۔ (حلبی کبیر ۵۶۷)

عورتوں پر نمازِ عید نہیں ہے

عورتوں پر نمازِ جمعہ وعیدین واجب نہیں ہے، اور عام حالات میں انہیں عیدگاہوں اور مساجد میں جا کر نمازِ عید میں شریک ہونا بھی مکروہ اور سخت فتنہ کا سبب ہے، البتہ حرمین شریفین میں یا کسی ایسی جگہ جہاں فتنہ سے مکمل حفاظت ہو اگر عورتیں عید کی جماعت میں شامل ہو جائیں تو جائز ہے۔ تجب صلاة العيد على كل من تجب عليه صلاة الجمعة. (ہندیہ ۱/۱۵۰، شامی زکریا ۳/۴۵)

ويكره حضورهن الجماعة ولو لجمعة وعيد. (در مختار مع الشامی زکریا ۲/۳۰۷)

عیدین میں عورتوں کے احکام

مردوں کی طرح عورتوں کے لئے بھی عید کے دن مستحب یہ ہے کہ وہ غسل کریں اور عمدہ لباس زیبِ تن کریں کیوں کہ یہ خوشی اور زیب وزینت کا دن ہے اور اگر چاہیں تو عیدگاہ یا مساجد میں عید کی نماز ہو جانے کے بعد اپنے گھروں میں تنہا تنہا بطور شکرانہ نفل نماز پڑھ سکتی ہیں۔ ثم يستحب لصلاة العيد ما يستحب للجمعة من الاغتسال والاستياك والتطيب ولبس أحسن الثياب. (کبیری ۵۲٤، شامی زکریا ۳/۴۸)

عیدین کا خطبہ

عیدین کا خطبہ پڑھنا مسنون ہے جو عید کی نماز کے بعد پڑھا جائے گا۔ ويشترط للعيد ما يشترط للجمعة إلا الخطبة كذا في الخلاصة فإنها سنة بعد الصلاة. (عالمگیری ۱/۱۵۰)

عیدین کا خطبہ تکبیر سے شروع کرنا

عیدین کا خطبہ شروع کرنے سے قبل ۹رتکبیریں لگاتار پڑھنا مستحب ہے، جب کہ دوسرے خطبہ کے شروع میں ۷رتکبیرات پڑھنا مروی ہے۔ ویستحب أن یستفتح الأولی بتسع تکبیراتٍ تترئ أی متتابعات والثانیة بسبعٍ هو السنة. (در مختار مع الشامی زکریا ۵۸/۳، دارالعلوم ۱۹۱/۵)

نمازِ عید کی پہلی رکعت میں تکبیراتِ زوائد بھول جانے کا حکم

نمازِ عید کی پہلی رکعت میں امام تکبیراتِ زوائد بھول گیا اور سورۂ فاتحہ کا کچھ حصہ یا پوری سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد یاد آیا تو تکبیرات کہہ کر سورۂ فاتحہ دوبارہ پڑھے، اور اگر سورۂ فاتحہ اور سورۃ پڑھنے کے بعد یاد آیا تو صرف تکبیرات کہے قرأت کا اعادہ نہیں ہوگا۔ نسی التکبیر فی الأولی حتی قرأ بعض الفاتحة أو کلها ثم تذکر یکبر ویعید الفاتحة وإذا تذکر بعدما قرأ الفاتحة والسورة یکبر ولایعید القراءة لأنها تمت وصحت بالکتاب والسنة.

(کبیری ۵۲۵، شامی زکریا ۵۵/۳، رحیمیہ ۲۷/۱)

نمازِ عید کی دوسری رکعت میں تکبیراتِ زوائد بھول جانے کا حکم

اگر امام نمازِ عید کی دوسری رکعت میں قرأت کے بعد تکبیراتِ زوائد نہ کہہ کر رکوع میں چلا جائے تو اس صورت میں رکوع ہی میں ہاتھ اٹھائے بغیر تکبیر کہہ لے، کھڑے ہوکر کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کما لو رکع الإمام قبل أن یکبر فإن الإمام یکبر فی الرکوع ولا یعود إلی القیام لیکبّر. (در مختار مع الشامی زکریا ۵۷/۳)

شافعی امام کی اقتداء میں حنفی کی نمازِ عید

حنفی مقتدی شافعی امام کے پیچھے نمازِ عید ادا کرے تو اسے تکبیراتِ عید میں بھی شافعی امام کی

اقتداء کرنی چاہئے۔ یعنی شافعی امام جتنی مرتبہ زائد تکبیریں کہے حنفی مقتدی بھی اس کی متابعت کرے۔ ولو زاد تابعه إلى ستة عشر لأنه ماثور. (در مختار مع الشامی زکریا ۵۴/۳)

عیدین اور جمعہ میں سجدۂ سہو کا حکم

عیدین اور جمعہ کی نماز میں اگر کوئی واجب ترک ہوجائے یا فرض مکرر ہوجائے یا کوئی اور موجب سجدۂ سہو صورت پیش آجائے تو کثیر مجمع میں فتنہ پھیلنے کے خوف سے جمعہ وعیدین میں سجدۂ سہو نہیں کیا جائے گا۔ والسهو فى صلاة العيد والجمعة والمكتوبة والتطوع سواءٌ والمختار عند المتأخرين عدمه فى الأوليين لدفع الفتنة. (شامی زکریا ۵۶۰/۲، امداد المفتیین ۴۰۶)

نمازِ عید کے بعد دعاء

فرض نمازوں کے بعد دعاء کرنا جناب رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے اس میں عیدین بھی شامل ہے اور بہتر ہے کہ یہ دعا نماز کے فوراً بعد خطبہ سے قبل ہو، کیوں کہ خطبہ کے بعد کی دعا کی کہیں صراحت نہیں ہے۔ عن عبد الله بن زيد بن أرقم عن أبيه عن النبى ﷺ قال من قال فى دبر كل صلاة سبحان ربك رب العزة عما يصفون، وسلام على المرسلين، والحمد لله رب العالمين، ثلاث مرات. فقد اكتال بالجريب الأوفىٰ من الأجر. (المعجم الكبير للطبرانی ۲۱۱/۵، حدیث ۵۱۲۴) عن ثوبان قال كان رسول الله ﷺ إذا انصرف من صلاته استغفر ثلاثاً وقال اللّٰهم أنت السلام ومنك السلام تباركت يا ذا الجلال والإكرام. (مسلم شریف ۲۱۸/۱، مشکوٰۃ شریف ۸۸)

بارش کی وجہ سے عید کی نماز مؤخر کرنا

اگر کسی عذر مثلاً بارش وغیرہ کی وجہ سے عید الفطر کی نماز ایک دن مؤخر کرکے دوسرے دن پڑھی جائے تو جائز ہے۔ وتؤخر بعذر كمطر إلى الزوال من الغد فقط. (در مختار مع الشامی زکریا ۵۹/۳، دار العلوم ۱۸۵/۵)

عید کے دن ایک دوسرے کو مبارک باد دینا

عید کے دن ایک دوسرے کو مبارک باد دینا جائز ہے۔ **والتهنئة بتقبل الله منا ومنكم لا تنكر.** (در مختار مع الشامی زکریا ٤٩/٣)

عیدگاہ میں چندہ کرنا

عیدگاہ میں عیدین کی نماز سے پہلے یا خطبہ کے بعد چندہ کرنے میں مضائقہ نہیں لیکن خطبہ کے دوران اس کی اجازت نہیں ہے۔ **يكره الاشتغال بما يفوت السماع وإن لم يكن كلاماً.** (شامی زکریا ٣٥/٣، رحیمیہ ٨٨/٥)

عیدین کے بعد مصافحہ ومعانقہ

عید کی نماز کے بعد ملنا اور معانقہ یا مصافحہ کرنا امر مسنون نہیں ہے، ہاں اگر کسی سے اسی وقت ملاقات ہو یا نماز کے کچھ فصل کے بعد محض ملاقات کی نیت سے مصافحہ یا معانقہ کیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ **وأما في غير حال الملاقاة مثل كونها عقيب صلاة الجمعة والعيدين كما هو العادة في زماننا فالحديث ساكت عنه فيبقى بلا دليل، وقد تقرر في موضعه إن ما لا دليل عليه فهو مردود.** (مجالس الأبرار ٢٩٨) **وموضع المصافحة في الشرع إنما هو عند لقاء المسلم لأخيه لافي أدبار الصلوات.** (شامی زکریا ٥٤٧/٩)

عیدالاضحیٰ کی نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا مستحب ہے

عیدالاضحیٰ کی نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا پینا مستحب ہے۔ **ويندب تاخيرا كله عنها أي يندب الإمساك عما يفطر الصائم من صبحه إلىٰ أن يصلي وإن لم يضح في الأصح.** (شامی زکریا ٦٠/٣، رحیمیہ ٧٨/٥)

عیدالاضحیٰ کی نماز کب تک مؤخر ہوسکتی ہے؟

عیدالاضحیٰ کی نماز میں اتفاقیہ کوئی عذر پیش آجائے تو گیارہویں بارہویں تاریخ کو بھی ادا کی جاسکتی ہے۔ لکن هنا یجوز تاخیرها إلی اخر ثالث أیام النحر بلا عذر مع الکراهة وبه أی بالعذر بدونها. (شامی زکریا ۵۹/۳، دارالعلوم ۱۹۱/۵)

تکبیر تشریق

تکبیر تشریق فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ پڑھنا واجب ہے اس کے الفاظ درج ذیل ہیں:
اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ. (شامی زکریا ۶۲/۳، هندیه ۱۵۲/۱)

تکبیر تشریق کب سے کب تک ہے؟

تکبیر تشریق نویں ذی الحجہ کی نماز فجر سے تیرہویں ذی الحجہ کی نماز عصر تک ہر فرض نماز کے فوراً بعد مردوں کے لئے بآواز بلند اور عورتوں کے لئے ایک مرتبہ آہستہ کہنا واجب ہے۔ أوله من فجر عرفة إلی عصر الیوم الخامس آخر أیام التشریق وعلیه الاعتماد. (شامی زکریا ۶٤/۳، ایضاح المسائل ۳۷)

تکبیر تشریق کتنی مرتبہ پڑھی جائے؟

تکبیر تشریق صرف ایک مرتبہ کہنے کا حکم ہے اس سے زیادہ کہنا خلاف سنت ہے۔ ویجب تکبیر التشریق فی الأصح للأمر به مرةً وإن زاد علیها یکون فضلاً (قوله وإن زاد) أفاد إن قوله مرة بیان للواجب لکن ذکر أبو السعود إن الحموی نقل عن القراحصاریٰ إن الاتیان به مرتین خلاف السنة. (شامی زکریا ۶۲/۳، دارالعلوم ۲۱۳/۵)

تکبیر تشریق کن لوگوں پر واجب ہے؟

تکبیر تشریق مقیم، مسافر، منفرد، جماعت، عورت، اہلِ شہر اور دیہات کے رہنے والوں پر

واجب ہے۔ ووجوبه علی إمام مقيم بمصر وعلی مقتد مسافر أو قروی أو إمرأة لكن المرأة تخافت ويجب علی مقيم اقتدى بمسافر وقالا بوجوبه فور كل فرض مطلقاً ولو منفرداً أو مسافراً أو إمرأة لأنه تبع للمكتوبة. (در مختار مع الشامی زکریا ۶۴/۳، دار العلوم ۲۱۶/۵، ایضاح المسائل ۳۷)

تکبیر تشریق بھول جانا

تکبیر تشریق کہنا واجب ہے اگر کوئی مانع فعل صادر ہو جائے مثلاً مسجد سے باہر نکل گیا یا کوئی بات چیت کرلی یا عمداً وضو توڑ دیا تو ان تمام صورتوں میں تکبیر تشریق ساقط ہو جائے گی، لیکن سہواً وضو ٹوٹ جائے تو تکبیر کہہ لے اور اگر قبلہ سے سینہ پھر گیا تو اس میں دو روایتیں ہیں لہٰذا احتیاطاً تکبیر کہہ لی جائے۔ عقب كل فرض عينی بلا فصل يمنع البناء فلو خرج من المسجد أو تكلم عامداً أو ساهياً أو أحدث عامداً سقط عنه التكبير وفی استدبار القبلة روايتان ولو أحدث ناسياً بعد السلام الأصح أنه يكبر ولايخرج للطهارة. (شامی زکریا ۶۳/۳، احسن الفتاوی ۱۲۴/۴)

مسبوق پر تکبیر تشریق

مسبوق پر بھی تکبیر تشریق واجب ہے وہ اپنی بقیہ رکعات پورے کرنے کے بعد پڑھے گا۔ والمسبوق يكبر وجوباً كاللاحق. (شامی زکریا ۶۵/۳، هنديه ۱۵۲/۱)

عورتوں پر تکبیر تشریق

عورتوں پر بھی تکبیر تشریق واجب ہے لیکن وہ بالکل آہستہ آہستہ پڑھیں گی۔ يجب علی المرأة والمسافر والمرأة تخافت بالتكبير. (شامی زکریا ۶۴/۳، هنديه ۱۵۲/۱)

○❖○

ماٰخذ ومراجع

(اس کتاب کی ترتیب وتالیف میں درج ذیل کتب سے مدد لی گئی ہے۔ مرتب)

۱	القرآن الکریم	ترجمہ: حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ (م ۱۳۳۹ھ)	مدینہ منورہ
۲	القرآن الکریم	ترجمہ: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (م ۱۳۶۲ھ)	فرید بک ڈپو دہلی
۳	تفسیر روح المعانی	علامہ ابو الفضل سید محمود آلوسی بغدادیؒ (م ۱۲۷۰ھ)	مکتبہ زکریا دیوبند
۴	صحیح البخاری	الامام ابو محمد بن اسمٰعیل بن بردزبہ البخاریؒ (م ۲۵۶ھ)	مکتبہ الاصلاح لال باغ مراد آباد
۵	صحیح مسلم	الامام ابو الحسین مسلم بن الحجاج القشیریؒ (م ۲۶۱ھ)	مختار اینڈ کمپنی دیوبند
۶	جامع الترمذی	الامام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذیؒ (م ۲۷۹ھ)	مختار اینڈ کمپنی دیوبند
۷	سنن ابی داؤد	الامام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث السجستانیؒ (م ۲۷۵ھ)	اشرفی بکڈپو دیوبند مرقم: دار الفکر بیروت
۸	سنن ابن ماجہ	الامام ابو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی (م ۲۷۵ھ)	اشرفی بک ڈپو دیوبند دار الفکر بیروت
۹	مسند امام احمد بن حنبل (تحقیق: احمد محمد شاکر)	الامام احمد بن محمد بن حنبلؒ (م ۲۴۱ھ)	دار الحدیث القاہرہ
۱۰	السنن الکبریٰ للبیہقی	الامام ابو بکر احمد بن الحسین بن علی البیہقیؒ (۴۵۸ھ)	دار الکتب العلمیہ بیروت
۱۱	شعب الایمان	الامام ابو بکر احمد بن الحسین البیہقیؒ (م ۴۵۸ھ)	دار الکتب العلمیہ بیروت
۱۲	مشکوٰۃ المصابیح	الامام ولی الدین محمد بن عبد اللہ الخطیب التبریزیؒ (م ۷۴۱ھ)	اشرفی بک ڈپو دیوبند
۱۳	مرقاۃ المفاتیح	العلامۃ علی بن السلطان محمد القاری (م ۱۰۱۴ھ)	مکتبہ اشرفیہ دیوبند
۱۴	الجامع لاحکام القرآن	الامام ابو عبد اللہ محمد بن احمد الاندلسی القرطبیؒ (م ۶۶۸ھ)	دار الفکر بیروت
۱۵	الترغیب والترہیب	الحافظ زکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی المنذریؒ (م ۶۵۶ھ)	دار الکتب العلمیہ بیروت

۱۶	مصنف ابن ابی شیبہ	ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ الکوفیؒ (م ۲۳۵)	دارالکتب العلمیہ بیروت
۱۷	المعجم الطبرانی الاوسط	علامہ ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانیؒ (م ۳۶۰ھ)	مکتبۃ المعارف ریاض
۱۸	المعجم الطبرانی الکبیر	علامہ ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانیؒ (م ۳۶۰ھ)	داراحیاء التراث العربی بیروت
۱۹	صحیح ابن حبان	الحافظ محمد بن حبان ابوحاتم التمیمیؒ (م ۳۵۴ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۰	سنن الدارالقطنی	الامام حافظ علی بن عمر الدارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۱	جامع الاحادیث	الحافظ جلال الدین عبدالرحمٰن السیوطیؒ (م ۹۱۱ھ)	دارالفکر بیروت
۲۲	معارف السنن	العلامۃ محمد یوسف بنوریؒ (م ۱۳۹۷ھ)	بنگلہ اسلامک اکیڈمی دیوبند
۲۳	غنیۃ الطالبین	شیخ المشائخ عبدالقادر بن موسیٰ جیلانیؒ (م ۵۶۱ھ)	مطبع اسلامی لاہور
۲۴	احیاء العلوم	حجۃ الاسلام ابوحامد محمد بن محمد الغزالیؒ (م ۵۰۵)	نول کشور لکھنؤ
۲۵	کتاب الآثار للامام محمدؒ	تشریح: علامہ ابوالوفاء افغانیؒ	مجلس علمی ڈابھیل
۲۶	عالمگیری	علامہ نظام الدین و جماعۃ من العلماء	داراحیاء التراث العربی بیروت
۲۷	البحر الرائق	العلامہ زین العابدین ابراہیم ابن نجیم الحنفیؒ (م ۹۷۰)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۲۸	فتاویٰ قاضی خاں	علامہ فخر الدین حسن بن منصور المعروف بقاضی خاںؒ (م ۵۹۲ھ)	داراحیاء التراث العربی
۲۹	ہدایہ	شیخ الاسلام برہان الدین المرغینانیؒ (م ۵۹۳ھ)	ادارۃ المعارف دیوبند
۳۰	المختار الفتوی	العلامہ ابوالفضل مجد الدین عبداللہ بن محمود الحنفیؒ (م ۶۸۳ھ)	مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز مکہ معظمہ
۳۱	تنویر الابصار مع الدر المختار	محمد بن عبداللہ بن احمد الخطیب التمرتاشیؒ (م ۱۰۰۴ھ)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۳۲	درمختار	شیخ علاء الدین الحصکفیؒ (م ۱۰۸۸ھ)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۳۳	ردالمختار (فتاویٰ شامی)	علامہ محمد امین الشہیر بابن عابدینؒ (م ۱۲۵۲ھ)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، دار الفکر بیروت، (زکریا بک ڈپو دیوبند) احیاء التراث العربی بیروت
۳۴	منحۃ الخالق علی البحر	علامہ ابن عابدین شامیؒ (م ۱۲۵۲ھ)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۳۵	بدائع الصنائع	العلامۃ علاء الدین ابوبکر بن مسعود الکاسانی الحنفیؒ (م ۵۸۷ھ)	مکتبہ نعیمیہ دیوبند

۳۶	مراقی الفلاح	علامہ حسن بن عمار بن علی الشرنبلالی الحنفیؒ (م ۱۰۶۹ھ)	قدیمی کتب خانہ کراچی
۳۷	طحطاوی علی المراقی	علامہ سید احمد الطحطاوی الحنفیؒ (م ۱۲۳۱ھ)	قدیمی کتب خانہ کراچی
۳۸	عمدۃ الرعایۃ شرح الوقایہ	العلامۃ محمد عبد الحیٔ اللکھنویؒ (م ۱۳۰۴ھ)	مرکز ادب دیوبند
۳۹	مجمع الانہر	شیخ عبد الرحمٰن محمد بن سلیمانؒ (شیخ زادہ) (م ۱۰۷۸ھ)	داراحیاء التراث العربی
۴۰	فتاوی تاتارخانیہ	علامہ عالم بن علاء انصاری دہلویؒ (۷۸۶ھ)	ادارۃ القرآن کراچی
۴۱	غنیۃ المستملی (حلبی کبیر)	الشیخ ابراہیم الحلبی الحنفیؒ (م ۹۵۶ھ)	سہیل اکیڈمی لاہور
۴۲	الفتاویٰ الحدیثیہ	العلامہ احمد بن محمد بن علی ابن حجر الہیثمیؒ (م ۹۷۴ھ)	داراحیاء التراث
۴۳	المستطرف	شہاب الدین محمد بن احمد ابی الفتح الابشیہی	دارالکتب العلمیہ بیروت
۴۴	زادالمعاد	ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر الدمشقیؒ "ابن قیم الجوزیہ" (م ۷۵۱ھ)	مؤسسۃ الرسالۃ بیروت
۴۵	مظاہر حق	حضرت مولانا محمد قطب الدین صاحب دہلویؒ	کتب خانہ رحیمیہ دیوبند
۴۶	فتاوی رشیدیہ	حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ (م ۱۳۲۳ھ)	گلستاں کتاب گھر
۴۷	فتاوی مظاہر علوم	حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مہاجر مدنیؒ (م ۱۳۴۷ھ)	جامعہ مظاہر علوم سہارنپور
۴۸	فتاویٰ شیخ الاسلام	شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ (م ۱۳۷۷ھ)	مکتبہ دینیہ دیوبند
۴۹	کفایۃ المفتی	مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلویؒ (م ۱۳۷۲ھ)	مکتبہ امدادیہ پاکستان
۵۰	فتاوی دارالعلوم	حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ (م ۱۳۴۷ھ)	مکتبہ دارالعلوم دیوبند
۵۱	امداد الفتاوی	حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (م ۱۳۶۲ھ)	ادارہ تالیفات اولیاء دیوبند
۵۲	بوادر النوادر	حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (م ۱۳۶۲ھ)	زمزم بک ڈپو دیوبند
۵۳	بہشتی زیور	حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (م ۱۳۶۲ھ)	مکتبہ اختری سہارن پور
۵۴	فتاوی مولانا عبد الحیٔ	حضرت مولانا عبد الحیٔ صاحب فرنگی محلیؒ (م ۱۳۰۴ھ)	مطبع یوسفی لکھنؤ
۵۵	جواہر الفقہ	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندیؒ (م ۱۳۹۵ھ)	مکتبہ تفسیر القرآن دیوبند
۵۶	امداد المفتیین	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندیؒ (م ۱۳۹۵ھ)	دارالعلوم کراچی

۵۷	فتاوی محمودیہ	حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ (م ۱۳۱۷ھ)	زکریا بکڈ پو دیوبند
۵۸	فتاوی رحیمیہ	حضرت مولانا مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاجپوریؒ (م ۱۴۲۲ھ)	مکتبہ رحیمیہ سورت گجرات
۵۹	احسن الفتاوی	حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانویؒ (م ۱۴۲۲ھ)	دارالاشاعت دہلی
۶۰	فضائلِ رمضان	حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ (م ۱۴۰۲ھ)	اشاعت دینیات دہلی
۶۱	اکابر کا رمضان	حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ (م ۱۴۰۲ھ)	کتب خانہ یحیوی سہارنپور
۶۲	آپ بیتی	حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ (م ۱۴۰۲ھ)	کتب خانہ یحیوی سہارنپور
۶۳	منہاج المسلم	فضیلۃ الشیخ ابوبکر جابر الجزائری	دارالسلام ریاض
۶۴	سوانح شیخ الہند	حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحبؒ	اعزازیہ دیوبند
۶۵	معمولاتِ رمضان	مولانا نور الحسن راشد کاندھلوی	کتب خانہ یحیوی سہارنپور
۶۶	مسائل روزہ	جناب قاری محمد رفعت صاحب قاسمی	مکتبہ رضی دیوبند
	مسائل اعتکاف	جناب قاری محمد رفعت صاحب قاسمی	مکتبہ رضی دیوبند
۶۷	انوار رحمت	حضرت مولانا مفتی شبیر احمد قاسمی	مکتبۃ الاصلاح لال باغ
۶۸	ایضاح المسائل	حضرت مولانا مفتی شبیر احمد قاسمی	مکتبۃ الاصلاح لال باغ
۶۹	رمضان کے شرعی احکام	مولانا مفتی محمد مصطفیٰ عبدالقدوس ندوی	المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد
۷۰	فقہی اجتماعات کے اہم فقہی فیصلے	مرتب: مولانا معز الدین صاحب ناظم امارت شرعیہ دہلی	ادارۃ المباحث الفقہیہ جمعیۃ علماء ہند
۷۱	ذکرِ زکریا	مجموعہ مقالات مرتب: مولانا فیروز اختر ندوی	جامعہ اسلامیہ مظفرپور اعظم گڈھ
۷۲	تذکرۃ الصدیق	مولانا عبیداللہ اسعدی	مکتبہ حرا لکھنؤ
۷۳	رسالہ بینات بنوری نمبر	مرتبہ: حضرت مولانا مفتی محمد یوسف لدھیانویؒ (م ۱۴۲۱ھ)	جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی
۷۴	الاعلام	خیر الدین الزرکلی	دار العلوم للملایین بیروت